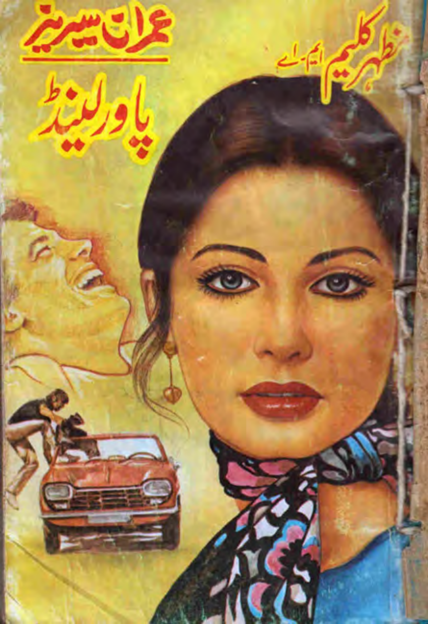
عمران سیریز
پاور لینڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین

سلام مسنون۔ نیا ناول "پاور لینڈ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور پاور لینڈ ایسے مجرموں کی کہانی ہے جو پوری دنیا پر حکومت کرنے کا مشن لے کر سامنے آتے ہیں۔ انہوں نے دنیا کے ایک خفیہ مقام پر ایسی لیبارٹریاں قائم کر رکھی ہیں جہاں ایسے خطرناک ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں جن کے متعلق باقی دنیا کے سائنسدان ابھی سوچ بھی نہیں سکتے۔ مجرموں نے دنیا بھر سے اپنے مطلب کے ذہین سائنسدانوں کو اغوا کر کے پاور لینڈ میں اکٹھا کر لیا ہے۔ پاور لینڈ ایک ایسی جگہ ہے جہاں پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ——— یہاں صرف پاور لینڈ کے شہری ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر کس طرح ——— ؟ صرف اپنے وجود کی نفی کر کے ——— اپنے آپ کو ختم کر کے ——— جی ہاں ——— واقعی پاور لینڈ ایسی جگہ ہے اور پھر پاور لینڈ والے عمران کے ملک سے چار سائنسدان اغوا کر لیتے ہیں اور اس طرح پہلی بار عمران اور پاور لینڈ آمنے سامنے آتے ہیں۔ لیکن اس ٹکراؤ کا نتیجہ خلافِ توقع عمران کے خلاف ہی نکلتا ہے۔ پاور لینڈ کے مقابلے میں آ کر پہلی بار عمران کو محسوس ہوتا ہے کہ وہ ابھی طفلِ مکتب ہے۔

پاور لینڈ کی لیڈی ایتھے جب عمران سے ٹکراتی ہے تو عمران کسی بے بس پنچھی کی طرح اس کے جال میں پھنس کر پھڑپھڑاتا رہ جاتا ہے اور

آخر کار لیڈی الشلے بڑے اطمینان سے عمران اور بلیک زیرو کو دانش منزل کے اندر ہی موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ عمران کے فلیٹ کو تو بموں سے اڑا ہی دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دانش منزل کے بھی پرخچے اڑا دیئے جاتے ہیں۔ اور عمران اور بلیک زیرو دونوں —— جی ہاں دونوں ہی اس وقت دانش منزل میں موجود ہوتے ہیں اور لیڈی الشلے اپنی اس کامیابی پر بے اختیار قہقہے لگاتی ہوئی پاور لینڈ کی فتح کا اعلان کرتی ہے۔ اس کے قہقہے عمران کے عبرت ناک انجام کا سوگ بن جاتے لیکن کیا واقعی عمران پاور لینڈ کے مقابلے میں شکست کھا کر اپنی جان گنوا بیٹھا —— شاید آپ عمران کی موت پر یقین نہ کریں۔ لیکن عمران بھی بہرحال انسان ہے اور ہر انسان نے ایک روز موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے —————— تو کیا آخر کار عمران بھی یہ ذائقہ چکھنے پر مجبور ہو گیا —— ؟

ایک ایسی کہانی جو آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں کی سیر کرائے گی۔ ایکشن اور سسپنس کا ایسا امتزاج کہ آپ یقیناً ہر صفحے پر چونک چونک اٹھیں گے۔ پڑھ کر دیکھ لیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سلیمان ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر آیا لیکن دوسرے لمحے کمرے میں موجود بیڈ کو خالی دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گیا پھر اس کی نظریں تیزی سے ملحقہ غسل خانے کے دروازے کی طرف گھومیں۔ لیکن دروازے کو چوپٹ کھلا دیکھ کر وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر کی طرف بڑھا اور وہ انگلی سے بالوں کو یوں کھجانے لگا جیسے کوئی بات جو ذہن میں اٹک گئی ہو اور اسے بالوں سے باہر نکالنا چاہتا ہو۔ اس کی تیز نظروں نے سرچ لائٹ کے سے انداز میں ادھر اُدھر گھوم کر پورے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے آثار نمودار ہوتے اور تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔ بات شاید اس کی سمجھ سے باہر تھی کہ عمران رات کو کمرے میں سویا اور بیرونی دروازہ اندر سے بند تھا لیکن عمران کمرے سے غائب تھا جبکہ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔

"حیرت ہے ۔۔۔ صاحب کہاں گئے" ۔۔۔ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل کر ڈرائینگ روم کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

"صاحب غائب ہیں جناب" ۔۔۔ سلیمان نے ڈرائینگ رُوم میں داخل ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"غائب ہیں ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے سر سلطان نے بوکھلا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر موجود پہلے سے بے چینی کے تاثرات اور بڑھ گئے۔ آنکھوں میں خوف کے سائے سے تیرنے لگے۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب ۔۔۔ صاحب رات کو کمرے میں سوئے تھے اور اب غائب ہیں ۔۔۔ میں نے غسل خانہ بھی دیکھ لیا ہے" ۔۔۔ سلیمان نے پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو مجرم اُسے بھی لے گئے ۔۔۔ اب کیا ہوگا" ۔۔۔ سر سلطان نے بے چینی سے پیر پٹکتے ہوئے کہا۔

"مجرم لے گئے ۔۔۔ نہیں جناب! ۔۔۔ بیرونی دروازہ تو اندر سے بند تھا" ۔۔۔ سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نہیں سمجھ سکتے ۔۔۔ کوئی چٹ بستر پر پڑی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"چٹ ۔۔۔ میں نے تو کوئی چٹ نہیں دیکھی جناب" ۔۔۔ سلیمان نے کہا اور سر سلطان تیزی سے عمران کے بیڈ روم کی طرف بڑھتے چلے گئے سلیمان ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

عمران کے کمرے میں داخل ہو کر سر سلطان تیزی سے بیڈ کی طرف بڑھے اور انہوں نے غور سے بیڈ کو دیکھا۔ بیڈ کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر کوئی سویا ضرور ہے۔ مگر اب بیڈ خالی پڑا ہوا تھا اور وہاں کوئی چٹ وغیرہ موجود نہ تھی۔

"حیرت ہے ۔۔۔ باقی تو ہر جگہ وہ چٹ چھوڑ گئے ہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرہ ایک زوردار چھینک کی آواز سے گونج اٹھا اور سلیمان اور سر سلطان دونوں بُری طرح اُچھلے جیسے ان کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو

"کمال ہے ۔۔۔ یہاں بھی پہنچ گئے کم بخت" ۔۔۔ دوسرے لمحے بیڈ کے نیچے سے عمران کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی۔ اور سلیمان نے تیزی سے آگے بڑھ کر فرش تک لٹکی ہوئی چادر اوپر کو اٹھا دی۔

عمران بیڈ کے نیچے گھسا ہوا بڑے اطمینان سے سو رہا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی سر سلطان کے انتہائی پریشان چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات پھیلتے چلے گئے جیسے سمندر میں بھٹکی ہوئی کشتی کے مسافر کو اچانک زمین کا کنارہ نظر آگیا ہو۔

"عمران ۔۔۔ عمران بیٹے" ۔۔۔ سر سلطان نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ارے خدا کی پناہ! ۔۔۔ اب مچھروں کے سر سلطان بھی آگئے" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں سر سلطان پر جم گئیں۔

"بالکل اصلی سر سلطان کی طرح ہیں ۔۔۔ کمال ہے۔ مچھروں کی سیکرٹ سروس

کے سربراہ ہوں گے ___ بھائی میں تو غریب سا آدمی ہوں ___ مجھے معاف کردو" ___ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"باہر نکلو ___ یہ کیا تماشہ بنا رکھا ہے" ___ سر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ تو عمران چونکا اور پھر تیزی سے کھسکتا ہوا بیڈ کے نیچے سے باہر آگیا۔

"ارے آپ! ___ آپ اور یہاں" ___ عمران نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا حرکت تھی کہ بیڈ چھوڑ کر نیچے گھس گئے" ___ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیڈ کے اوپر کھٹمل تھے ___ کم بخت سونے ہی نہ دے رہے تھے۔ میں نے انہیں ڈاج دیا اور بیڈ کے نیچے پہنچ گیا ___ کہ لو اب کاٹتے رہو بیڈ کے اوپر" ___ عمران نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"یہ سلیمان کہاں ہے ___ ؟ اس بدتمیز کو ابھی اتنی سمجھ نہیں آئی کہ آنے والوں کو ڈرائینگ روم میں بٹھایا کرتے ہیں ___ نوجوانوں کے بیڈ روم میں نہیں لے آتے" ___ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ سلیمان پہلے ہی کھسک گیا تھا۔

"اس غریب نے تو مجھے ڈرائینگ روم میں ہی بٹھایا تھا ___ مگر جب اس نے بتایا کہ تم بیڈ پر سے غائب ہو تو مجھے خود یہاں آنا پڑا" ___ سر سلطان نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"غریب ___ غضب خدا کا ___ آپ باورچی کو غریب کہہ رہے ہیں ___ اور وہ بھی یہاں کھڑے ہو کر ___ ارے خدا کے لئے خاموش

رہیئے ___ اگر اس نے سن لیا تو آفت برپا کر دے گا ___ باورچی غریب کبھی نہیں ہوتے ___ البتہ باورچی رکھنے والے ضرور غریب ہو جاتے ہیں ___ راشن اور سودا سلف میں ہی ساری جاگیر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر باورچی کی فرمائشی لسٹ کبھی ختم نہیں ہوتی" ___ عمران نے کانوں کو توبہ کرنے کے سے انداز میں ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب یہ بکواس بند کرو ___ اور ڈرائینگ روم میں بیٹھ کر میری بات سنو! ___ تمہاری اس بے معنی بکواس سے بچنے کے لئے میں ٹیلیفون پر بات کرنے کی بجائے خود آیا ہوں" ___ سر سلطان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے معنی بکواس! ___ اچھا تو آپ بے معنی کی بجائے بامعنی بکواس سننا چاہتے ہیں ___ تو سنیئے! ___ نشتر گاؤ کو رگ بلبل سے باندھ کر جوئے شیر نکالنے کے لئے فرہاد کا بیلچہ نہیں ___ بلکہ محبتوں کی پسلیاں چاہئیں ___ اور سوہنی کا کچا گھڑا اگر ٹوٹ جائے تو پھر سٹین لیس سٹیل کی گاگر لے کر سوکھے ہوئے دریائے چناب کو عبور کرنا پڑتا ہے" ___ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنی شروع ہو گئی تھی۔

"توبہ! ___ تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے ___ پھر وہی بکواس شروع ہو گئی" ___ سر سلطان نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ تو بامعنی بکواس ہے جناب! ___ ہر لفظ کے معنی مجھے آتے ہیں اور لغات میں بھی لکھے ہوئے ہیں" ___ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ سر سلطان کوئی جواب دیتے، سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ناشتے کا مکمل سامان بڑے خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

"ارے اتنا بھرپور ناشتہ ——— لیجئے جناب! — آپ خوامخواہ ایسے آدمی کو غریب کہہ رہے تھے۔ اس مہنگائی کے دور میں جو شخص اتنے قیمتی ناشتے سے ٹرالی بھر سکتا ہے ——— وہ غریب کیسے ہو سکتا ہے" ——— عمران نے اچھلتے ہوئے انداز میں کہا۔

"چلو باتیں ختم کرو — اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ ——— ایسا باورچی تو قسمت والوں کو ملتا ہے" ——— سر سلطان نے فہمائشی لہجے میں کہا اور سلیمان اپنی تعریف پر سینہ پھلائے مسکراتا ہوا واپس چلا گیا۔ سر سلطان کی وجہ سے اس نے عمران کو کوئی جواب نہ دیا تھا۔ ورنہ ظاہر ہے جواب دینے میں وہ کسی سے کم نہ تھا۔

عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور پھر غسل خانے میں گھستا چلا گیا۔ سر سلطان نے بڑے بے تکلف انداز میں چائے بنانا شروع کر دی۔ چونکہ وہ ناشتہ کئے بغیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے اس لئے انہیں ناشتے کی طلب بھی ہو رہی تھی۔

چند لمحوں بعد عمران بھی آ کر ناشتے میں مصروف ہو گیا۔ وہ یوں بڑھ چڑھ کر ہاتھ مار رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اسے ناشتہ میسر آ رہا ہو۔ سر سلطان عمران کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

"اب ناشتہ تو ہو گیا جناب! ——— میرے خیال میں اب آپ دوپہر کے کھانے پر تشریف لائیں گے ——— مگر میں وعدہ نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سلیمان

کی مرضی ہے کہ لنچ تیار کرے ——— یا پھر چھٹی کر کے بھوک ہڑتال پر مجبور کر دے"۔ عمران نے ناشتہ ختم ہوتے ہی نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میں صرف ناشتہ کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں" ——— سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نا جناب — بالکل نہیں ——— میں اسی لئے تو آپ سے لنچ کی پیشگی بات کر رہا ہوں — لنچ پر ڈنر کی بات کروں گا ——— اور ڈنر پر کل کے ناشتے کی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے ——— بہرحال ناشتے کے لئے تو میں سلیمان کا شکریہ ادا کروں گا ——— ویسے تم نے اب تک یہ نہیں پوچھا کہ میں آیا کیوں ہوں اور وہ بھی اتنے سویرے" ——— سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی اگر آپ سویرے آ جائیں تو پھر پوچھنا پڑتا ہے — اور اگر دیر سے آئیں تو پوچھنے کی ضرورت نہیں ——— کیا زمانہ آ گیا ہے۔ لوگ دیر سے گھر آتے تھے تو پوچھ گچھ ہوتی تھی ——— اب سویرے آنے پر پوچھ گچھ ہوتی ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے! ——— ملک کو اچانک ایک نازک صورت حال سے دوچار کر دیا گیا ہے — انتہائی نازک" ——— سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ——— ؟ کیا مسور کی دال مہنگی ہو گئی ہے ——— یا پھر مرغیوں نے

"انڈے دینے چھوڑ دیتے ہیں" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں ایک جدید ترین ایٹمک ریسرچ لیبارٹری قائم کی گئی ہے ـــ اس میں پورے ملک کے چوٹی کے سائنسدان کام کر رہے تھے ـــ آج صبح رپورٹ ملی ہے کہ ان میں سے چار بڑے سائنسدان اپنے بستروں سے غائب پائے گئے ہیں ـــ ان کے بستروں پر سفید رنگ کی چٹیں پڑی تھیں جن پر "پاور لینڈ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے" ـــ سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پاور لینڈ ـ یہ کوئی نیا ملک وجود میں آگیا ہے" ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

"بین الاقوامی طور پر تو کہیں ایسا نہیں ہوا ـــ یہ دیکھو چٹ" ـــ سر سلطان نے جیب سے ایک چٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر چٹ لے لی۔ سفید رنگ کے انتہائی قیمتی کاغذ پر سرخ رنگ سے دو لفظ ٹائپ تھے ـ "پاور لینڈ" ـــ عمران غور سے انہیں دیکھتا رہا۔

"جب ان سائنسدانوں کے اچانک غائب ہونے پر شور مچا تو ایک ٹیلیفون موصول ہوا ـــ کوئی صاحب بھرائی ہوئی آواز میں بول رہے تھے" ـــ سر سلطان نے جیب سے ایک کیسٹ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹیپ لے آئے ـ ٹھیک ہے" ـــ عمران نے کہا اور پھر اس نے سائیڈ میز پر پڑے ہوئے ٹیپ ریکارڈر کا خانہ کھول کر کیسٹ اس میں ڈالا اور پھر اسے بند کر کے بٹن آن کر دیا۔

"یس ایس ڈبلیو ای" ـــ ایک آواز گونجی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ لیبارٹری کا کوڈ نام ہے۔ لیبارٹری سے کوئی بات کر رہا تھا۔

"سنو! ـ میں پاور لینڈ کا نمائندہ بول رہا ہوں ـــ تمہیں اپنے چار سائنسدانوں کے غائب ہونے کا علم ہو گیا ہو گا ـ ان کی خدمات پاور لینڈ نے حاصل کر لی ہیں اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پاور لینڈ کے شہری بن گئے ہیں۔ ان کی تلاش چھوڑ دیں اور یہ سمجھ لیں کہ وہ مر چکے ہیں ـــ وہ اب کبھی واپس نہیں آئیں گے ـ ہمیں تمہارے ریسرچ ورک یا لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں ـــ نہ ہی ہم نے ان سائنسدانوں کو اغوا کرتے ہوئے کسی چیز کو چھیڑا ہے کیونکہ تمہاری لیبارٹری اور ریسرچ ورک جس معیار پر ہے اس معیار سے زیادہ تو ہمارے ملک کے بچوں کے گھروں میں لیبارٹریاں موجود ہیں۔ آپ کے ملک کے یہ چار سائنسدان ہی ہمارے کام کے تھے اور ہم انہیں لے گئے ـــ اس کے بعد اور کوئی آدمی نہیں لے جایا جائے گا۔ مطمئن رہیں۔ ہم نے پوری دنیا سے اپنے مطلب کے آدمی حاصل کر لئے ہیں۔ اور سنو! ـــ پاور لینڈ کی تلاش کا سوچنا بھی نہیں ـــ ورنہ ایک لمحے میں تمہارا ملک راکھ کا ڈھیر بھی بن سکتا ہے ـ گڈ بائی" ـــ ایک بھرائی ہوئی مگر مشینی سی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

"یہ تو کوئی نیا ہی چکر چل پڑا ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران! ـــ یہ چاروں سائنسدان ہمارے ملک کے ذہین ترین سائنسدان تھے اور ان کی اچانک گمشدگی ہمارے ملک کے لئے انتہائی خطرناک اور تکلیف دہ ہو سکتی ہے ـــ کیونکہ ایٹمک ریسرچ لیبارٹری کے اصل دماغ یہی چاروں سائنسدان تھے۔ ان کی عدم موجودگی سے ہمارا پلان قریباً بیس سال پیچھے جا پڑے گا ـــ چنانچہ ان کی گمشدگی کی اطلاع

فوراً صدر مملکت کو پہنچائی گئی اور صدر مملکت نے مجھے ایمرجنسی کال کیا اور پھر ان کی فرمائش پر یہ کیس ایکسٹو کو ٹرانسفر کیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجھے بغیر ناشتے کے یہاں آنا پڑا ہے“ ـــــ سر سلطان نے کہا۔

”میرا تو خیال ہے کہ یہ پاور لینڈ وغیرہ سب ڈھونگ ہے۔ جو طاقتیں ہمارے ایٹمک پروگرام سے اختلاف رکھتی ہیں یہ ان کی سازش ہے“ ـــــ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”اب یہ سوچنا تمہارا کام ہے ـــــ بہرحال ہمیں تو وہ چاروں سائنسدان چاہئیں“ ـــــ سر سلطان نے کہا۔

”ٹھیک ہے ـــ میں اس کیس پر کام شروع کر دیتا ہوں“ ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں تو یہاں آتے ہی گھبرا گیا تھا کیونکہ سلیمان نے بتایا کہ تم بھی بیڈ سے غائب ہو ـــ میں نے یہی سمجھا کہ مجرم تمہیں بھی لے اڑے ہیں“ ـــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید عمران کے کیس لینے کی حامی بھرتے ہی ان کے دماغ سے بوجھ اتر گیا تھا۔

”ارے واقعی آپ نے ان سائنسدانوں کے بیڈز کے نیچے جھانکا تھا۔ کہیں وہ میری طرح مچھروں سے بچنے کے لئے بیڈ کے نیچے لیٹے ہوئے ہوں“ ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”نہیں ـــ وہ اتنے ذہین نہیں ہیں کہ اس طرح مچھروں کو ڈاج دے سکیں ـــ انہیں یقیناً اغوا کیا گیا ہے ـــــ لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ آخر لیبارٹری میں سے انہیں لے جایا کیسے گیا ـــــ کیونکہ لیبارٹری

کے گرد انتہائی زبردست سائنسی حفاظتی حصار موجود ہے اور ایک مکھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی“ ـــــ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مکھی باہر تو آسکتی ہے ـــــ ہو سکتا ہے کہ سائنسدانوں کو پہلے مکھی بنایا گیا ہو۔ پھر انہیں باہر لے آیا گیا ہو“ ـــــ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بکواس پھر شروع ہو گئی ـــــ اچھا میں چلتا ہوں۔ لیبارٹری کو چیک کرنا چاہو تو چلے جانا۔ میں نے وہاں ہدایات دے دی ہیں ایکسٹو کا نام کافی ہو گا“ ـــــ سر سلطان نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، وہ تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران خاموش بیٹھا میز پر پڑی ہوئی پاور لینڈ کی چٹ کو دیکھتا رہا۔ وہ اپنے شعور و یادداشت کو کھنگال رہا تھا کہ شاید کبھی یہ نام سننے میں آیا ہو لیکن نام بالکل ہی نامانوس تھا۔

اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا۔ اس نے عمران کے موڈ کو دیکھا تو خاموشی سے برتن سمیٹ کر باہر نکل گیا۔ وہ عمران کے ہر موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ نکالا تھا۔

عمران کی نظریں مسلسل پاور لینڈ کے الفاظ پر ٹکی ہوئی تھیں کہ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نظریں کاغذ سے ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس عمران بول رہا ہوں“ ـــــ عمران کا لہجہ ابھی تک الجھا الجھا سا تھا۔

”آج تو بڑے نارمل انداز میں بول رہے ہو ـــ خیریت ہے ناں“ ـــ

دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ فون کرنل فریدی کا بھی ہو سکتا ہے۔

"اوہ! ۔۔۔ کرنل صاحب آپ ۔۔۔ سنا ہے آجکل جاگیر سے بڑی آمدنی ہو رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جاگیر سے آمدنی ۔۔۔ وہ تو ہوتی ہی رہتی ہے ۔۔۔ مگر یہ اچانک تمہیں میری جاگیر کیسے یاد آگئی" ۔۔۔ کرنل فریدی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

"اس لئے کہ آج آپ نے کال کے پیسے خرچ ہی کئے ۔۔۔ ظاہر ہے کچھ زائد ہی آمدنی ہوئی ہو گی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کرنل فریدی کے بے اختیار قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"یہ بات نہیں ۔۔۔ آج ضرورت پیش آئی تو پیسے خرچ کرنے ہی پڑے" ۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں پہلے ہی معافی مانگ لوں تو اچھا ہے ۔۔۔ آجکل بڑی کڑکی میں ہوں آپ کی ضرورت پوری کرنا مشکل ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے یہ بات نہیں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے سے ماس نہیں ملتا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیل تو ملتی ہے ۔۔۔ کہتے ہیں کہ بھوک میں حرام بھی جائز ہو جاتا ہے۔ بہرحال فرمایئے! ۔۔۔ آج صبح صبح آپ کی آواز سن لی ہے۔ اللہ خیر سے ہی دن گزارے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کسی لیڈی براؤن سے واقف ہو" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ۔۔۔ اچھی طرح واقف ہوں" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں گھماتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو پھر اس کی تفصیل مجھے بتاؤ ۔۔۔ یہ کون ہے ۔۔۔ اس کا ماضی کیا ہے" ۔۔۔؟ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میری اس سے منگنی ہوئی تھی لیکن پھر ٹوٹ گئی ۔۔۔ دھاگہ کچا تھا"۔ عمران نے لہجے کو افسردہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر وہی بکواس ۔۔۔ سنو! مجھے اس کا مکمل ریکارڈ چاہیئے" ۔۔۔ کرنل فریدی نے غصیلے انداز میں کہا۔

"ریکارڈ ۔۔۔ لیکن آجکل تو کیسٹوں کا دور ہے ۔۔۔ ریکارڈ تو پرانی بات ہو گئی ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ۔۔۔ ایک انتہائی اہم کیس درپیش ہے اس لئے مذاق مت کرو ۔۔۔ میں بے حد الجھا ہوا ہوں" ۔۔۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیس کے خاتمے پر مجھے بھی بتایئے گا کہ لڑکا پیدا ہوا ۔۔۔ یا لڑکی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اتنی جلدی کہاں باز آنے والا تھا۔

"اوکے! ۔۔۔ میں نے غلطی کی کہ تم سے بات کر لی ۔۔۔ ٹھیک ہے تھینک یو" ۔۔۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ تو برا مان گئے ۔۔۔ سوری! ۔۔۔ میں اس کا ریکارڈ آج ہی بھجوا دوں گا۔ مکمل ریکارڈ ۔۔۔ اور کوئی خدمت" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو! ۔۔ میں منتظر رہوں گا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"توبہ ہے ۔۔۔ اب لڑکے لڑکی کے پوچھنے پر بھی لوگ ناراض ہو جاتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ لباس بدل کر ایک نظر لیبارٹری کو بھی چیک کر ہی لے۔ کیونکہ ظاہر ہے سائنسدانوں کو وہاں سے باقاعدہ اغوا کیا گیا ہے تو ضرور کوئی چکر چلایا گیا ہو گا۔ اس کا خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی کلیو لازماً لیبارٹری سے مل جائے گا۔

"یس ۔ لیڈی اسٹیلے" ۔۔۔ آفس چیئر پہ بیٹھی ہوئی خوبصورت اور نوجوان لڑکی نے سامنے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں عجیب سی کرختگی تھی۔

"بوتھم بول رہا ہوں مادام" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔؟ مادام نے پہلے سے لہجے میں پوچھا۔

"پاکیشیا سے مطلوبہ افراد پاورلینڈ پہنچ چکے ہیں مادام" ۔۔۔ بوتھم نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔ کوئی رکاوٹ ۔۔۔؟ کوئی مشکل" ۔۔۔؟ مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام! ۔۔۔ سب کام پروگرام کے مطابق ہو گیا ہے" ۔۔۔ بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ انہیں چینج روم میں پہنچا دو ۔۔۔ تاکہ ان کے ذہن مکمل طور پر پاورلینڈ کے لئے تیار ہو جائیں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"پہنچا دیا گیا ہے مادام ۔۔۔ وہاں ان پر کام جاری ہے" ۔۔۔ بوتھم نے جواب دیا۔

"اوکے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھنے کے بعد اس نے سامنے میز پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس ڈبے کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کو دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ڈبے میں سے سائیں سائیں کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد ڈبے کی سطح پر لگا ہوا سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"یس ۔ ہنری مالکم سپیکنگ" ۔۔۔ بلب جلتے ہی ایک مردانہ آواز ڈبے سے ابھری۔

"ہنری ۔۔۔ میں ایشلے بول رہی ہوں ۔۔۔ بوتھم نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا کے مطلوبہ افراد چینج روم میں پہنچ چکے ہیں ۔۔۔ تم کارروائی مکمل ہوتے ہی انہیں سپیشل لیبارٹری میں بھجوا دینا تاکہ وہاں کام کا آغاز ہو سکے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا ۔۔۔ انہیں بلوایا ہی سپیشل لیبارٹری کے لئے گیا تھا" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

"ترمذی کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی" ۔۔۔ ؟ لیڈی ایشلے نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"ترمذی یورپ میں کام کر رہا ہے ۔۔۔ کام مکمل ہوتے ہی اطلاع دیگا۔

اس کے متعلق کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ تشویش کی تو بات نہیں ہے ۔۔۔ لیکن یورپ انتہائی جدید ترین وسائل کا حامل ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رکاوٹ پیش آجائے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ۔۔۔ پاورلینڈ کو کوئی نہیں روک سکتا ۔۔۔ ترمذی کا کام چونکہ خاصا وسیع تھا اس لئے ظاہر ہے وقت تو لگے گا ہی" ۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

"ہاں یہ بات تو ہے ۔۔۔ بہرحال ترمذی کی طرف سے اطلاع ملتے ہی مجھے کال کر لینا ۔۔۔ میں اس کی طرف سے اطلاع کی بے چینی سے منتظر ہوں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں اطلاع دے دوں گا ۔۔۔ اور کوئی بات" ۔۔۔ ؟ ہنری نے جواب دیا۔

"باقی باتیں ترمذی کے آنے پر سپیشل میٹنگ میں طے کریں گے ۔۔۔ فی الحال یہ ابتدائی پروگرام مکمل ہو جائے تو اطمینان ہو جائے گا" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مکمل ہو جائے گا ۔۔۔ بوتھم سے پوچھا تھا۔ اسے کوئی رکاوٹ تو پیش نہیں آئی" ۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا ۔۔۔ اوکے کی رپورٹ دی ہے اس نے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ کو ترمذی کی فکر ہے ۔۔۔ مجھے بوتھم کے بارے

ہیں فکر لاحق تھی" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

" بوتھم کے بارے میں ـــ وہ کیوں ـــ ؟ پاکیشیا تو انتہائی پسماندہ ملک ہے ـــ وہاں بوتھم کو کیا خطرہ ہو سکتا تھا" ـــــ ؟ لیڈی ایشلے نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہاں دنیا کا سب سے بڑا خطرہ رہتا ہے علی عمران ـــ پاکیشیا کا علی عمران۔ اور مجھے اب بھی یقین ہے کہ سائنسدانوں کے اغوا کے بعد وہ پاورلینڈ کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑ جائے گا اور ہمارے لئے ایک مستقل عذاب بنا رہے گا" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

" یہ تم آج کیسی باتیں کر رہے ہو ـــ کیا تم پاورلینڈ کے ڈائریکٹر ہونے کے باوجود ایک آدمی سے خوفزدہ ہو۔ جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ خوف کا اظہار پاورلینڈ میں ناقابل معافی جرم ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" خوف کا اظہار نہیں ـــ بلکہ حقائق بیان کر رہا ہوں مادام ـــ اور پاورلینڈ کے مینی فیسٹو میں حقائق کے اظہار کو تسلیم کیا گیا ہے" ـــــ ہنری مالکم نے بھی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مگر سپیشل میٹنگ میں تو تم نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی" ـــ لیڈی ایشلے نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" اس میٹنگ کا ماحول ایسا تھا کہ اس میں بات کرنا ہی حماقت تھی بہرحال میں نے ایک خدشے کا اظہار کیا ہے ـــــ اگر علی عمران نے پاورلینڈ کے خلاف کوئی کلیو حاصل کیا تو پاورلینڈ میں اتنی طاقت موجود ہے کہ اُسے مکھی کی طرح مسل دیا جائے" ـــــ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاورلینڈ کے خلاف وہ کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکتا ـــ وہ لاکھ سر پٹکتا

رہے ۔ پاورلینڈ اس کی اپروچ سے بہرحال باہر ہی رہے گا۔ لیکن پھر بھی اس کا خیال رکھنا ضروری ہے ـــــ ہمیں اس کی کارروائیوں سے آگاہ رہنا چاہیئے" ـــــ لیڈی ایشلے نے فکرمندانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ ہنری مالکم کی ذہانت۔ دلیری اور کارناموں سے اچھی طرح واقف تھی ۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اگر ہنری مالکم جیسا آدمی اُس آدمی سے خوفزدہ ہے اور نہ صرف خوفزدہ ہے بلکہ کھُلم کھُلا اس کا اظہار کرنے پر بھی مجبور ہو گیا ہے تو اس کا خیال رکھنا پڑے گا۔ یہ یقیناً انتہائی خطرناک شخص ہو گا۔

" آپ ایسا کریں کہ پاکیشیا میں اپنے مخصوص نمائندے بھیج دیں جو خفیہ طور پر اس کی نگرانی کریں اور رپورٹ ہیڈکوارٹر کو دیتے رہیں ـــ جیسے ہی کوئی خطرہ محسوس ہوا تو اس کے خلاف انتہائی اقدام کر لیا جائے گا" ـــــ ہنری نے جواب دیا۔

" اگر یہ اتنا ہی خطرناک اور ذہین شخص ہے تو پھر کیوں نہ اُسے اغوا کر لیا جائے اور پاورلینڈ کا شہری بنا لیا جائے ـــ اس طرح نہ صرف اس کی طرف سے ہمیشہ کے لئے خطرہ ختم ہو جائے گا بلکہ یہ پاورلینڈ کے لئے اپنی ذہانت اور صلاحیتیں بھی استعمال کر سکے گا" ـــــ لیڈی ایشلے نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" یہ بات اتنی آسان نہیں ہے مادام ـــــ جتنی آپ سمجھ رہی ہیں ـــ اس میں بے شمار خطرات پوشیدہ ہیں۔ اس طرح یہ خطرناک آدمی براہِ راست پاورلینڈ پہنچ جائے گا اور پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تو باقاعدہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

" ہنری ! ـــ آج پہلی مرتبہ تم ایسی باتیں کر رہے ہو ـــ بہرحال فی الحال

میں نگرانی کرا دیتی ہوں ـــــ لیکن ترمذی کے آنے پر میں سپیشل میٹنگ میں یہ مسئلہ اٹھاؤں گی اور پھر وہاں اس سلسلے میں کوئی مناسب فیصلہ ضرور کیا جائے گا" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ سختی عود کر آئی تھی۔

"یہ طریقہ کار درست رہے گا ـــــ یقین کیجئے مادام! ـــــ یہ شخص دنیا کا انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ بلا مبالغہ ہزاروں بڑے بڑے بغادری مجرم اور سینکڑوں بڑی بڑی بین الاقوامی تنظیمیں ـــــ ایسی تنظیمیں جو بے پناہ وسائل کی مالک تھیں، اس آدمی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں اور اس کا آج تک کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکا" ـــــ ہنری مالکم نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ اگر تمہاری بات درست ہے تو پھر ہمیں اس کے ملک کو چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا ـــــ ہم ان چار سائنسدانوں کے بغیر بھی کام چلا سکتے تھے جنہیں اس کے ملک سے لایا گیا ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"ان کے بغیر ہماری سپیشل لیبارٹری نہ چل سکتی تھی مادام! ـــــ لیبارٹری کی ڈیمانڈ بھی یہ لوگ تھے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ـــــ بہرحال آپ اس کی نگرانی کرائیں۔ اگر ضرورت پڑی تو پاورلینڈ اپنی پوری قوت اس کے خلاف استعمال کرے گا اور پھر اس کی موت یقینی ہے" ـــــ ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"او کے! ـــــ میں ابھی آرڈر کر دیتی ہوں ـــــ گڈ بائی" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈبے کے کنارے پر لگا ہوا بٹن

آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ لیکن اس کی خوبصورت پیشانی پر شکنوں کا جال پھیل گیا تھا۔ اب وہ انتہائی سنجیدگی سے علی عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ ہنری مالکم کو جھٹلانا نہ چاہتی تھی۔ کیونکہ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ہنری مالکم جھوٹ نہیں بولتا اور ہنری مالکم کا ماضی اس کے سامنے آئینے کی طرح روشن تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ہنری خواہ مخواہ کسی سے مرعوب ہونے والا آدمی بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ شخص یقیناً انتہائی اہمیت کا حامل ہوگا اور وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے ہاتھوں پاورلینڈ کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچے کیونکہ پاورلینڈ ابھی اپنے ابتدائی مراحل میں تھا۔ مالکم

پاورلینڈ کا خواب اس نے بچپن سے ہی دیکھنا شروع کیا تھا اور اب جا کر اس کے اس خواب کی تعبیر سامنے آنا شروع ہوئی تھی اور وہ اس سلسلے میں ہر قسم کا انتہائی اقدام کرنے پر بھی تیار تھی۔

لیڈی ایشلے جرمن نژاد تھی۔ بچپن سے ہی اُسے مجرمانہ ذہن وراثت میں ملا تھا اس کا باپ ایک بہت بڑی مجرم تنظیم "کاساکوشا" کا سربراہ تھا اور اس نے لیڈی ایشلے کی خصوصی تربیت کی تھی۔ کیونکہ وہ اس کی اکلوتی اولاد تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس کی وفات کے بعد تنظیم کی سربراہ لیڈی ایشلے ہی بنے۔ اور پھر لیڈی ایشلے مجرمانہ ذہانت اور صلاحیتوں میں اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے نکلی خصوصی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس نے "کاساکوشا" میں اپنی صلاحیتوں اور محیر العقول کارناموں کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ اور پھر جب اس کا باپ ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا تو پوری تنظیم نے متفقہ طور پر اُسے اپنی سربراہ تسلیم کر لیا۔

لیڈی ایشلے ایک چھوٹی سی تنظیم تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھ سکتی تھی

وہ ہمیشہ اونچے خواب دیکھتی تھی۔ پوری دنیا پر حکومت کے خواب ـــ ایسا اقتدار جس کو کبھی زوال نہ ہو۔ پھر اس کے ذہن میں پاور لینڈ کا منصوبہ اُبھرا۔ ایک ایسا ملک جو پوری دنیا میں سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہو۔ اور پوری دنیا کے ممالک اس کے غلام ہو جائیں۔ چنانچہ اس نے پاور لینڈ کے منصوبے پر کام کرنا شروع کر دیا۔ جو کچھ اس کے ذہن میں تھا اس کے لئے بے پناہ وسائل کی ضرورت تھی۔ لیکن لیڈی ایشلے پیچھے نہ ہٹی اور اس نے اپنی تنظیم کا دائرہ کار وسیع کر دیا۔ اس نے بے پناہ دولت اکٹھی کرنے کے بعد پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر اور ریاست کے لئے دنیا کا سُنسان ترین اور دشوار گزار ترین علاقہ منتخب کر لیا۔

یہ علاقہ جزائر فن لینڈ کے انتہائی شمال مشرق میں پھیلا ہوا ایک وسیع و عریض سنسان اور دشوار گزار پہاڑی سلسلہ تھا جہاں آج تک کسی نے رہنے کی جرآت نہ کی تھی۔ کیونکہ یہ علاقہ چاروں طرف سے انتہائی خطرناک سمندر سے گھرا ہوا تھا۔ اس نے پوری دنیا سے انجینیروں کو اور افراد کو اغوا کر کے ان پہاڑوں کے نیچے بڑی بڑی لیبارٹریاں تعمیر کرائیں اور پھر ان سب افراد کو قتل کرا دیا تاکہ پاور لینڈ راز رہے۔ پھر ایک مشن کے دوران اس کی ملاقات ترمذی سے ہو گئی۔ ترمذی ایرانی النسل تھا۔ وہ بے شمار تیل کے کنوؤں، تیل بردار جہازوں کا مالک اور اربوں، کھربوں پتی تھا۔ پوری دنیا میں اس کے معاشی استحکام کا سکہ جما ہوا تھا۔ لیکن ترمذی صرف ایک کاروباری آدمی نہ تھا بلکہ وہ بھی لیڈی ایشلے کی طرح انتہائی مجرمانہ ذہن کا مالک تھا۔ اس نے بھی خفیہ طور پر ایک بہت بڑی مجرمانہ تنظیم "پوتناپاک" بنائی ہوئی تھی۔ اور اس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنی مجرمانہ صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتا تھا بلکہ اس تنظیم کی وجہ

سے اس نے اپنے کاروبار کو بھی بے پناہ وسعت دے دی تھی۔ وہ انتہائی ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ظالم فطرت کا مالک تھا اور اس کی نوجوانی کے ساتھ ساتھ اس کی یہی خصوصیات لیڈی ایشلے کو پسند تھیں۔ چنانچہ یہ ملاقات رفتہ رفتہ محبت میں تبدیل ہو گئی اور پھر لیڈی ایشلے نے ترمذی کو بھی پاور لینڈ کے منصوبے میں شامل کر لیا۔

ترمذی کو بھی پاور لینڈ کا یہ منصوبہ بے حد پسند آیا تھا کیونکہ دراصل اس کی بھی لاشعوری خواہش اسی قسم کی تھی۔ اس کے بعد ترمذی کے کہنے پر ہنری مالکم کو بھی اس منصوبے میں شامل کر لیا گیا۔

ہنری مالکم منشیات کی ایک بین الاقوامی تنظیم "ٹامجرم" کا سربراہ تھا۔ یہ تنظیم اپنے کارناموں کے لحاظ سے مافیا سے بھی آگے بڑھ گئی تھی۔ اس طرح ان تینوں کے اشتراک سے پاور لینڈ باقاعدہ طور پر وجود میں آگیا۔ چونکہ لیڈی ایشلے اس منصوبے کی خالق تھی اور اس نے اس پر ابتدائی اہم کام بھی کر لیا تھا اس لئے پاور لینڈ کی اولین سربراہ لیڈی ایشلے کو ہی چُنا گیا۔ اس کا عہدہ ڈائریکٹر جنرل کا تھا۔ ترمذی اور ہنری مالکم ڈائریکٹران تھے۔ پاور لینڈ کا باقاعدہ دستور بنایا گیا۔ اختیارات کے لحاظ سے تینوں برابر تھے۔ بس صرف لیڈی ایشلے کے عہدے کا نام بڑا تھا۔ اور وہ چیئرمین تھی۔ دراصل وہ تینوں ہی پاور لینڈ کے رُوح رواں تھے۔

ان تینوں نے اپنی اپنی تنظیم میں سے انتہائی بااعتماد اور باصلاحیت افراد چُن کر انہیں پاور لینڈ میں شامل کر لیا تھا۔ باقی تنظیمیں توڑ دی گئی تھیں۔ پاور لینڈ کے دستور کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ پاور لینڈ کی خفیہ لیبارٹریوں میں ایسے جدید ترین اور خوفناک ہتھیار تیار کئے جائیں جو دنیا کی کسی سپر پاور

کہ پاس نہ ہوں اور پھر ان ہتھیاروں کی مدد سے پوری دنیا پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ ترمذی کی تمام دولت ان لیبارٹریوں پر صرف ہونی شروع ہو گئی۔ پوری دنیا سے ماہر سائنسدان، انجنیئر اغوا کر لئے گئے۔ اعلیٰ ترین سائنسی مشینوں کے ذریعے ان کے لاشعور کو واش کر دیا گیا۔ اور انہیں لاشعوری طور پر پاورلینڈ کا شہری بنا دیا گیا۔ اس تبدیلی کے بعد ہر شخص پاورلینڈ کے لئے اپنی جان بھی دے سکتا تھا۔ انہیں دنیا کا تمام عیش و آرام مہیا کیا گیا۔ اس نے پاورلینڈ کا خفیہ دارالحکومت تیار کیا گیا جس میں دنیا کی ہر نعمت موجود تھی۔ بڑے بڑے ملکوں سے ٹیکنالوجی چوری کی گئی۔ خاص طور پر خلائی سیاروں کی معلومات چرائی گئیں۔ اور اس طرح پاورلینڈ کے سائنسدانوں نے دن رات محنت کر کے درحقیقت اسے پاورلینڈ بنا دیا تھا۔ ایسی ایسی عجیب ایجادات بھی کی گئیں کہ جن کا تصور بھی محال تھا۔ پھر ایک نئی لیبارٹری قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس لیبارٹری میں ایسا بم بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا جس کو چلاتے ہی اس میں سے پیدا ہونے والی خصوصی ریز ایک لمحے میں پوری دنیا میں پھیل جائیں اور یہ ریز ٹیلی پیتھی کے سے انداز میں دنیا میں موجود ہر فرد کا ذہن تبدیل کر دیتیں۔ چنانچہ اس ہتھیار کے چلنے کے دوسرے لمحے پوری دنیا کے افراد خود بخود پاورلینڈ کے شہری بن جاتے۔ ان کے ذہنوں سے یکلخت اپنے اپنے ملک اور اس کا شعور ختم ہو جاتا۔ اس طرح پاورلینڈ صرف اس ہتھیار کو استعمال کر کے پوری دنیا کے افراد پر بغیر انگلی ہلائے ہمیشہ کے لئے قابض ہو سکتا تھا۔ اس خوفناک ہتھیار کا منصوبہ مشرقی جرمنی کے ایک سائنسدان کی اختراع تھی۔ اس پر ابتدائی تجربات کئے گئے اور جب اسے قابل استعمال پایا گیا تو اس کی بڑے پیمانے پر تیاری کے لئے باقاعدہ منصوبہ بنا لیا گیا۔

پوری دنیا کے اربوں افراد کے ذہنوں کو ایک لمحے میں تبدیل کر دینے کا یہ پروجیکٹ ظاہر ہے سب سے بڑا پروجیکٹ ہوگا۔ چنانچہ اس کے لئے سپیشل لیبارٹری تیار کی گئی۔ اس میں جدید ترین مشینری نصب ہوئی اور پھر پوری دنیا سے ایسے سائنسدانوں کو اغوا کیا گیا جو اس لیبارٹری میں کام کرنے کے قابل ہوں۔ اسی سلسلے میں ترمذی یورپ گیا ہوا تھا۔ تو تھامس، جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھا کے ذمے پاکیشیا کے چار سائنسدانوں کو اغوا کرنے کا فرض سونپا گیا۔ لیڈی ایشلے۔ ہنری مالکم اور ترمذی کو یقین تھا کہ یہ ناقابل یقین ہتھیار بالآخر تیار ہو جائے گا۔ گو منصوبے کے مطابق اس کی تیاری میں کم از کم پانچ سال کا طویل عرصہ لگے گا اور شاید آدھی دنیا کی دولت بھی ــــــ لیکن وہ جانتے تھے کہ ایک بار یہ ہتھیار تیار ہو گیا تو پھر ان کے اقتدار کو کبھی زوال نہ آ سکے گا۔

پاورلینڈ کی ایجنسیاں ہر ملک میں باقاعدہ کام کر رہی تھیں اور انہوں نے ایک ایسی لیبارٹری قائم کی تھی جس میں ان ایجنسیوں میں کام کرنے والے افراد کے لئے جدید ترین سائنسی ایجادات مسلسل ہوتی رہتی تھیں۔ انہی ایجادات کا نتیجہ تھا کہ پاورلینڈ کا اب کوئی بڑے سے بڑا مشن بھی کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔ پاکیشیا کے سائنسدانوں کو ایسی ہی ایک جدید ترین ایجاد کے ذریعے آسانی سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ ورنہ جس طرح ایسی لیبارٹریوں کے گرد حفاظتی سائنسی حصار قائم کئے گئے تھے ان افراد کو اغوا کرنے کے لئے طویل منصوبہ بندی کرنی پڑتی۔

اب جب کہ سارا کام صرف آدھے گھنٹے میں نپٹا لیا گیا اور پیچھے کوئی کلیو بھی باقی نہ رہا تھا۔ بلکہ سپیشل میٹنگ کے فیصلے کے مطابق وہاں پاورلینڈ کی چٹیں بھی چھوڑ دی گئیں اور انہیں فون کال کے ذریعے بتا بھی دیا گیا کہ وہ

اب ان سائنسدانوں کا خیال چھوڑ دیں۔ یہ سب کچھ انہوں نے اس لئے کیا تھا کہ اب وہ اپنے آپ کو اتنا طاقتور سمجھنے لگ گئے تھے کہ اب وہ پاور لینڈ کو دنیا میں باقاعدہ متعارف کرا سکتے تھے اس لئے پہلی بار پاور لینڈ کا نام استعمال کیا گیا تھا۔

لیڈی ایشلے نے آخر کار یہی فیصلہ کیا کہ ترمذی کے آنے کے بعد اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے گا اور پھر اگر ممکن ہوا تو وہ خود جا کر اپنے ہاتھوں سے علی عمران کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔

عمران نے لیبارٹری کے اس حصے کو اچھی طرح چیک کیا جہاں سے چار سائنسدان اغوا ہوئے تھے۔ اور پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ چاروں سائنسدان خود ہی لیبارٹری سے باہر گئے ہیں۔ انہیں باقاعدہ اغوا کر کے نہیں لے جایا گیا۔ کیونکہ وہاں کوئی ایسی صورت نہ تھی جس سے ان کے جبراً یا بیہوش کر کے باہر لے جانے کا امکان پیدا ہو سکتا۔ لیکن باہر آؤٹ گیٹ پر ان سائنسدانوں کے باہر جانے کے متعلق کوئی اندراج نہ تھا۔ حتیٰ کہ آؤٹ گیٹ پر جو چیکنگ آٹومیٹک کمپیوٹر نصب تھا۔ وہ بھی آنے جانے والوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھتا تھا۔ وہاں بھی ایسا کوئی اندراج نہ تھا۔ لیبارٹری مکمل طور پر زیر زمین تھی اس لئے وہ اڑ کر بھی نہ جا سکتے تھے۔

چنانچہ جوں جوں عمران سوچتا جاتا۔ معاملہ اور زیادہ الجھتا چلا جا رہا تھا چٹوں کی موجودگی سے تو صاف پتہ چلتا تھا کہ کوئی اندر آیا ہے اور اس نے چٹیں رکھی ہیں لیکن لیبارٹری میں موجود لوگ گنتی کے تھے۔ اور انتہائی با اعتماد اور قابل بھرو

تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا مکمل ریکارڈ لیبارٹری میں موجود تھا۔

"کمپیوٹر ریکارڈ مجھے دکھایئے" ——— عمران نے جو اس وقت آؤٹ گیٹ کے ساتھ کمپیوٹر سیکشن کے انچارج کے کمرے میں موجود تھا، انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ریکارڈ تو مخصوص کوڈ میں ہوتا ہے جناب! — آپ اسے کیسے سمجھیں گے — ویسے میں نے اپنے طور پر اسے چیک کیا ہے۔ یہ بالکل صاف ہے۔ اس میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں" ——— انچارج نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو ریکارڈ بالکل صاف ہو — وہ ریکارڈ ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ آخر کچھ نہ کچھ تو اس پر موجود ہوگا" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — صاف سے میرا مطلب تھا کہ درست ہے — روٹین کے مطابق ہے۔ اس میں اغوا شدہ سائنس دانوں کے باہر جانے کے متعلق کچھ بھی درج نہیں ہے" ——— انچارج نے اس بار یوں عمران کو سمجھایا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو دانت بھینچ بھینچ کر سمجھاتا ہے۔

"صاف سے اگر مطلب درست ہوتا ہے تو پھر درست سے مطلب صاف ہوا — بات تو وہیں آگئی کہ جس وقت سائنسدان یہاں سے باہر گئے ہیں تو اس وقت آپ کا کمپیوٹر کام ہی نہ کر رہا تھا۔ اس لئے اس کا ریکارڈ صاف مطلب ہے درست ہے" ——— عمران نے بڑے ہی منطقی انداز میں جواب دیا۔ اور انچارج نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ معاملہ شائد اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ وہ کافی دیر سے عمران

سے سرکھپا رہا تھا اور عمران نے حقیقت میں اُسے زچ کر کے رکھ دیا تھا۔

"میری بات آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتی — اس لئے میں آپ کو نہیں سمجھا سکتا — معذرت خواہ ہوں" ——— انچارج نے آخرکار اپنے آپ پر بڑا صبر کرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ ڈبل بات کیوں کرتے ہیں — ؟ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آسکتی تو پھر اس کا منطقی نتیجہ ہے کہ آپ مجھے نہیں سمجھا سکتے — اس لئے آدھا فقرہ کہنے سے ہی آپ کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔ آپ کیوں ڈبل فقرے کہتے ہیں — خواہ مخواہ اپنی انرجی ویسٹ کرتے ہیں — کیا آپ کا یہ کمپیوٹر بھی اسی طرح ڈبل ریکارڈنگ کرتا ہے یعنی ڈبل صفائی" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انچارج یوں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسکی دماغی حالت کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو۔

"آپ مجھے یوں گھور گھور کر کیوں دیکھ رہے ہیں — مجھے شرم آتی ہے۔ پلیز" ——— عمران نے یوں لجاتے اور شرماتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی شرمیلی سی لڑکی ہو۔ اور انچارج بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکر ہے آپ ہنسے تو سہی — اور بزرگ کہتے ہیں کہ ہنسے اور پھنسے۔ چنانچہ اب آپ مجھے ریکارڈ دکھا دیجئے اور مزید حیرت کو سٹور کر لیجئے — ہوسکتا ہے بعد میں آپ کے کام آئے" ——— عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کیسے آدمی ہیں — ایک بار میں نے کہا ہے کہ ریکارڈ کوڈ میں ہوتا ہے — آپ کی سمجھ میں نہیں آسکتا" ——— انچارج نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کی باتیں کوڈ میں ہوتی ہیں ___ کیوں" ___ عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"کوڈ میں ___ نہیں ___ میں تو سیدھی بات کر رہا ہوں" ___ انچارج نے اس بے تکے سوال پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جب آپ کی سیدھی بات میری سمجھ میں نہیں آتی تو ظاہر ہے کوڈ مجھے ضرور سمجھ میں آجائے گا ___ آپ مجھے ریکارڈ دکھائیے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا جناب دیکھئے ___ آپ بھی شوق پورا کر لیجئے" ___ انچارج ایک طویل سانس لیتے ہوئے بولا۔ اور پھر وہ کمرے میں بنی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے اس میں سے ایک فائل نکال کر اسے کھولا اور اس میں سے ایک بڑا سا کارڈ نکال کر الماری بند کی اور کارڈ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ پر وہی ڈیٹ پڑی ہوئی تھی جس روز سائنسدان اغوا ہوئے تھے کارڈ پر صرف ٹیڑھی میڑھی لکیریں تھیں۔ کہیں کہیں پنچنگ کے نشانات موجود تھے۔ عمران کمپیوٹرز کوڈ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے وہ بغور کارڈ کو دیکھتا رہا۔

"یہ کمپیوٹر کونسے ماڈل کا ہے" ___ ؟ عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"ای۔ ایم سکسٹی ___ زیرو۔ ون۔ الیون آٹومیٹک" ___ انچارج نے جواب دیا۔

"ایک روز پہلے کا ریکارڈ دکھائیے" ___ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سپاٹ ہو گیا۔

"کیوں ___ اس کا کیا تعلق" ___ ؟ انچارج نے جواب دیا۔ اس کے

لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کیجئے ___ پہلے بھی آپ نے میرا بہت سا وقت ضائع کیا ہے" ___ عمران کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"سوری ! ___ یہ کانفڈنیشل ریکارڈ ہے ___ میں نہیں دکھا سکتا" ___ انچارج کو بھی شاید غصہ آگیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے چوڑی ہوتی چلی گئیں جب اس نے عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھا جس کا رخ اس کی طرف تھا۔

"یہ ___ یہ کیا ___ کک ___ کک کیا مطلب" ___ ؟ انچارج کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"ملک سے غداری کرنا آسان نہیں ہوتا مسٹر اسلم ! ___ آپ کا خیال تھا کہ آپ غلط کارڈ دکھا کر مسئلے کو آسانی سے ٹال لیں گے۔ جو کارڈ آپ نے دکھایا ہے وہ اس کمپیوٹر کا نہیں ہے ___ بلکہ ایکس۔ ڈی۔ فائیو۔ تھری۔ سکس زیرو۔ ون۔ الیون آٹومیٹک کا ہے ___ یہ وہ کمپیوٹر ہے جو سٹور ریکارڈ رکھتا ہے اور اس کارڈ میں بھی سٹور ریکارڈنگ درج ہے۔ یعنی کل جو سامان سٹور سے نکلا اور داخل ہوا ___ کیوں ___ میں درست کہہ رہا ہوں ناں" ___ ؟ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انچارج کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا رنگ پہلے سے کہیں زیادہ زرد پڑ گیا۔

"آپ ___ آپ غلط کہہ رہے ہیں" ___ انچارج نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے عمران نے جھپٹ کر اس کے منہ پر ریوالور کی نال زور سے مارنا

چاہی مگر اسلم ضرب لگنے سے پہلے ہی پیچھے کو ایک جھٹکے سے ہٹا اور پھر اس کا جسم ایک بار زور سے کپکپایا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلکتی چلی گئی۔ اس کی باچھوں سے نیلے رنگ کے بلبلے سے باہر نکلے اور اس کے جسم کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیکر ریوالور جیب میں رکھا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے اسلم کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے کوٹ کی چھوٹی جیب سے ایک کارڈ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا اس کارڈ پر ہوٹل شالیمار کا کمرہ نمبر ایک سو بارہ درج تھا اور ساتھ ہی مسٹر براؤن کے الفاظ بھی درج تھے۔

عمران نے کارڈ کو جیب میں رکھا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے انچارج آفس کے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ باہر موجود عملے سے اس نے انچارج کے اچانک مر جانے کا ذکر کیا تو وہ سب اندر کی طرف دوڑے اور تھوڑی دیر بعد لیبارٹری کے اعلیٰ افسران بھی پہنچ گئے۔ عمران کارڈ جیب میں رکھ چکا تھا۔ اس لئے اس نے صرف یہی بتایا کہ انچارج باتیں کر رہا تھا کہ اس کے جسم کو جھٹکا لگا اور پھر دوسرے لمحے وہ مر چکا تھا۔

انچارج کے اس طرح مرنے پر سب حیران تھے۔ ان کی نظریں بتا رہی تھیں کہ وہ عمران کی طرف سے مشکوک ہیں لیکن ظاہر ہے ایکسٹو کے نمائندے پر وہ کھل کر شک کا بھی اظہار نہ کر سکتے تھے۔

پھر عمران نے سٹور کمپیوٹر کا اس تاریخ کا ریکارڈ چیک کیا تو بات صاف ہو گئی۔ چار بڑے بڑے بند بکس جن میں خفیہ مشینری ظاہر کی گئی تھی لیبارٹری سے باہر گئے تھے۔ یہ بکس ایئر پورٹ پر بھیجے گئے تھے۔ وہاں سے کارگو

پر بک ہو کر انہوں نے مغربی جرمنی جانا تھا۔ لیکن عمران نے جب اسٹور کھلوا کر چیک کرایا تو وہ مشینری جو جانی تھی وہ بدستور اسٹور میں موجود تھی اب بات صاف ہو گئی تھی کہ اسٹور سے مشینری نہیں نکالی گئی۔ بلکہ خالی بکسوں میں سائنسدانوں کو لے جایا گیا ہے اور صرف کارڈ تبدیل کر کے بات کو سنبھال لیا گیا تھا۔

اگر عمران کمپیوٹر کوڈنگ کے متعلق اچھی طرح نہ جانتا ہوتا تو کبھی اس بات کی چیکنگ بھی نہ ہو سکتی تھی۔

"جس فرم کو یہ باکس بھیجے گئے ہیں ــــ وہاں سے پتہ کریں کہ باکس پہنچ گئے ہیں" ــــ؟ عمران نے لیبارٹری انچارج سجاد درانی سے مخاطب ہو کر کہا جو خود بھی ان باکس کی مشینری کو اسٹور میں دیکھ کر شدید پریشان تھا۔ پھر سجاد درانی نے جب فون پر اس فرم سے رابطہ قائم کیا تو وہی رپورٹ ملی جس کی توقع عمران کو پہلے سے تھی کہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ ان کو باکس بھیجے بھی گئے ہیں یا نہیں۔

"اوکے! ــــ اب یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ یہ سائنسدان یہاں سے گئے کیسے ــــ اب رہ گئی ان کی واپسی ــــ تو اب اس کو بھی دیکھتے ہیں" ــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ــــ یہ سب کیسے ممکن ہے ــــ باکس تو اتنے بڑے بھی نہیں ہیں کہ ان میں یہ لوگ سیدھے لیٹ سکیں۔ پھر وہ مکمل طور پر بند ہیں۔ بلکہ ان پہ تو ایسی چادریں چڑھی ہوئی ہیں جن سے ہوا اندر نہیں جا سکتی" ــــ سجاد درانی نے کہا۔

"سب کچھ ممکن ہے سجاد صاحب! ــــ یہ جدید ایجادات کا دور ہے

"او.کے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سپیشل کارڈ کی وجہ سے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے لیبارٹری سے باہر آگیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے ہوٹل شالیمار کی طرف بڑھی چلی جارہی تھی۔ گو اُسے اب وہاں کسی کے ملنے کی کوئی امید تو نہ تھی۔ لیکن پھر بھی اس نے چیکنگ ضروری سمجھی۔

شالیمار ہوٹل کے وسیع و عریض کمپاؤنڈ کی دائیں سمت بنی ہوئی پارکنگ میں عمران نے کار روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ تیزی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"معاف کیجئے ـــ آپ اندر نہیں جاسکتے" ـــ اچانک مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربان نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"معاف کیا ـــ اب تو اندر جاسکتا ہوں" ـــ عمران نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ دربان کو ہاتھ سے ایک طرف دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوگیا۔

"ارے ارے ـــ رکو ـــ رکو" ـــ دربان چیختا ہوا اندر داخل ہوا لیکن عمران اس کی بات سنے بغیر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ کیسے اندر آگئے ـــ سپروائزر" ـــ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے قریب کھڑے ایک ہٹے کٹے نوجوان کو زور سے پکارا۔

"میرا نام سپروائزر نہیں ہے ـــ علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) ہے" ـــ عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری سر! ـــ مگر یہاں بغیر ٹائی لگائے آپ داخل نہیں ہوسکتے۔ اس لئے پلیز" ـــ کاؤنٹر مین نے فوراً ہی لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ شاید وہ عمران کی ڈگریوں سے مرعوب ہوگیا تھا۔

"لیکن اس ہوٹل کا نام تو شالیمار ہے ـــ ٹائی باندھ تو نہیں ہے" ـــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ دراصل لیبارٹری میں داخلے کے لئے قانون تھا کہ ٹائی اتارنی پڑتی تھی۔ کیونکہ بند گلے کے ساتھ اس میں داخلہ ممنوع تھا۔ کیونکہ کالر کے اندرونی حصے میں کوئی چیز رکھ کر لے جائی یا لے آئی جاسکتی تھی۔ اس لئے عمران کی ٹائی جیب میں پڑی ہوئی تھی۔ اور اس نے بغیر ٹائی کے سوٹ پہن رکھا تھا۔

"پلیز ـــ یا تو آپ ٹائی باندھ لیجئے ـــ یا پھر باہر تشریف لے جائیے" کاؤنٹر کلرک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مگر مجھے تو ٹائی باندھنی نہیں آتی ـــ اور کوئی جلاد مجھے راستے میں ملا نہیں" ـــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"جلاد ـــ جلاد کا یہاں کیا مطلب" ـــ؟ کاؤنٹر مین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی صحیح ناٹ وہی باندھ سکتا ہے ـــ تاکہ پھانسی پر لٹکنے والا لیور کھینچتے ہی یقینی موت کا شکار ہوجائے اور میں نے سنا ہے کہ ٹائی کی بھی ناٹ ہوتی ہے ـــ ظاہر ہے ناٹ جلاد کے علاوہ اور کون باندھ سکتا ہے۔ اگر آپ یا آپ کے اجداد یہ کام کرتے رہے ہوں تو یہ لیجئے ٹائی ـــ اور باندھ دیجئے ناٹ" ـــ عمران نے جیب سے ٹائی نکال کر اُسے کاؤنٹر مین کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ آپ مذاق اچھا کر لیتے ہیں" ___ کاؤنٹر مین نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ساتھ کھڑے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب کو ٹائی باندھ دو"

"ایک لفظ سے آپ بھول گئے ہیں ___ ورنہ فقرہ درست ہو جاتا کہ صاحب کو ٹائی سے باندھ دو ___ صاحب ہوتے ہی اس قابل ہیں کہ ٹائی سے بندھے رہیں ___ جیسے بھینس کھونٹے سے بندھی قابو میں رہتی ہے" ___ عمران نے بڑے منطقی انداز میں جواب دیا اور اس بار کاؤنٹر مین کے ساتھ ساتھ سپروائزر بھی بے اختیار ہنس پڑا ___ اب وہ دونوں غصے کی بجائے عمران کی باتوں سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پھر سپروائزر نے بڑی پھرتی سے ٹائی عمران کے کالر سیدھے کر کے باندھی اور کالر ٹھیک کر دیئے۔ واقعی وہ ٹائی باندھنے میں ماہر تھا۔

"گڈ! ___ اب واقعی مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بندھ گیا ہوں" ___ عمران نے ناٹ کو سیٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جی۔ اب فرمایئے" ___ کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ ظاہر ہے ٹائی بندھنے کے بعد تو لفظ فرمانا ہی استعمال ہوگا اب میں صاحب جو ہو گیا ہوں ___ ویسے آپ اپنے ہوٹل کا نام بدل دیجئے شالیمار کا تصور تو مجھے یوں آتا ہے جیسے کوئی شخص قمیض شلوار پہنے کھڑا ہو ___ اس کا نام تو لاٹ صاحب کا ہوٹل ہونا چاہیئے ___ بہرحال مجھے ایک صاحب سے ملنا ہے جن کا نام بھورا ہے" ___ عمران نے کہا۔

"بھورا ___ یہ کیا نام ہوا" ___ ؟ کاؤنٹر مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ___ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا کہ میں نے ٹائی باندھ رکھی

ہے اس لئے انگلش کے الفاظ بولنے چاہئیں ___ میرا مطلب تھا براؤن"۔ عمران نے کہا اور کاؤنٹر مین اور سپروائزر بے اختیار ہنس پڑے۔

"آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں ___ مسٹر براؤن کہیئے نا ___ کونسے کمرے میں رہائش پذیر ہیں" ___ کاؤنٹر مین نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

ہوٹل شالیمار ابھی حال ہی میں تعمیر ہوا تھا اور عمران چونکہ پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے یہاں کا عملہ ابھی اسے پہچانتا نہ تھا۔ ورنہ ظاہر ہے عمران تو دارالحکومت کے ہوٹلوں میں شیطان کی طرح مشہور تھا۔ ویسے بھی ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ اس لئے ویٹر بھی ہال میں موجود نہ تھے۔ ورنہ دوسرے ہوٹلوں سے آئے ہوئے ویٹروں میں سے کوئی نہ کوئی یقیناً عمران کو پہچان لیتا۔

"کمرہ یا کلر باکس ___ آپ کلر باکس کہاں رکھتے ہیں" ___ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ گڈ! ___ آپ براؤن کی وجہ سے کلر باکس پوچھ رہے ہیں۔ بہرحال دیکھئے! ___ ہمارے ہوٹل میں آٹھ سو کمرے ہیں ___ اب جب تک آپ کمرہ نمبر نہ بتائیں گے ہم کیسے مسٹر براؤن کو ڈھونڈیں" ___ کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دکھائیں" ___ عمران نے بڑا مختصر سا جواب دیا۔

"کیا دکھائیں" ___ ؟ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اُسے شاید عمران کے لفظ کا سیاق و سباق سمجھ نہ آیا تھا۔

"آپ نے کہا ہے کہ دیکھئے! ہمارے ہوٹل میں آٹھ سو کمرے ہیں" ___ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب! ___ آپ کام کیا کرتے ہیں ___ سائنسدان تو نہیں ہو سکتے کیونکہ سائنسدان بہت خشک طبیعت کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ جو ڈگریاں آپ نے بتائی ہیں وہ تو سائنس کی ہیں" ___ کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

"میری طبیعت میں آپ کو فوارے اُبلتے نظر آرہے ہیں ___ یا شاور چلتے محسوس ہو رہے ہیں ___ ویسے میں لیموں نچوڑ ہوں" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیموں نچوڑ ___ وہ کیا ہوتا ہے" ___ ؟ کاؤنٹر مین نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کبھی لیموں نچوڑا ہے" ___ ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"جی ہاں! ___ کئی بار سالن پر نچوڑا ہے" ___ کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کے نچڑ جانے کے بعد باقی کیا رہ جاتا ہے" ___ ؟ عمران نے پوچھا

"باقی خالی لیموں رہ جاتا ہے" ___ کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جیسے کسی ملازمت کے لئے انٹرویو دے رہا ہو۔

"اُسے کیا کرتے ہیں" ___ ؟ عمران نے سوالات کا سلسلہ جاری رکھا

"اُسے پھینک دیتے ہیں" ___ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"بس میرا کام بھی وہی ہے کہ جہاں رس سے بھرا ہوا لیموں نظر آیا۔ اس کا رس نچوڑ لیا ___ اور لیموں پھینک دیا" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں عمران صاحب" ___ کاؤنٹر مین کے چہرے کے

تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ واقعی عمران کی بات نہیں سمجھ سکا ہے۔

"میں محکمہ انکم ٹیکس میں ہوں" ___ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور اس بار کاؤنٹر مین ہنس نہ سکا۔ شاید محکمہ کے رعب کی وجہ سے ___ ویسے وہ یوں زور زور سے سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آرہی ہو۔

"اور میں نے سنا ہے کہ آپ کا ہوٹل اس سے بھرا ہوا ہے" ___ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے جناب! ___ یہ تو مالکان ہی جانتے ہوں گے ___ میں تو کاؤنٹر کلرک ہوں ___ میں ان معاملات کو کیسے سمجھ سکتا ہوں" ___ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں سمجھ سکتے ___ آپ نے ابھی آٹھ سو کمروں کا انکشاف کیا ہے ___ حالانکہ آپ کے مالکان نے صرف چار سو کمرے شو کئے ہوئے ہیں" ___ عمران نے کہا اور کاؤنٹر مین کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اب ظاہر ہے وہ کیا جواب دے سکتا تھا۔ اُسے کیا معلوم تھا کہ اس طرح بھی ٹیکس بچایا جا سکتا ہے۔

"م ___ م ___ میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب" ___ کاؤنٹر مین نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اُسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر مالکان نے انکم ٹیکس میں چار سو کمرے شو کئے ہوئے ہیں اور اس نے آٹھ سو بتا دیئے ہیں تو ظاہر ہے اُسے نوکری سے نکال دیا جائے گا۔

"اچھا چھوڑیں ___ فی الحال مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے ___ آپ مسٹر براؤن کا بتائیں۔ جو کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں رہائش پذیر ہیں" ___ عمران

نے کہا۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ ۔۔۔۔ اوہ! آپ کیمر فلاک کے متعلق پوچھ رہے ہیں وہ تو یہاں سے جا چکے ہیں" ۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"کیمر فلاک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔ میں تو براؤن کے متعلق پوچھ رہا ہوں" ۔ عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ آپ ایک وعدہ کریں تو میں آپ کو اصل حقیقت بتا دیتا ہوں ۔۔۔ وعدہ یہ کہ آپ مالکان کو یہ نہ بتائیں گے کہ میں نے آپ کو آٹھ سو کمروں کے متعلق بتایا ہے ۔۔۔ ورنہ میری نوکری چلی جائے گی" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا وعدہ! ۔۔۔ بتاؤ لیکن سچ سچ ۔۔۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ مجھے تمہارا س بھی نچوڑنا پڑ جائے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"جناب! ۔۔۔ کمرہ نمبر ایک سو بارہ میں مسٹر کیمر فلاک رہائش پذیر تھے لیکن انہوں نے ہدایت کی تھی کہ جو شخص مسٹر براؤن کے نام سے آکر پوچھے اُسے میرے کمرے میں بھجوا دیں ۔۔۔ باقی کسی کو نہ بھیجیں ۔ چنانچہ کل ایک نوجوان آئے تھے ۔ انہوں نے مسٹر براؤن کہا تو میں نے انہیں وہاں بھجوا دیا" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو جب براؤن کہا تو تم نے کمرہ نمبر پوچھنا شروع کر دیا مجھے تو تم نے وہاں نہیں بھجوایا" ۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔ نام کے ساتھ کمرہ نمبر بتانے کی بھی شرط تھی ۔۔۔ اور پھر دوسری بات یہ کہ وہ آج ہی کمرہ چھوڑ گئے ہیں" ۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں گئے ہیں ۔۔۔ کیا ملک سے باہر گئے ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا

"آپ نے وعدہ کیا ہے نا جناب! ۔۔۔ خیال رکھیئے گا ۔۔۔ میں آپ کو بتا دیتا ہوں ۔۔۔۔ مسٹر کیمر فلاک ملک سے باہر نہیں گئے ۔ یہیں موجود ہیں اور ان کا اصل نام بھی کیمر فلاک نہیں ہے ۔ اصل نام ڈونی مارش ہے ۔ وہ زیر زمین دنیا کے ایک مشہور شخص ہیں ۔۔۔ ٹارگٹ کلر کے نام سے مشہور ہیں ۔ جوکی بار کے مالک ہیں ۔۔۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں اس لئے مجھے انکی اصلیت کا پتہ ہے" ۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی ۔ وہ ٹارگٹ کلر سے اچھی طرح واقف تھا۔

"گڈ ۔۔۔ اب بے فکر رہو ۔۔۔ چار سو نہیں بلکہ میرے خیال میں ایک بھی کمرہ اس ہوٹل میں نہیں ۔۔۔ او کے ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دانستہ مذاق اور بے تکلفی کی فضا پیدا کی تھی تاکہ اصل صورتحال سامنے آجائے اور اس کا وقت بہرحال ضائع نہ ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کے شمالی سمت واقع جوکی بار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ٹارگٹ کلر منشیات کے دھندے کا مشہور آدمی تھا ۔ اور چونکہ یہ دھندہ عمران کے کام سے ہٹ کر تھا اس لئے عمران نے کبھی اس پر توجہ نہ دی تھی ۔ لیکن اب ظاہر ہے معاملہ منشیات کی بجائے کچھ اور تھا اس لئے اس نے ٹارگٹ کلر سے دو دو ہاتھ کر لینے کا فوری فیصلہ کر لیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس کی کار جوکی بار کے سامنے جا کر رکی اور عمران کار سے اتر کر سیدھا بار کے بڑے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ ہوٹل شالیمار

کے برعکس جو کہ بار گاہکوں سے پُر تھا۔

عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان کی نظریں جیسے ہی عمران پر پڑیں۔ وہ تقریباً اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے تاثرات اُبھر آئے۔ کیونکہ وہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ عمران بغیر کسی خاص مقصد کے کبھی بار میں نہیں آیا کرتا۔

"آیئے عمران صاحب! ۔۔۔ آپ یہاں کیسے ۔۔۔؟ کیا پیش کروں"۔ ؟ کاؤنٹر کلرک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹارگٹ کلر سے ملوادو"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا کیونکہ اب وہ وقت ضائع کرنے کا خواہشمند نہ تھا۔

"اوہ باس! ۔۔۔ وہ اپنے دفتر میں موجود ہیں"۔۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے چونکتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ دفتر اوپر والی منزل پر ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ کاؤنٹر کلرک یقیناً اُسے عمران کی آمد کے متعلق فون پر آگاہ کر دے گا لیکن اُسے اس کی پرواہ نہ تھی۔

چند لمحوں بعد وہ دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے میز کے پیچھے ڈونی مارش کو بیٹھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات موجود تھے۔ ان تاثرات کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ فون ہو چکا ہے۔

"آیئے عمران صاحب! ۔۔۔ آج آپ ادھر کیسے بھول پڑے"۔۔۔ ڈونی مارش نے کرسی سے استقبالیہ انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں کیمر فلاک عرف مسٹر براؤن سے ملنا چاہتا ہوں ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم اُسے جانتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے مصافحے کے لئے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نظرانداز کر کے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیمر فلاک عرف مسٹر براؤن ۔۔۔ یہ کون صاحب ہیں ۔۔۔؟ میں تو اُسے نہیں جانتا"۔۔۔۔ ڈونی مارش نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مزید حوالے کے لئے میں ہوٹل شالیمار کا نام لے سکتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شالیمار ۔۔۔ نہیں عمران صاحب ۔۔۔ میں انہیں نہیں جانتا"۔۔۔ ڈونی مارش نے اپنے آپ کو بدقت سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن عمران اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ چکا تھا۔ ویسے بھی اُسے یقین تھا کہ ہوٹل شالیمار کے کاؤنٹر مین نے جھوٹ نہیں بولا اور پھر اُسے جھوٹ بولنے کی ضرورت بھی نہ تھی۔

"دیکھو ٹارگٹ کلر! ۔۔۔ میں نے کبھی تمہارے مخصوص دھندے کی طرف توجہ نہیں دی۔ لیکن جس کام میں اب تم ملوث ہوئے ہو۔ وہ اور نوعیت کا کام ہے۔ یہ خصوصی طور پر میری لائن کا کام ہے ۔۔۔ اور تم مجھے جانتے ہو کہ میں بال کی کھال جبراً بھی اتارنا جانتا ہوں۔ اس لئے اگر تم مجھے بتادو کہ تم کس کے لئے کام کرتے رہے ہو ۔۔۔ اس شخص کا صحیح اتا پتہ بتادو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہوتا چلا گیا۔

"آپ یقین کریں عمران صاحب! ۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان صاحب کو نہیں جانتا"۔۔۔۔ ڈونی مارش نے بھی لہجے کو سخت بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے! ۔۔۔ اب تو میں چلتا ہوں ۔۔۔ میں تمہیں ایک موقع دیتا ہوں اچھی طرح سوچ لو۔ اس کے بعد بھی اگر تمہاری یادداشت نے کام نہ کیا تو پھر ۔۔۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس نے جان بوجھ کر اپنے پیچھے دروازے کو زور سے بند کر دیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی راہداری میں کھڑے ہو کر اس نے یوں زور زور سے قدم پٹخنے جیسے وہ جھنجھلائے ہوئے انداز میں دُور چلا جا رہا ہو۔ لیکن وہ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا۔ دروازے کو زور سے بند کرنے میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اس طرح دروازہ جھٹکا کھانے سے یقیناً تھوڑا سا کھلا رہتا ہے۔ اور اندر کی آواز باھر آسانی سے سنائی دیتی ہے۔

جیسے ہی اس نے قدموں کو آہستہ کیا۔ اُسے اندر ٹیلیفون کے نمبر تیزی سے گھومنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی راہداری سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔

"ہیلو ۔۔۔ ٹارگٹ کلر بول رہا ہوں ۔۔۔ جان فیلر سے بات کراؤ ۔۔۔ جلدی اِٹ اِز ایمرجنسی" ۔۔۔۔۔ ڈونی مارش کی تیز آواز سنائی دی اور جان فیلر کا نام سُن کر عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ کیونکہ جان فیلر کو وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ واقعی اسی لائن کا آدمی تھا

"ہیلو جان فیلر! ۔۔ میں ڈونی بول رہا ہوں ۔۔۔ ابھی ابھی علی عمران میرے پاس آیا تھا ۔۔ اُسے پاور لینڈ کے مشن کے متعلق سب کچھ معلوم ہو گیا ہے۔ اس نے ہوٹل شالیمار اور کیمر فلاک کے بارے میں تفصیل سے بات کی ہے وہ مجھ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ میں کس کے لئے کام کر رہا تھا ۔۔۔۔ میرے انکار پر وہ مجھے الٹی میٹم دے گیا ہے ۔۔۔ یہ شخص انتہائی خطرناک ہے۔ اب کیا کرنا ہوگا" ۔۔۔۔ ؟ ڈونی مارش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ بہر حال جتنا جلد ہو سکے اس کا خاتمہ کر دیں ورنہ اس نے مجھے کم از کم چین سے نہیں بیٹھنے دینا" ۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی

کے بعد ڈونی مارش کی آواز سنائی دی۔ اس نے شائد دوسری طرف سے بات سننے کے بعد جواب دیا تھا۔

"او۔ کے! ۔۔۔ میں ایک ہفتے کے لئے زیر زمین چلا جاتا ہوں ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ شکریہ!" ۔۔۔ ڈونی مارش کے لہجے میں اس بار اطمینان تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور عمران سر ہلاتا ہوا دبے قدموں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ اصل گُر گے تک پہنچ گیا تھا اس لئے اُسے ڈونی مارش کو چھیڑنے کی ضرورت نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے جان فیلر کے خفیہ جوئے خانے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جان فیلر زیر زمین دنیا میں خاصا نامور تھا۔ ایک کیس میں عمران کا اس سے ٹکراؤ ہو چکا تھا۔ لیکن اس کیس میں چونکہ وہ براہ راست ملوث نہ تھا اس لئے عمران اُسے جان بوجھ کر طرح دے گیا تھا۔ لیکن اب تو ظاہر ہے اس سے تصادم ناگزیر تھا۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی تھوڑی دیر بعد جان فیلر کے اڈے کے قریب پہنچ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر اس نے کار کی سیٹ کے نیچے بنے ہوئے باکس کو کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ایمرجنسی میک اپ باکس نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ تیزی سے چہرے پر اور سر پر مختلف قسم کی کریمیں ملنے میں مصروف ہو گئے۔ باکس سے مختلف زخموں کے مصنوعی ٹیپ نکال کر اس نے چہرے پر مختلف جگہوں پر چپکائے اور بالوں کو مختلف انداز میں سیٹ کرنے کے بعد وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا ورنہ صرف اس کے چہرے کا رنگ بدل چکا تھا بلکہ خد و خال بھی مختلف ہو گئے

تھے اور پھر زخموں کے مندمل نشانات نے اُسے خاصا سفاک بنا دیا تھا۔ بالوں کا رنگ بدل چکا تھا بلکہ سٹائل بھی بدل چکا تھا۔ اب اُسے دیکھ کر کوئی آسانی سے نہ پہچان سکتا تھا۔

عمران نے میک اَپ سے فارغ ہو کر سیٹ والے باکس سے ایک چھوٹا سا پستول نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اڈے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے مخصوص انداز میں تین بار دستک دی دوسرے لمحے ایک چھوٹا سا روزن کھلا اور کسی کی سُرخ آنکھوں نے باہر جھانکا۔

" ٹیڈی بوائے سے کہو ہمیں بھی کبھی یاد کر لیا کرے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے اس اڈے کا مخصوص کوڈ دوہرایا۔

" مگر تم نئے ہو ___ کہاں سے آئے ہو" ___ ؟ اندر سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

" دولت آباد سے ___ نیا نہیں، پرانا ہوں" ___ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کے ساتھ ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا تھا۔

" اندر چلے جاؤ ___ لیکن یہاں رقم موٹی چلتی ہے" ___ اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

" دس بارہ لاکھ سے کام چل جائے گا ناں ___ اتنا تو موجود ہے ___ اور کہو تو وہ بھی آسکتا ہے" ___ عمران نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے حیرت بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دروازے سے گزر کر تیزی سے راہداری کراس کرتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں دروازہ موجود تھا۔ لیکن وہ بند نہ تھا۔

عمران جب دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تو اندر میزیں جوا کھیلنے والوں سے پُر تھیں۔ واقعی بڑی بڑی رقمیں داؤ پر لگی ہوئی تھیں۔ ہال نما کمرے کے چاروں طرف دس کے قریب غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ ان کی نظریں کھیلنے والوں پر جمی ہوئی تھیں ایک کونے میں ہارڈ بورڈ کا دروازہ تھا جس میں اندھا شیشہ لگا ہوا تھا یہ جان نیلر کا مخصوص دفتر تھا۔ اس دروازے کے باہر دو مشین گن بردار موجود تھے عمران تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران کو اپنی طرف آتا دیکھ کر دروازے کے باہر موجود دونوں دربان چوکنے ہو گئے۔ پھر جیسے ہی عمران ان کے قریب پہنچا، ان میں سے ایک نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

" رک جاؤ ___ ادھر آنا منع ہے ___ اُدھر جا کر جوا کھیلو"۔

" کیوں ___ ؟ ادھر کوئی پردہ دار خاتون بیٹھی ہوئی ہے" ___ عمران نے مذاق اڑانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ___ واپس جاؤ ___ کیوں اپنی موت کو آواز دے رہے ہو" ؟ بولنے والے نے اس بار دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز سنائی دی اور بولنے والا عمران کا زوردار تھپڑ کھا کر تقریباً اڑتا ہوا سائیڈ کی میز پر جا گرا۔ اسی لمحے عمران کی لات حرکت میں آئی اور اس کا دوسرا ساتھی بھی چیختا ہوا دوسری میز پر جا گرا۔ اور پورے ہال میں ایک شور سا مچ گیا۔ مگر عمران وار کرتے ہی بجلی کی سی تیزی

سے دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر چلا گیا ۔

اندر ایک بڑی سی میز کے پیچھے جان فیلر بیٹھا حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا ۔ وہ خاصے سڈول جسم اور لمبے قد کا آدمی تھا ۔ چہرے پر سفاکی کے تمام آثار موجود تھے ۔

عمران نے بڑے اطمینان سے اندر داخل ہوتے ہی چٹخنی لگا دی ۔ اسی لمحے دروازے پر باہر سے زور پڑا لیکن چٹخنی کی وجہ سے دروازہ نہ کھل سکا ۔

" کون ہو تم —— ؟ اور باہر چیخنے اور شور مچانے کی آوازیں کیسی ہیں" —— ؟ جان فیلر نے حیرت سے پُر لیکن کرخت لہجے میں کہا ۔

" تمہارے بچے شور مچا رہے ہیں —— دولت آباد کے کوبرے کو روکنا ان کے بس کی بات نہیں ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" اوہ تم کوبرا ہو —— دولت آباد کے" —— جان فیلر کوبرا کا نام سنتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔

" اگر تمہیں شک ہو تو یقین دلا دوں" —— عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا ۔

اب باہر شور کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا ۔ دروازے کو بھی بار بار زور زور سے دھکیلا جا رہا تھا ۔

" دفع ہو جاؤ —— میں خود نپٹ لوں گا" —— جان فیلر نے زور سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باہر موجود شور یکلخت ختم گیا ۔

" گڈ ! —— آدمی میں اتنی خود اعتمادی ہونی چاہیئے" —— عمران نے بڑے پُرسکون لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا ۔

جان فیلر چند لمحے بغور عمران کو دیکھتا رہا ۔ جیسے اسے نظروں ہی نظروں

میں تول رہا ہو ۔

" تم نے حرکت تو کوبرے والی ہی کی ہے —— ورنہ جان فیلر کے اڈے میں اس طرح گھس آنے کی ہمت بڑے بڑے نہیں کر سکتے" —— جان فیلر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ البتہ اس کی نظریں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں ۔

" تم سے پہلی بار ملاقات ہو رہی ہے جان فیلر ! —— ورنہ تم ایسی بات نہ کرتے —— کوبرا ہر قسم کے حالات میں زندہ رہنا جانتا ہے" —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا

کوبرے کا نام عمران نے از خود زیر زمین دنیا میں مشہور کیا ہوا تھا ۔ اس لئے جہاں ضرورت پڑتی تھی وہ اس نام کو استعمال کر لیتا تھا ۔ کیونکہ کوبرے کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انتہائی دلیر —— زبردست لڑاکا —— اور انتہائی سفاک آدمی ہے اور کبھی ایک میک اپ میں نہیں رہتا بلکہ مسلسل شکلیں بدلتا رہتا ہے ۔ اور جہاں چاہتا ہے پہنچ جاتا ہے ۔

" سنا ہے کہ تم کبھی اصل شکل میں نہیں رہے —— ؟ کیا اب بھی تم میک اپ میں ہو" —— ؟ جان فیلر نے کہا ۔

" ظاہر ہے کوبرے کی اصل شکل دیکھنے کی کسی میں تاب ہی نہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" او کے ! —— ٹھیک ہے ۔ اب بولو ! —— کیسے آنا ہوا" —— جان فیلر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے پاس میرے مطلب کی پارٹی موجود ہے لمبا مال دینے والی —— اور مجھے آجکل مال کی اشد ضرورت ہے" —— عمران

نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے پاس پارٹی ____ نہیں ____ میرے پاس تو کوئی پارٹی نہیں ہے ____ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے۔ میں تو بس اسی جوئے خانے تک ہی محدود ہوں"۔ جان فیلر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو ____ کوبرے کی معلومات غلط نہیں ہو سکتی ____ آج تک اس سلسلے میں کوبرے کو کبھی چیلنج نہیں کیا گیا ____ اور یہ میرا اصول ہے کہ میں دوسروں کی پارٹیوں کو توڑا نہیں کرتا۔ اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں۔ ورنہ میں چاہوں تو براہ راست بھی معاملہ کر کے تمہارا پتہ کاٹ سکتا ہوں" ____ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو کوبرے! ____ میری تمہارے ساتھ براہ راست کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے میں مسلسل تمہیں برداشت کر رہا ہوں ____ ورنہ جان فیلر کے سامنے اونچی آواز سے بات کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اٹھ کر یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی جان بچ جانے پر شکرانے کے نفل ادا کرو" ____ جان فیلر نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے ____ سیدھی بات کرو ____ ورنہ میں کر لوں خود بات ____ تمہیں کوئی اعتراض تو نہ ہو گا" ____ عمران نے بھنچے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخر تم کس پارٹی کی بات کر رہے ہو ____ کچھ پتہ بھی تو چلے" ____؟ جان فیلر نے چند لمحوں تک خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اگر وضاحت چاہتے ہو تو پھر نام بھی سن لو ____ پاور لینڈ کی بات

کر رہا ہوں جس کے لئے تم نے ابھی حال ہی میں کام کیا ہے" ____ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پاور لینڈ کا نام سنتے ہی جان فیلر یکلخت اچھل پڑا۔

"تم ____ تم پاور لینڈ کے متعلق کیا جانتے ہو ____؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا"؟ جان فیلر کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی آ گئی تھی۔

"اس بات کو چھوڑو ____ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ کوبرے کی معلومات کو کبھی کسی نے چیلنج نہیں کیا بلکہ کسی کو کبھی جرأت ہی نہیں ہوئی ____ یہ درست ہے کہ میں دارالحکومت سے دور دولت آباد میں رہتا ہوں۔ مگر مجھے پورے ملک میں ہونے والے اپنی لائن کے واقعات کا رتی رتی کا علم رہتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن پاور لینڈ کا کام تو مکمل ہو گیا اور ان کا مشن بھی ختم ہو گیا ہے ____ اب ان کا مجھ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا" ____ جان فیلر نے جواب دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت اور یقین نہ آنے والے تاثرات موجود تھے۔

"او کے! ____ پھر تو بات سیدھی ہو گئی ____ تم نے ان کا کام کر دیا۔ اب بقایا کام کے لئے میں خود ان سے بات کر لوں گا۔ تمہیں تو ظاہر ہے اب کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا" ____ عمران نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو! ____ اس طرح تم نہیں جا سکتے" ____ اچانک جان فیلر نے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک ریوالور چمکنے لگا۔

"اوہ! ____ تم کوبرے کو ریوالور دکھا رہے ہو ____ شاید پاگل پن اسی کیفیت کا دوسرا نام ہے" ____ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سنو! — زیادہ چالاکی نہ دکھاؤ — یہ میرا اڈہ ہے۔ یہاں سے تمہاری رُوح بھی میری مرضی کے بغیر نہیں جا سکتی۔ اس لئے خاموشی سے بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو!" — جان فیلر کا لہجہ اور بھی زیادہ سخت ہوتا چلا گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک شمالی دیوار سرر کی تیز آواز سے ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور دوسرے لمحے چار مشین گنوں کی نالیں دیوار میں سے جھانکنے لگیں۔ یہ نالیں مسلسل دائیں بائیں ایک میکنزم کے انداز میں حرکت کر رہی تھیں۔

عمران نے بڑے مطمئن انداز میں ان نالوں کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ کرسی پر یوں بیٹھ گیا جیسے اُسے ان لوگوں کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

"جان فیلر! — تم نے اپنی موت کو آواز تو دے ہی لی ہے۔ بہرحال میں پہلے تمہاری بات سُننا چاہتا ہوں" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں اور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی طنزیہ مسکراہٹ میں بھی سفاکی کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"زیادہ اڑنے کی کوشش نہ کرو — یہ بتاؤ کہ تم ڈونی مارش کے پاس گئے تھے" — جان فیلر نے کہا۔ اب وہ براہِ راست عمران کی آنکھوں میں بغور دیکھ رہا تھا۔

"ڈونی مارش جیسے تھرڈ کلاس غنڈوں کے پاس کوئی بھلا کیسے جا سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر تمہیں پاور لینڈ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا — مجھے وہ ذریعہ بتاؤ"۔ جان فیلر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی تھی جیسے وہ عمران سے ہر قیمت پر اصل بات اُگلوانے کا تہیہ کر چکا ہو۔

"میں نے تمہیں پہلے کہا ہے کہ کوبرا ہر بات جانتا ہے — اور بس تمہارے لئے اتنا جاننا ہی کافی ہے" — عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے جھک گیا اور جان فیلر کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے سر پر سے گذر گیا۔ مگر جان فیلر کو ہاتھ چلانے کے بعد سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا۔ عمران جھکتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اس نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور پلک جھپکنے میں وہ جان فیلر کو اپنے سینے سے لگائے پچھلی دیوار کے ساتھ سمٹتا چلا گیا۔ اس کا ایک ہاتھ جان فیلر کی گردن کے گرد تھا جب کہ دوسرے ہاتھ میں جان فیلر کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور پہنچ چکا تھا جان فیلر نے کرسی کے سامنے فرش پر لگے ہوئے بٹن کو دبانے کی کوشش کی لیکن عمران اُسے گھسیٹتا چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جان فیلر کی گردن کے گرد جمے ہوئے بازو کو جھٹکا دیا اور جان فیلر کے حلق سے کربناک سی گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔ اس کا سانس رک گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ کر باہر کو اُبل آئی تھیں اور چہرے کا رنگ یکلخت سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کا جسم مفلوج ہو جانے کے انداز میں لٹک گیا۔ اور عمران نے تیزی سے اپنی لات آگے بڑھا کر جان فیلر کی کرسی کے سامنے فرش پہ لگے ہوتے بٹن کو پیر سے دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی دیوار ایک بار پھر سرر کی تیز آواز نکالتی ہوئی بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنے بازوؤں کو زور سے جھٹکا دیا اور جان فیلر — چیختا ہوا سامنے فرش پر منہ کے بل جا گرا۔

نیچے گرتے ہی جان فیلر گیند کی طرح اچھلا اور اس نے الٹی قلابازی لگا کر عمران کے پیٹ میں پوری قوت سے دونوں پیر مارنے چاہے۔ مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے کمرہ جان فیلر کی کربناک

اور تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کی لات پوری قوت سے جان فیلر کی پسلیوں پر پڑی تھی اور جس انداز اور قوت سے لات پڑی تھی اس سے عمران کو یقین تھا کہ اس کی دو چار پسلیاں اپنی جگہ چھوڑ گئی ہوں گی۔

عمران کی ضرب کھاتے ہی جان فیلر نے پٹخنی کھائی اور اس کے ہاتھ میں کرسی کا پایہ آگیا۔ اس نے چیختے ہوئے کرسی عمران پر مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران نے ایک بار پھر اچھل کر اس کی ناف پر بوٹ کی ٹو پوری قوت سے ماردی اور اس بار ضرب اتنی شدید تھی کہ جان فیلر کا جسم پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ کرسی کا پایہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ عمران نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے اس کا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر پوری قوت سے فرش پر دے مارا اور جان فیلر کے حلق سے اب چیخیں نکلنی ہی بند ہوگئیں۔

"مم — معاف کر دو کوبرے — معاف کر دو" — جان فیلر نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے شاید یقین ہوگیا تھا کہ وہ عمران سے لڑائی میں مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"جلدی بتاؤ — کس کے کہنے پر پاور لینڈ کا کام کیا تھا — ؟ اور یہ پاور لینڈ کہاں ہے" — ؟ عمران نے اس کے سر کو ایک بار پھر فرش سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

"مم — مم — مجھے نہیں معلوم پاور لینڈ کہاں ہے — میں نے تو بوتھم کے کہنے پر کام کیا تھا" — جان فیلر نے گھٹے گھٹے لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں اب دھندلی ہونی شروع ہوگئی تھیں اور آواز بھی ڈوبنے لگ گئی تھی۔

"بوتھم — کون بوتھم — ؟ جلدی بتاؤ" — عمران کے لئے چونکہ یہ نام نیا تھا اس لئے اس نے تفصیل پوچھی۔

"کک — کک — کاساکوشا" — جان فیلر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بیہوش ہوگیا۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں پھیل گئیں۔ کاساکوشا کے متعلق وہ بہت کچھ جانتا تھا۔ کاساکوشا کا نام آتے ہی اس کے ذہن میں لیڈی ایشلے کا نام ابھر آیا۔ جرائم کی بین الاقوامی دنیا میں کاساکوشا کی سربراہ لیڈی ایشلے کا نام شیطان کی طرح مشہور تھا اس کے متعلق عجیب و غریب مافوق الفطرت کہانیاں بیان کی جاتی تھیں۔ لیکن چونکہ کاساکوشا کا دائرہ کار یورپ اور امریکہ تک ہی محدود تھا اس لئے عمران سے اس کا کبھی ٹکراؤ نہ ہوسکا تھا البتہ اس کے متعلق اس کے پاس معلومات موجود تھیں۔

عمران یہی سوچتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی نمایاں تھی۔ اس نے چٹخنی گرا کر دروازہ کھولا اور پھر باہر نکلتے ہی دروازہ ایک دھماکے سے بند کر دیا۔

دروازے پر موجود وہی مشین گن بردار تھے جنہیں عمران ضربیں لگا کر اندر داخل ہوا تھا۔ عمران کے باہر نکلتے ہی وہ دونوں مشین گن بردار یکلخت چونکنے ہوگئے۔

"تمہارے باس کا پیغام ہے کہ آدھے گھنٹے تک اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے — میں اسے ایک بہت بڑے خزانے کا نقشہ دے آیا ہوں۔ وہ اس پر غور کر رہا ہے" — عمران نے مطمئن لیکن کرخت لہجے میں

ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا بیرونی دروازے تک بڑھتا چلا گیا۔ وہ چونکہ اپنے قدموں سے چل کر اور ٹھیک ٹھاک انداز میں دفتر سے باہر آگیا تھا اس لئے کسی نے بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بننے کی کوشش نہ کی اور عمران بڑے اطمینان سے اڈے سے باہر آگیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی، اس کے ذہن میں کاساکوشا اور لیڈی ایشلے کے نام بار بار چکرا رہے تھے۔

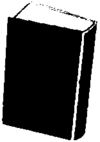

ہوٹل سلور سینڈ کے بڑے کمرے میں کرسیوں پر لیڈی ایشلے اور ایک خوبصورت اور سڈول جسم کا مالک نوجوان بیٹھے ہوئے تھے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ دونوں گہری سوچوں میں غرق ہوں۔

"ترمذی! — میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ عمران آخر اتنی جلدی بوتھم اور کاساکوشا تک کیسے پہنچ گیا — ؟ وہ کوئی مافوق الفطرت آدمی ہے" — لیڈی ایشلے نے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہنری مالکم کے بیان کے مطابق تو مافوق الفطرت ہی لگتا ہے — بہرحال ابھی بوتھم آجائے گا تو تفصیلات کا پتہ چل جائے گا" — نوجوان نے جسے ترمذی کے نام سے پکارا گیا تھا بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے کوئی جواب دیتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لیڈی ایشلے نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ لے سپیکنگ" — لیڈی ایشلے نے کہا۔

"بوتھم بول رہا ہوں مادام! — میں نے تمام حالات کا پتہ چلا لیا ہے۔ جان فیلر تک پہنچنے والا عمران ہی تھا۔ وہ پہلے ہوٹل شالیمار گیا — وہاں سے اُسے ڈوبی مارش کا پتہ چلا جس کے ذریعے جان فیلر نے مشن مکمل کیا تھا ڈوبی مارش سے اس نے جان فیلر کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ جان فیلر کے جوئے خانے میں گھس گیا اور اس نے وہاں سے میرا اور کاساکوشا کا پتہ چلا لیا — اس کے بعد اس نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے کاساکوشا کے متعلق تفصیلات معلوم کیں۔ اور وہاں سے ہمیں بھی علم ہوگیا اور جان فیلر نے بھی مجھے بتا دیا کہ دولت آباد کا کوبرا معلومات حاصل کرتا پھر رہا تھا — لیکن میں نے تحقیقات کرلی ہے کہ دولت آباد کا کوبرا کوئی حقیقی شخص نہیں ہے — یہ عمران کا ہی ایک روپ ہے اس لئے عمران ہی اصل آدمی ہے۔ اس کا فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ ہے اور وہ وہاں اکیلا اپنے ایک باورچی جس کا نام سلیمان ہے، کے ساتھ رہتا ہے بظاہر انتہائی احمق اور بے ضرر سا شخص دکھائی دیتا ہے — مسخروں جیسی حرکتیں کرتا ہے" — بوتھم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے — تم کنگ روڈ کے اس فلیٹ کے سامنے رکو — ہم وہیں پہنچ رہے ہیں۔ میں فوراً اس شخص کا خاتمہ چاہتی ہوں" — لیڈی ایشلے

نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا پروگرام ہے ایشلے ——؟ تم شاید اس عمران کے کیس کو بے حد سنجیدگی سے لے رہی ہو" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— یہ بات نہیں ترمذی ڈیئر! —— میں نے تو آج تک بڑے سے بڑے جاسوسوں کی پرواہ نہیں کی —— یہ احمق آدمی تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا لیکن ہمارے ہی ساتھی ہنری مالکم کے مطابق یہ شخص بڑی بڑی تنظیموں سے بھی زیادہ خطرناک ہے —— اس لئے میں سنجیدگی سے اسے لے رہی ہوں اور یہی وجہ ہے کہ بوتھم کی کال ملتے ہی میں تمہیں لے کر فوری طور پر یہاں پہنچی ہوں" —— لیڈی ایشلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلو ٹھیک ہے —— یہ ایشائی ملک پہلے میں نے بھی نہ دیکھا تھا۔ اسی بہانے یہاں کی سیر ہو جائے گی —— اب تمہارا کیا پروگرام ہے" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈائریکٹ ایکشن کیا جائے اور اس فلیٹ میں جا کر اطمینان سے اس شخص کو گولی مار دی جائے" —— لیڈی ایشلے نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"خوب! —— پلاننگ تو بڑی واضح اور صاف ہے —— لیکن اس کے لئے ہمیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے —— بوتھم کو کال کر کے کہہ دو —— وہ اسے گولی مار دے گا" —— ترمذی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— تم شاید بور ہو رہے ہو" —— لیڈی ایشلے نے چونک کر کہا۔

"ہاں ڈیئر! —— میں واقعی بور ہو رہا ہوں —— اب تم خود سوچو! —— بھلا پاور لینڈ کے ڈائریکٹر کی حیثیت یہی رہ گئی ہے کہ وہ ایک احمق سے آدمی کو

اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے لئے دوڑتے پھریں —— جن کی انگلی کے ایک اشارے سے حکومتوں کے تختے الٹ جائیں۔ وہ ایک آدمی کو قتل کرنے کے لئے مارے مارے پھریں" —— ترمذی نے اس بار واضح انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب واضح طور پر بیزاری کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"ایسی بات تھی تو تم وہیں انکار کر دیتے —— یہاں میرے ساتھ کیوں چلے آئے" —— لیڈی ایشلے نے روٹھنے والے انداز میں جواب دیا۔

"اوہ ڈیئر! —— جس موقع پر تم نے ساتھ چلنے کے لئے کہا تھا۔ وہ موقع ایسا تھا کہ میں انکار ہی نہ کر سکتا تھا —— تم تو جانتی ہو کہ اس موقع پر ہی تم مجھ سے ہر بات منوا لیتی ہو" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے کے چہرے پر سُرخی سی پھیل گئی۔

"تم اب مجھے تنگ کرنے لگے ہو —— بہرحال ٹھیک ہے۔ تمہاری بات میری سمجھ میں آ گئی ہے —— واقعی میں ضرورت سے زیادہ اس شخص کو اہمیت دے رہی ہوں" —— لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ڈیئر! —— اب تم اپنے اصل روپ میں آئی ہو —— بوتھم کو کہہ دو کہ وہ اس عمران سے نپٹ لے —— اور ہم یہاں سیر کرتے ہیں۔ گھومتے پھرتے ہیں —— مجھے یہ ملک اچھا محسوس ہو رہا ہے" —— ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے مسکراتے ہوئے اٹھی اور اس نے الماری کھول کر ایک بڑا سا بریف کیس باہر نکالا۔ بریف کیس کو اس نے میز پر رکھا اور پھر بریف کیس کے ایک کونے پر لگے ہوئے چمڑے —— پر اس نے اپنی انگلی رکھی اور دوسرے ہاتھ کی انگلی دوسرے کونے پر رکھ کر اس نے دونوں

انگلیوں کو مخالف سمتوں میں گھما دیا۔ انگلیوں کے گھومتے ہی پہلے کونے میں سے ایک چھوٹی سی راڈ ایریل کی طرح باہر نکل آئی۔ لیڈی ایشلے نے راڈ کو اور زیادہ کھینچا اور پھر اس کی جڑ کو دونوں انگلیوں سے پکڑ کر پیچ کی طرح گھمایا۔ دوسرے لمحے راڈ کھل کر اس کے ہاتھ میں آگئی۔ اس نے الٹا کر کے اُسے دوبارہ فٹ کیا تو اس راڈ سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

" یس۔ بوہتم سپیکنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد بوہتم کی آواز راڈ کے سرے سے یُوں برآمد ہوئی جیسے ریڈیو سے نکل رہی ہو۔

" ایے بول رہی ہوں ـــ اس آدمی سے خود تم نپٹ لو ـــ اسے فلیٹ کر دو۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

" یس میڈم! ـــ حکم کی تعمیل ہوگی۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بوہتم کی آواز سنائی دی اور لیڈی ایشلے نے ایک بار پھر راڈ کھولا۔ اُسے الٹا کر فٹ کیا اور پھر اُسے واپس بریف کیس کے کونے میں دھکیل دیا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔

" لو اب تو خوش ہو ـــ اب بولو کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے ترمذی سے پوچھا۔

" اب تیاری شروع کر دو ـــ مجھے پتہ چلا ہے کہ آج رات ہوٹل ایکریمیا میں سپیشل فنکشن ہے" ـــ ترمذی نے کہا۔

" اوہ اچھا! ـــ میں سپیشل فنکشن کو اچھی طرح سمجھتی ہوں ـــ ٹھیک ہے میں تیار ہو جاتی ہوں" ـــــ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھلاتے ہوئے انداز میں ڈریسنگ رُوم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران اپنے فلیٹ کے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھا گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے کاساکوشا اور لیڈی ایشلے کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں لیکن وہ لوگ پاور لینڈ کے متعلق کچھ نہیں جانتے تھے۔ انہوں نے صرف اتنا بتایا تھا کہ آجکل لیڈی ایشلے کے ساتھ بین الاقوامی مجرم تنظیم "پوشایاک" کا ایرانی النسل سربراہ ترمذی اور منشیات کی بین الاقوامی تنظیم "کاٹابوم" کا سربراہ ہنری مالکم بھی اکثر دیکھے جا رہے ہیں اور زیر زمین دنیا میں یہ افواہ انتہائی تیزی سے گرم ہے کہ یہ تینوں مل کر کوئی بہت بڑی تنظیم بنانے کے چکر میں ہیں۔ شاید اسی تنظیم کا نام انہوں نے پاور لینڈ رکھا ہو۔

عمران ہنری مالکم سے تو براہ راست واقف تھا۔ ایک دو بار اس سے ٹکرا بھی چکا تھا۔ ہنری مالکم خاصا ذہین اور طاقتور مجرم تھا۔ ترمذی کا نام بھی اس کے کانوں تک پہنچا تھا لیکن اس سے براہ راست کبھی ٹکراؤ نہ ہوا تھا۔ کراس ورلڈ آرگنائزیشن ایسی تنظیم ہے جو دنیا بھر کے بڑے بڑے مجرموں کی کارکردگی کا خفیہ

ریکارڈ رکھتی تھی اور گرانقدر معاوضے پر ان کے بارے میں معلومات فروخت کرتی تھی۔ اس کا ریکارڈ سیکرٹری آرنلڈ عمران کا ذاتی دوست تھا اس لئے اس نے آف دی ریکارڈ تنزدی اور ہنری مالکم والی باتیں بھی عمران کو بتا دی تھیں اور عمران کو یقین تھا کہ آرنلڈ کی معلومات غلط نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً یہ تینوں بڑے مجرم مل کر کوئی بڑی تنظیم بنا رہے ہیں اور یقیناً اسی کا نام پاور لینڈ ہو گا۔ اور پھر پاور لینڈ کے لئے سائنسدانوں کے اغوا سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پاور لینڈ صرف مجرمانہ حرکتوں میں ہی ملوث نہیں بلکہ ان کے ارادے کہیں زیادہ بلند ہیں۔ وہ یقیناً خوفناک ہتھیاروں کی تیاری میں ملوث ہیں ورنہ انہیں اس طرح سائنسدانوں کے اغوا کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سائنسدانوں کو اغوا کر کے وہ کسی سے ان کا سودا نہ کر سکتے تھے اس طرح ان سائنسدانوں کو اغوا کرانے والا ملک پوری دنیا میں بدنام ہو جاتا۔ چنانچہ عمران کو یہ سلسلہ سوچ سے بھی زیادہ پھیلا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے آرنلڈ سے اس بارے میں بھی پوچھا تھا کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا اتہ پتہ معلوم ہو جائے لیکن اس بارے میں آرنلڈ واقعی لاعلم تھا۔ اس نے تو پاور لینڈ کا نام بھی پہلی بار عمران کے منہ سے ہی سنا تھا

اب عمران صوفے پر بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کسی طرح بوتھم کو ٹریس کرے۔ اسی سے آگے کلیو مل سکتا ہے۔ لیکن بوتھم کو کہاں ٹریس کیا جائے آرنلڈ بھی بوتھم کے بارے میں کچھ بتانے سے معذور تھا۔

عمران بیٹھا اسی ادھیڑ بن میں گم تھا کہ اچانک کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ سلیمان اس وقت فلیٹ میں موجود نہ تھا وہ مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران یہی سمجھا کہ وہی واپس آیا ہو گا چنانچہ وہ اطمینان سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے چٹخنی

گرا کر دروازہ کھول دیا۔

مگر دروازے کھولتے ہی عمران چونک پڑا کیونکہ دروازے پر ایک غیر ملکی کھڑا تھا۔ اس غیر ملکی کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

"آپ کا نام علی عمران ہے ———؟" غیر ملکی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ کا ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ تو غیر ملکی ہیں ——— پھر غیر ملکیوں کا نام مقامی کیسے ہو سکتا ہے" ——— عمران نے حیرت بھرے انداز میں ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں مذاق کرنے نہیں آیا ——— مجھے عمران صاحب کو ایک ضروری پیغام دینا ہے" ——— غیر ملکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"آیئے! ——— اندر تشریف لے آیئے ——— دروازے پر کھڑے ہو کر پیغام دینا شریفوں کا شیوہ نہیں ہے" ——— عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور غیر ملکی ایک لمحے کے لئے ہچکچایا دوسرے لمحے وہ کندھے جھٹکتا ہوا آگے بڑھا اور پھر عمران اسے لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔

"ہاں ——— اب اطمینان سے تشریف رکھیئے ——— اپنا تعارف تفصیل سے کرایئے اور ضروری پیغام گفٹ پیپر میں لپیٹ کر دیجئے ——— مجھے دراصل گفٹ پیپر بے حد پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بند مال ہمیشہ گفٹ ہوتا ہے اور اس کا بل ادا نہیں کرنا پڑتا" ——— عمران نے اپنے کو زبردستی سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا نام ہی علی عمران ہے ——— کیونکہ مجھے بتا دیا گیا ہے کہ علی عمران مسخروں جیسی باتیں کرنے کا عادی ہے" ——— غیر ملکی نے صوفے پر بیٹھنے کی

بجائے اسی طرح کھڑے کھڑے پوچھا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک کوٹ کی جیب میں تھا اور عمران کی تیز نظروں سے کوٹ کا مخصوص ابھار بھلا کیسے چھپ سکتا تھا۔

"جناب! — خادم ہی کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن) کہتے ہیں —— عمران نے جاپانیوں کے سے انداز میں ایک ہاتھ سینے پر رکھا اور سر کو نیچے جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے —— پھر گڈ بائی" —— غیر ملکی نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دھماکے کے ساتھ ہی عمران کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور وہ کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ غیر ملکی نے کوٹ کی جیب کے اندر سے عمران پر گولی چلا دی تھی۔

عمران کے نیچے گرتے ہی غیر ملکی نے انتہائی پھرتی سے ریوالور باہر نکالا اس کی کوٹ کی جیب میں سامنے کے رخ سوراخ ہو گیا تھا جس میں سے ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔ وہ شاید نیچے گرے ہوئے عمران پر دوسرا فائر کرنا چاہتا تھا کہ اچانک عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اس نے غیر ملکی کی دونوں ٹانگیں ایک جھٹکے سے کھینچ لیں اور غیر ملکی دھڑام سے صوفے پر پشت کے بل گرا۔

عمران نے اس کے نیچے گرتے ہی اچھل کر اس کے پیٹ میں ٹکر مارنی چاہی۔ لیکن غیر ملکی بھی خاصا تیز واقع ہوا تھا۔ وہ انتہائی پھرتی سے قلابازی کھا گیا اور عمران کا سر صوفے کی پشت سے جا ٹکرایا۔ جب کہ غیر ملکی قلابازی کھا کر جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے پوری قوت سے لات عمران کی پشت پر ماری اور عمران صوفے سمیت ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ غیر ملکی

نے انتہائی پھرتی سے پنڈلی کے ساتھ بندھا ہوا خنجر کھینچا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خنجر عمران کی پشت یا پہلو میں مارتا، عمران کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئیں اور سنٹر ٹیبل کے ساتھ پڑی ہوئی چھوٹی تپائی گولی کی سی رفتار سے اڑتی ہوئی غیر ملکی کے چہرے سے ٹکرائی اور غیر ملکی چیخ مار کر پشت کے بل قالین پر گرا۔ عمران نے قلابازی کھائی اور پھر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا غیر ملکی بھی اسی لمحے اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔

"تو یہ تھا ضروری پیغام" —— عمران کے لہجے میں اطمینان کے ساتھ ساتھ ہلکا سا طنز بھی تھا

عمران کا اطمینان دیکھ کر غیر ملکی کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کو انتہائی مہارت سے حرکت دی اور عمران انتہائی تیزی سے بائیں طرف کو جھکا مگر پھر اس نے اپنے جسم کو انتہائی حیرت انگیز انداز میں بائیں طرف موڑ دیا اور اس طرح وہ غیر ملکی کے ہاتھ سے نکلنے والے خنجر سے بال بال بچا۔ دراصل عمران نے جان بوجھ کر یہ داؤ کھیلا تھا۔ گو یہ داؤ بذاتِ خود انتہائی خطرناک تھا کیونکہ اس میں بچ نکلنے کے چانسز انتہائی کم تھے۔ لیکن اس طرح اس نے غیر ملکی کے ہاتھ سے خنجر نکلوا لیا تھا اور غیر ملکی عمران کی اس بے پناہ پھرتی پر حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی انسان اس قدر پھرتی سے بھی کام لے سکتا ہے۔

خنجر جیسے ہی غیر ملکی کے ہاتھ سے نکلا، عمران توپ سے نکلنے ہوئے گولے کی طرح اڑتا ہوا پوری قوت سے غیر ملکی سے جا ٹکرایا اور غیر ملکی کے منہ سے

پہلی بار کراہ نکلی اور وہ پچھلے صوفے سے ٹکرا کر دیوار سے جا لگا اس نے نیچے گرتے ہی پلٹ کر اٹھنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر کھڑی ہتھیلی کی بھرپور ضرب پلٹ کر اٹھتے ہوئے غیر ملکی ریڑھ کی ہڈی کے عین درمیان میں پڑی اور اس بار غیر ملکی کے حلق سے نہ صرف چیخ نکل گئی بلکہ ضرب لگتے ہی کٹک کی آواز ابھری اور غیر ملکی یوں بے حس وحرکت ہو گیا جیسے اس کے پورے جسم پر فالج گر گیا ہو۔ البتہ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور منہ کھلا ہوا تھا۔

"اب تم کینچوے کی طرح بے ضرر ہو گئے ہو دوست"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا اور صوفے سے گھسیٹ کر درمیانی فرش پر جہاں قالین بچھا ہوا تھا الٹا دیا۔ عمران نے غیر ملکی کی ریڑھ کی ہڈی کے مخصوص جوڑ پر اس طرح ضرب لگائی تھی کہ اس کا تمام اعصابی نظام مفلوج ہو گیا تھا اور اب عمران جانتا تھا کہ جب تک کھسک جانے والے مہرے کو دوبارہ ایڈجسٹ نہ کیا جائے گا اس وقت تک غیر ملکی حرکت بھی نہ کر سکے گا۔ البتہ اس کی زبان اور آنکھیں حرکت کر سکتی تھیں کیونکہ ان کا تعلق کھسک جانے والے مہرے سے اوپر والے حصے سے تھا۔

"اب بتاؤ دوست۔۔۔ وہ ضروری پیغام کیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے غیر ملکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ لیکن غیر ملکی نے جواب دینے کی بجائے بڑے نفرت انگیز انداز میں آنکھیں سکیڑیں اور دانت بھینچ لئے۔

عمران چند لمحے خاموش کھڑا غیر ملکی کو دیکھتا رہا۔ وہ اس کی ٹائپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ مر تو سکتے ہیں لیکن اپنی مرضی کے بغیر کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن عمران ایسے لوگوں کے حلق سے بھی اپنی مرضی کی بات اگلوانا جانتا

تھا۔

"سنو! تمہاری یہ حالت مستقل بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ اور اس بات کا یقین کر لو کہ اور ضرب مخصوص انداز میں لگنے کے بعد دنیا کا ماہر سے ماہر سرجن بھی تمہارا اعصابی نظام درست نہیں کر سکے گا اور تمہیں بقیہ پوری عمر اسی طرح بے حس وحرکت پڑے رہ کر گذارنا پڑے گی۔۔۔ البتہ اگر تم میرے سوالوں کے جواب دے دو تو میں تمہیں درست کر سکتا ہوں۔ یہ میرا وعدہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے غیر ملکی سے گہری ہمدردی پیدا ہو گئی ہو۔

"تم مجھے قتل تو کر سکتے ہو۔۔۔ لیکن مجھ سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے"۔۔۔۔ غیر ملکی نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اپنی ضد کا کتنا پکا ہے۔

"مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں قتل کر کے پھانسی پر چڑھنے کی۔۔۔ میں ابھی تمہیں کسی محتاج خانے میں بھجوا دیتا ہوں۔۔۔ وہاں لوگوں کا پیشہ ہی ایسا ہے۔۔۔ وہ تمہارا چہرہ مسخ کر دیں گے۔ تم میں کوڑھ کے جراثیم انجکٹ کر دیں گے تاکہ تمہیں کوڑھ کی بیماری پوری طرح لگ جائے اور تمہارے جسم کے کئی حصے اس بیماری کی شدت کی وجہ سے گل سڑ جائیں اور تمہارا رنگ روپ بگڑ جائے۔ حرکت تم ویسے ہی نہیں کر سکتے۔۔۔ چنانچہ تمہیں وہ کسی فٹ پاتھ پر روزانہ ڈال دیا کریں گے اور ساتھ تمہارے ایک بڑا سا برتن رکھ دیں گے۔ لوگ تم پر رحم کھا کر اس برتن میں پیسے ڈالیں گے اور شام کو وہ رقم وہ لوگ اکٹھی کر لیں گے اور اس کے بدلے تمہارے منہ میں دودھ کے چند قطرے ٹپکا دیا کریں گے تاکہ تم زندہ رہو اور ان کے لئے بھیک اکٹھی کرتے رہو"۔۔۔ عمران نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور اس نے پہلی بار غیر ملکی کے

چہرے اور آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھرتے ہوئے دیکھے۔

"یہ تو ظلم ہے — جرم ہے — تم ایسا نہیں کر سکتے" — غیر ملکی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا تو تم بھی ظلم اور جرم کے معنی جانتے ہو — کسی آدمی کے گھر میں گھس کر بغیر اُسے ہوشیار کئے کوٹ کی جیب کے اندر سے گولی مار دینا — خنجر سے اس کا دل چھید دینا — یہ تو رحم دلی اور پارسائی کی اعلیٰ دلیل اور ارفع مقام ہے" — عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ٹیلیفون سیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"دیکھو! — میری ایک کال کے بعد تم ان پیشہ ور لوگوں کے ہاتھوں میں ہمیشہ کے لئے کھلونا بن جاؤ گے — اور تم ہر سانس کے ساتھ موت مانگو گے لیکن تمہیں موت نہیں ملے گی۔ تمہاری زبان — چہرہ — اور جسم کے دوسرے اعضا گل سڑ جائیں گے — تم حرکت کرنے اور بولنے سے بھی معذور ہو جاؤ گے — تمہارے جسم پر مکھیاں بھنبھنائیں گی اور لوگ ناک پر رومال رکھ کر تمہارے پاس سے گزریں گے اور جن لوگوں کی خاطر تم اپنی جان پر کھیلنے پر آمادہ ہو۔ ان لوگوں کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ تم نے ان کے لئے کبھی قربانی دی ہے" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔ اور اس کی انگلی نمبروں کی طرف بڑھی۔

"ٹھہرو — رُک جاؤ — میں بتاتا ہوں — لیکن وعدہ کرو کہ مجھے ٹھیک کر دو گے" — غیر ملکی بول پڑا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس کے نفسیاتی داؤ نے آخر کار اس پتھر کو بھی بولنے پر مجبور کر ہی دیا۔

"وعدہ تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں — اور میں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔

یہ میرا زندگی بھر کا ریکارڈ ہے" — عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنو! — میرا نام بوتھم ہے اور میرا تعلق پاور لینڈ سے ہے — مجھے حکم ملا تھا کہ تمہیں قتل کر دوں — بس مجھ سے غلطی صرف اتنی ہوئی کہ تمہیں دیکھتے ہی میں نے گولی نہیں ماری اور کنفرمیشن کے چکر میں پڑ گیا" — غیر ملکی نے سپاٹ لہجے میں خود ہی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ! — لیکن میرے متعلق معلومات تمہیں کس نے مہیا کی ہیں —؟ اور پھر میرا پاور لینڈ سے کیا تعلق کہ پاور لینڈ مجھے قتل کرانے کے درپے ہو گیا"؟ عمران نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"تم ڈوٹی مارش کے پاس پہنچے۔ تم نے وہاں ایسی گفتگو کی جس کی وجہ سے پتہ چل گیا کہ تم لیبارٹری سے اغوا کئے جانے والے سائنسدانوں کے بارے میں تفتیش کر رہے ہو۔ اور تمہاری لائن آف ایکشن درست ہے — پھر تم کوبرے کے روپ میں جان فیلر سے ٹکرائے اور وہاں تم نے کھل کر پاور لینڈ کا نام لیا — چنانچہ جان فیلر نے پاور لینڈ کو اس بارے میں اطلاع دی جس پر میں نے یہاں پہنچ کر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ کوبرا صرف نام ہے اور تم اکثر یہ نام استعمال کرتے ہو — اس طرح یہ ساری کڑیاں خود بخود جڑتی چلی گئیں اور تم چونکہ پاور لینڈ کے لئے خطرناک ثابت ہو رہے تھے۔ اس لئے تمہارے قتل کا حکم مل گیا" — بوتھم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایسے مجرموں کی نفسیات ہی یہی ہوتی ہیں کہ نہ بولنا چاہیں تو جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو۔ ایک لفظ نہیں بولیں گے — لیکن جب بولنے پر آ جائیں تو پھر خود ہی تمام تفصیل بتا دیتے ہیں۔

"تمہیں میرے قتل کا حکم لیڈی ایشلے نے دیا تھا یا ترمذی نے"——؟ عمران نے پوچھا اور اس بار بوتھم بُری طرح چونکا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار اُبھر آئے تھے۔

"تمہیں ان کے متعلق کیسے معلوم ہوا"——؟ بوتھم کے لہجے سے حیرت ٹپک رہی تھی۔

"میں نجوم جانتا ہوں —— اس لئے زائچہ بنا کر ماضی حال مستقبل سب کچھ دیکھ لیتا ہوں۔ تم اس بات کو چھوڑو۔ یہ میرا ذاتی فن ہے۔ تم میرے سوال کا جواب دو"—— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"لیڈی ایشلے نے —— وہ میری براہ راست باس ہے۔ پہلے شاید مادام کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گی لیکن پھر نجانے کیوں ارادہ بدل دیا اور مجھے حکم دے دیا گیا"—— بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! —— یہ تو اس نے بڑی غلطی کی ہے —— میرے زائچہ میں لکھا ہے کہ میں صرف اور صرف نازک ہاتھوں سے ہی قتل ہو سکتا ہوں —— اور یقین کرو اب تک ہزاروں بار قتل ہو چکا ہوں —— کاش ! لیڈی ایشلے اس نیک کام کے لئے خود آجاتی"—— عمران نے بڑے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

لیکن بوتھم خاموش رہا۔ اس نے عمران کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"اچھا اب آخری سوال کا جواب دے دو۔ اس کے بعد میں تمہیں ٹھیک کر دوں گا"—— عمران نے کہا۔

"پوچھو"—— بوتھم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پاور لینڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ——؟ اور ہمارے سائنسدانوں کو یہاں سے اغوا کر کے کہاں لے جایا گیا ہے —— اور چونکہ میں نے آخری سوال کہہ دیا ہے اس لئے ساتھ ہی یہ بھی بتا دو کہ لیڈی ایشلے کون سے ہوٹل میں کس نام سے موجود ہے"——؟ عمران نے کہا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور نہ ہی مجھے بتایا گیا ہے —— اور نہ ہی لیڈی ایشلے یہاں موجود ہے۔ اس نے مجھے ٹرانسمیٹر کال پر حکم دیا تھا"—— بوتھم نے جواب دیا۔

"تم پھر ٹیڑھی سے اتر رہے ہو دوست —— ٹھیک ہے تمہاری مرضی —— اگر تم باقی زندگی کوڑھی بن کر ہی فٹ پاتھ پر گذارنا چاہتے ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے —— ہر شخص اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے میں آزاد ہے"—— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ریوالور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"پاور لینڈ کا ہیڈ کوارٹر جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں ہے —— اور سائنسدانوں کو بھی وہیں ایک خصوصی لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ اور ان کے ذہن تبدیل کر دیئے گئے ہیں —— اب وہ ذہنی طور پر پاور لینڈ کے مکمل طاعت گذار شہری ہیں اور تمام عمر رہیں گے۔ اس لئے ان کا خیال چھوڑ دو لیڈی ایشلے اور مسٹر ترمذی ہوٹل سور سینڈ میں رہائش پذیر ہیں۔ مجھے ان کے نئے ناموں کا علم نہیں ہے"—— بوتھم نے سچ بولتے ہوئے کہا۔

"اوکے ! —— اس بار تم نے واقعی سچ بولا ہے۔ اس لئے اب وعدہ ضرور پورا ہوگا"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ جھکا کر بوتھم کے جسم کو پلٹ دیا اور بوتھم کی پشت اوپر کی طرف کر کے اس نے اپنی ایک لات اس کی گردن کی پشت پر رکھی اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس کی

دونوں ٹانگیں پکڑ کر انہیں گردن کی طرف موڑ دیا۔

جیسے جیسے ٹانگیں گردن کی طرف کھنچتی چلی گئیں۔ بوتھم کی کمر کمان کی طرح مڑتی چلی گئیں۔ اور پھر ایک مخصوص زاویے پر پہنچ کر عمران نے پوری قوت سے ایک مخصوص انداز میں اس کی ٹانگوں کو جھٹکا دیا اور کٹک کی آواز کے ساتھ ہی بوتھم کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی اور عمران اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اب بوتھم کا جسم حرکت میں آگیا تھا۔ اس نے ایک دو لمحوں کے لئے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھیلایا اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تھینک یو مسٹر عمران! ـــــ تم نے واقعی اپنا وعدہ پورا کیا ہے" ـــــ بوتھم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف مڑا۔ عمران خاموش کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے لبوں پر ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

بوتھم نے مڑنے کے بعد ایک ہی قدم اٹھایا تھا کہ وہ اچانک کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے اس کی لات نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی عمران کے پہلو کی طرف آئی۔ لیکن عمران اس کی لات کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی جگہ چھوڑ گیا تھا اور وار خالی جاتے ہی بوتھم پوری طرح گھومنے پر مجبور ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کے جسم کی حرکت رکتی، عمران کی لات پوری قوت سے گھومی اور بوتھم چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے بعد تو جیسے عمران پر وحشت کا دورہ پڑ گیا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کسی مشین کی طرح چلنے لگیں اور بوتھم کے حلق سے چیخیں نکلتی چلی گئیں۔

بوتھم نے اپنے طور پر عمران کی ٹانگ پکڑ کر اُسے گرانے کی بیحد کوشش کی لیکن عمران تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس کی مسلسل ضربیں بوتھم کو ہلکان کئے جا رہی تھیں اور پھر بوتھم کی حرکات آہستہ آہستہ سست پڑنے لگ گئیں وہ بیہوش ہو چکا تھا

"تم نے اپنی موت کو خود ہی آواز دے لی بوتھم! ـــــ ورنہ میں نے تو اپنا وعدہ پورا کر ہی دیا تھا" ـــــ عمران نے اس کے بیہوش ہوتے ہی بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس خاور سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ جواب میں خاور کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی ـــــ

"خاور! ـــــ تمہارا فلیٹ ہوٹل سلور سینڈ کے قریب ہے ـــــ تم فوراً ہوٹل سلور سینڈ پہنچو ـــــ وہاں ایک جرمن نژاد عورت اور ایک ایرانی النسل مرد رہ رہے ہیں ـــــ اصل نام لیڈی ایشے اور ترمذی ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہوٹل میں فرضی ناموں سے کمرے بک کرائے ہوں۔ تم انہیں چیک کرو اور ان کی سختی سے نگرانی کرو" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ خاور نے جواب دیا۔

"انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا ہے ـــــ یہ دونوں دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ اس لئے انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے" ـــــ عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

خاور کا فلیٹ چونکہ ہوٹل سلور سینڈ کے قریب تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ خاور کی زیادہ تر نشست اسی ہوٹل میں ہوتی ہے اس لئے وہ آسانی

سے ان دونوں کا پتہ چلالے گا۔ اس لئے اس نے اُسے ہی ہدایات دے دی تھیں۔

کریڈل دبا کر عمران نے دوبارہ نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو کی آواز اُبھری۔

"عمران بول رہا ہوں طاہر! ۔۔۔ میں نے لیڈی ایشلے اور ترمذی کی نگرانی کے احکامات خاور کو دیئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی رپورٹ کرے۔ تم خیال رکھنا" ۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ مگر وہ دونوں کون ہیں" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہی پاور لینڈ والا قصہ ہے۔ یہ دونوں پاور لینڈ کے سربراہ ہیں۔ اور سنو! ۔۔۔ میرے فلیٹ میں ایک غیر ملکی بیہوش پڑا ہے۔ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو بھیج کر اُسے دانش منزل منگوا لو۔ اسے گیسٹ روم میں رکھنا اور اس کی خاص نگرانی کرنا ۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک شخص ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ فلیٹ میں موجود ہوں گے" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ میں خود خاور کی نگرانی میں جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے آنے سے قبل میک آپ کر کے فلیٹ سے جا سکے۔

ہوٹل الکیمیا کے انتہائی خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ہال کے شمالی کونے میں مادام ایشلے اور ترمذی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے میز پر غیر ملکی شراب کی بوتل موجود تھی اور وہ دونوں ہال کی خواب آگیں اور رومان پرور فضا کو پوری دلچسپی سے محسوس کر رہے تھے۔ سامنے سٹیج پر ایک انتہائی خوبصورت غیر ملکی لڑکی بیلے ڈانس میں مصروف تھی۔ وہ اپنے فن میں اتنی ماہر تھی کہ مادام ایشلے اور ترمذی دونوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات موجود تھے۔ ہال میں کبھی کبھی ہلکی سی سسکی کی آواز گونج جاتی کبھی کوئی نسوانی مترنم ہنسی کا جلترنگ بج اٹھتا۔ ورنہ سب لوگ سانس روکے اس خوبصورت ناچ میں محو تھے۔

ڈانس کا آئیٹم ختم ہوتے ہی سٹیج پر پردہ کھینچ دیا گیا اور ساتھ ہی فنکشن کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ مادام ایشلے اور ترمذی دونوں کے حلق سے ایک طویل سانس نکلا۔

خوبصورت فنکشن تھا ـــــ اس پسماندہ ملک میں بھی ایسے خوبصورت فنکشن دیکھنے کو مل جاتے ہیں۔ یہ البتہ حیرت کی بات ہے" ـــــ مادام ایشلے نے کہا۔

"ہاں! ـــ واقعی یہ حیرت کی بات ہے ـــ اب ہوٹل واپس چلنا چاہیے" ـــ ترمذی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مادام ایشلے کوئی جواب دیتی۔ ویٹر سنہرے رنگ کا ٹیلیفون اٹھائے تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"آپ کی کال ہے مادام" ـــــ ویٹر نے بڑے مودبانہ انداز میں ٹیلیفون میز پر رکھ کر رسیور لیڈی ایشلے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میری کال" ـــــ لیڈی ایشلے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں" ـــــ ویٹر نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور وہ تیزی سے مڑ گیا۔

ترمذی کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"لیس" ـــــ لیڈی ایشلے نے حیرت بھرے انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان کی یہاں کال آنا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ وہ کسی کو بتا کر ہی نہ آئے تھے۔

"ہیلو! ـــ میڈم اے بول رہی ہیں" ـــــ ؟ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور لیڈی ایشلے کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ آواز پہچان گئی تھی۔ یہ ڈومنکن کی بھرائی ہوئی اور بلغم زدہ آواز تھی۔ ڈومنکن مادام ایشلے کا ذاتی محافظ تھا اور اس بار بھی میڈم اسے ساتھ لے آئی تھی۔ وہ میڈم کے ساتھ والے کمرے میں رہائش پذیر تھا۔ تاکہ میڈم کی نگرانی کرنے والوں کو چیک کر سکے۔

"کیا بات ہے ڈوم" ـــــ ؟ لیڈی ایشلے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــ ایک نوجوان آپ کے متعلق انکوائری کرتا پھر رہا تھا۔ مجھے اتفاقاً ہی ایک بیرے سے ہونے والی اس کی بات چیت کانوں میں پڑ گئی میں نے اس کی نگرانی کی تو اس نے ایک مخصوص نمبر پر کسی ایکسٹو سے بات کی ہے اور اسے بتایا ہے کہ آپ ہوٹل کے کمرہ نمبر سولہ میں رہائش پذیر ہیں اور مسٹر ترمذی کا کمرہ نمبر سترہ ہے ـــ اس نے اپنا نام خاور بتایا ہے۔ اب وہ آپ دونوں کے کمروں کی مسلسل نگرانی کر رہا ہے ـــ میں نے پہلے آپ کو فون کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ہوٹل کی انتظامیہ نے فنکشن کی وجہ سے آپ کو ڈسٹرب کرنے سے معذوری کا اظہار کیا تھا" ـــــ ڈومنکن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ کیا وہ اکیلا ہے" ـــــ ؟ لیڈی ایشلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس میڈم! ـــ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ وہ اکیلا ہے" ـــ ڈومنکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے جان فیلر والی کوٹھی میں پہنچا سکتے ہو ـــ وہ کوٹھی تم نے دیکھی ہوئی ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"یس میڈم! ـــ میں پہنچا دونگا" ـــــ ڈومنکن نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"او کے! ـــ ہم یہیں موجود رہیں گے ـــ کوٹھی پہنچ کر مجھے فون کرنا ـــ میں منتظر رہوں گی" ـــــ لیڈی ایشلے نے ہدایت دی اور اس

کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کیا چکر ہے ———؟" ترمذی نے بڑے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"چکر کچھ گہرا ہی ہوتا جا رہا ہے ——— بوتھم کی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہیں ملی اور یہ لوگ براہ راست ہم تک پہنچ گئے" ——— لیڈی ایشلے نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

"بات کچھ پُراسراری ہے ——— ہماری یہاں موجودگی اور خاص طور پر سلور سینڈ میں موجودگی کے بارے میں ہمارے علاوہ صرف دو افراد کو علم ہے ایک ڈومنکن اور دوسرا بوتھم ——— ڈومنکن تو ہوٹل میں موجود ہے۔ ظاہر ہے وہ کسی کو بتا نہیں سکتا۔ اس لئے بوتھم ہی ایک ایسا آدمی رہ جاتا ہے" ——— ترمذی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— لیکن بوتھم تو ایک ایسا پتھر ہے جو چٹخ تو سکتا ہے ——— ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔ پھر وہ تو عمران کو قتل کرنے گیا تھا۔ پھر یہ ایکسٹو اور خاور کہاں سے کود پڑے؟" لیڈی ایشلے نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"مجھے زبردست خطرے کی بو آ رہی ہے مادام ——— میرا خیال ہے کہ ہمیں فوراً یہاں سے چلے جانا چاہیئے ——— ہم اپنے ہیڈ کوارٹر سے باقاعدہ ٹیم بھیج کر بھی یہاں کے حالات کو کنٹرول کر سکتے ہیں" ——— ترمذی نے کہا۔

"تم خواہ مخواہ گھبرا جاتے ہو ترمذی ——— تمہاری بس یہی ایک عادت مجھے اچھی نہیں لگتی ——— تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ پھر گھبرانے اور بھاگنے کی کیا ضرورت ہے" ——— لیڈی ایشلے نے اس

بہ سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں ہمارے رُکنے کا فائدہ ہی کیا ہے ——— ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے ——— اگر وہ عمران نامی شخص کچھ معلومات بھی حاصل کر لے گا تو ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ساری دنیا میں ٹکریں مارتا پھرے گا" ——— ترمذی نے جواب دیا۔

"نہیں ——— جو کچھ تم سوچ رہے ہو۔ اگر واقعی وہ درست ہے کہ بوتھم نے ہمارے متعلق ان لوگوں کو کچھ بتایا ہے تو پھر یہ لوگ ہمارے لئے انتہائی کام کے ہیں ——— اس قدر صلاحیتوں کے مالک لوگوں کو تو پاورلینڈ کا شہری ہونا چاہیئے" ——— لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو تم اس لائن پر سوچ رہی ہو ——— یہ آئیڈیا بھی اچھا ہے" ——— ترمذی نے اس بار قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— میں سوچ رہی ہوں کہ کیوں ان لوگوں کو ضائع کیا جائے" ——— لیڈی ایشلے نے کہا۔

"لیکن ڈیئر ——— ایک مسئلہ اور ہے ——— ایسے لوگ ہمارے لئے خطرناک بھی تو ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے لئے کوئی پریشانی پیدا کر دیں" ——— ترمذی نے جواب دیا۔

"تمہاری پریشانی بجا ہے ——— لیکن میں احمق نہیں ہوں۔ میں اس بارے میں پوری چھان بین کرنے کا فیصلہ کر چکی ہوں" ——— لیڈی ایشلے نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ترمذی کوئی جواب دیتا، ویٹر نے ایک بار پھر ٹیلیفون سیٹ لا کر میز پر رکھ دیا۔

"آپ کی کال ہے میڈم" ——— ویٹر نے ادب سے کہا اور رسیور لیڈی

ایشلے کے ہاتھ میں دے دیا۔

"تھینک یو" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

"یس" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ڈومنکن بول رہا ہوں میڈم! ـــ کام ہو گیا ہے ـــ میں کوٹھی سے بات کر رہا ہوں" ـــ ڈومنکن کی آواز سنائی دی۔

"کوئی پریشانی" ـــ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"نہیں میڈم! ـــ سب ٹھیک ٹھاک ہے ـــ میں نے خاص طور پر احتیاط کی تھی" ـــ ڈومنکن نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ تم وہیں رہو ـــ ہم وہاں خود پہنچ رہے ہیں۔ اس وقت تک اس آدمی کا خاص طور پر خیال رکھنا" ـــ لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"آؤ ترندی دیکھیں ـــ یہ آدمی کیا چیز ہے" ـــ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ترندی بھی ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران میک اپ میں اپنے فلیٹ سے نکلا اور سیدھا سلور سینڈ ہوٹل پہنچ گیا۔ ہوٹل کا خوبصورت ہال اعلیٰ طبقے کے افراد سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مردوں سے زیادہ تعداد عورتوں کی تھی۔ مترنم ہنسی کی جلترنگ پورے ہال میں بج رہی تھی۔

عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا ایک ویٹر تیر کی طرح اس کی طرف لپکا۔

"آیئے سر! ـــ آپ کی میز ریزرو ہے" ـــ؟ ویٹر نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اچھا خوب! ـــ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آج مجھے میز کی بجائے کرسی پر بیٹھنا پڑے گا" ـــ عمران نے بڑے پُرمسرت انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کارڈ" ـــ؟ ویٹر نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک کارڈ نکال کر ویٹر کے ہاتھ

پر رکھ دیا۔

ویٹر کی نظریں جیسے ہی کارڈ پر پڑیں وہ بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ سر! — آئیے سر! تشریف لائیے — یہ ہوٹل تو آپ کا اپنا ہے" — ویٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تیر کی طرح بھاگتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عمران کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اُسے معلوم تھا کہ نارکوٹک ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل کا کارڈ دیکھنے کے بعد ہوٹل والوں کے ہوش تو اُڑنے ہی ہیں لیکن وہ ویٹر کے پیچھے جانے کی بجائے قریبی ایک خالی میز کی طرف بڑھا۔ اس پر ریزرویشن کا کارڈ موجود تھا۔

عمران بڑے اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اور ریزرویشن کارڈ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ کارڈ پر مسٹر اینڈ مسز جولکم مارکلے لکھا ہوا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کارڈ واپس رکھ دیا۔

اسی لمحے وہی ویٹر ایک اور نوجوان سمیت واپس آیا۔ نوجوان نے بیحد قیمتی اور بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا لیکن اس کے خوبصورت چہرے پر اس وقت ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"سر! — میں ہوٹل کا منیجر ہوں — میرا نام صفدر ہے" — نوجوان نے قریب آکر بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر دکھائیے" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اپائنٹمنٹ لیٹر — جناب مجھے چار سال ہو گئے ہیں" — منیجر اور زیادہ

بوکھلا گیا۔

"تو چار سالوں میں آپ کو تقرری کا لیٹر ہی نہیں ملا — ویری سوری۔ اس ملک کا سُرخ فیتہ اب کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سُرخ ہوتا جا رہا ہے" — عمران نے بڑے تاسف بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے منیجر سے دلی ہمدردی ہو۔

"اوہ سر! — میرا مطلب ہے کہ آپ کے لئے بالکونی میں خصوصی انتظام کر دیا گیا ہے — ہم اپنے معزز مہمانوں کو سپیشل سہولیات مہیا کرتے ہیں" — منیجر نے بے اختیار ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے ایک گلاس سادہ پانی بھجوا دیجئے اور سپیشل سہولیات معزز مہمانوں کے لئے ہی رکھئے — ہاں! اگر یہ مسٹر اینڈ مسز جولکم آجائیں تو انہیں بالکونی میں لے جائیے — ویسے ایک بات بتائیے کہ یہ جوڑا بوڑھا ہے یا جوان ہے" — عمران نے فقرے کے آخر میں پہنچتے ہوئے بڑے اوباشانہ انداز میں منیجر اور ویٹر دونوں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب! — یہ دونوں کیا چیز ہیں — آپ حکم فرمائیں۔ آپ کے سامنے دنیا کا بہترین حسن پیش کر دیا جائے گا" — منیجر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو — فضول باتیں مت کرو" — عمران کا لہجہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

"سر! — اگر آپ یہاں تشریف رکھنا چاہتے ہیں تو ضرور رکھئے۔ یہ دونوں ہوٹل ایکریمیا گئے ہوئے ہیں — وہاں ایک خوبصورت فنکشن ہے، میں نے خود ان کا پروگرام بنتے ہوئے سنا ہے" — ویٹر نے

مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"پروگرام بنتے وقت تم ان کے پاس کیسے بیٹھے تھے ـــــ تمہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں ہمیں مطلوب ہیں" ـــــ عمران نے دوسری لائن اختیار کرتے ہوئے کہا۔ وہ بس ویسے ہی گفتگو بڑھانے کے لئے یہ بات کر رہا تھا ورنہ اس کی تیز نظریں ہال میں خاور کو تلاش کر رہی تھیں۔

"اوہ صاحب! ـــ یہ دونوں دو روز قبل تشریف لائے ہیں ـــ مسٹر جونکم مارکلے تو ایرانی النسل لگتے ہیں البتہ نام ان کا ایرانی نہیں ہے۔ جب کہ ان کی مسز یورپین ہے" ـــــ مینجر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ـــ یہ دونوں کون سے کمرے میں رہائش پذیر ہیں" ـــ عمران ان کا حلیہ سنتے ہی چونک پڑا کیونکہ یہ تو وہی تھے جن کی تلاش اُسے تھی۔

"روم نمبر سولہ۔ سترہ ـــ تیسری منزل جناب" ـــــ مینجر نے کہا۔

اوکے ـــ ٹھیک ہے ـــ اب تم جاؤ اور مجھے سادہ پانی بھجوا دو" ـــــ عمران نے یوں سر ہلایا جیسے اس کا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

مینجر چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑا رہا اور پھر کندھے اُچکاتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ویٹر ایک خوبصورت طشتری میں پانی کا گلاس رکھے آیا اور اس نے بڑے ادب سے گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"سنو! ـــ ان کے اور کتنے ساتھی یہاں موجود ہیں" ـــ عمران نے جیب سے ہاتھ نکالا اور پھر اس کی مٹھی میں دبا ہوا پچاس کا نوٹ ویٹر کے ہاتھ میں پلک جھپکنے میں منتقل ہو گیا۔

"صاحب! ـــ ان کا ایک ساتھی کمرہ نمبر اکیس میں ہے۔ وہ ان کمروں

کے بالکل سامنے ہے ـــ یہ سب اکٹھے آئے تھے۔ اس کا نام ڈومنکن ہے وہ اس وقت ہال میں موجود ہے ـــ بائیں طرف چوتھی میز پر" ـــ ویٹر نے دبے لہجے میں کہا اور پھر عمران کے سر ہلاتے ہی ویٹر تیزی سے واپس چلا گیا۔

عمران کی نظریں سرسری انداز میں ہال کا جائزہ لیتی ہوئی بائیں طرف کی چوتھی میز پر پہنچ گئیں۔ وہاں ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے اور آنکھوں سے بھی شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے وہ کسی معاملے میں شدید بے چینی محسوس کر رہا ہو۔ شراب کا گلاس اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔

عمران نے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور پھر پانی کا گلاس اٹھا لیا۔ اُسے خاور البتہ کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ میک اپ میں بھی ہوتا تب بھی عمران کی تیز نظروں سے چھپا نہ رہتا۔ خاور کی عدم موجودگی کی وجہ سے عمران بھی کچھ الجھن محسوس کرنے لگا تھا۔

ابھی عمران نے پانی کا گلاس ختم کیا ہی تھا کہ ایک ویٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈومنکن کی طرف بڑھا اور اس نے اس سے کوئی بات کی تو ڈومنکن ایک جھٹکے سے اٹھا اور پھر تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کے ساتھ بنے ہوئے پرائیویٹ فون بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس فون بوتھ کا کنکشن تو کاؤنٹر کے ساتھ ہی تھا۔ لیکن اسے اس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بات چیت دوسروں کے کانوں سے پنہاں رکھنا چاہتا ہو تو وہ بوتھ میں سے فون کرے۔ بوتھ شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اس لئے ڈومنکن اندر کسی کو فون کرتا ہوا عمران کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔ یہ تو اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ لیڈی الینلے

اور ترمذی ہوٹل میں موجود نہیں ہیں اور ویٹر کے کہنے کے مطابق ہوٹل ایکریمیا میں ہونے والے خصوصی فنکشن کو دیکھنے گئے ہوئے ہیں۔ ایک بار تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہ ہوٹل ایکریمیا چلا جائے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ وہ انہیں تو سرے سے پہچانتا ہی نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں ہوں۔ اس لئے اس نے یہی پروگرام بنایا کہ ان کی واپسی تک یہیں انتظار کیا جائے۔

اتنے میں ڈومنکن فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات کچھ اور گہرے ہو گئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب لفٹ اوپر چلی گئی تو عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور دوسری طرف دوسری لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ڈومنکن تیسری منزل پر گیا ہوگا۔ دوسری لفٹ سے جب وہ تیسری منزل پر اترا تو اس نے گیلری کو خالی دیکھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور کمرہ نمبر الیس کے سامنے سے گزرا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے کمرے کے اندر کسی کو کراہتے ہوئے سنا تھا۔ اور ساتھ ہی ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی کے سر پر چوٹ لگائی گئی ہو۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور کمرے سے چند قدم کے فاصلے پر موجود ایک بڑے سے ڈرم جس میں ایک خوبصورت پھولوں والا پودا لگایا ہوا تھا کے پیچھے ہو گیا۔ اس کی چھٹی حس جاگ پڑی تھی۔

اسی لمحے کمرہ نمبر الیس کا دروازہ کھلا اور ڈومنکن تیزی سے باہر نکلا۔ اس نے بڑی تیز نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھا اور ایک بار پھر اندر گھس گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ باہر آیا تو عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے کاندھے پر خاور لدا ہوا تھا۔ خاور کی کنپٹی پر ایک گومڑ سا ابھرا ہوا تھا اور وہ بیہوش تھا۔

ڈومنکن لفٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے تیزی سے بیک ڈور کی طرف بڑھا جس طرف فائر بریگیڈ کے لئے ایمرجنسی سیڑھیاں نصب تھیں۔ ڈومنکن دروازہ کھول کر اندر غائب ہوا تو عمران تیزی سے نکلا اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ سیڑھیاں ہوٹل کے عقب میں ایک تنگ سی گلی میں اترتی ہیں۔ لفٹ کے ذریعے وہ ہال میں پہنچا اور پھر مین گیٹ سے نکل کر تقریباً بھاگتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکلی اور پچھلی گلی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ابھی عمران کی کار گلی کے سرے تک نہ پہنچی تھی کہ سفید رنگ کی ٹویوٹا اس گلی سے باہر نکلی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈومنکن موجود تھا۔ عمران نے منہ پھیر لیا اور کار کی رفتار آہستہ کر لی تاکہ ڈومنکن اسے پہچان نہ سکے۔ ڈومنکن کی کار بائیں طرف مڑ کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے راستے میں ہی نقلی مونچھیں ہونٹوں پر لگا لی تھیں اور بالوں پر ہاتھ پھیر کر ان کا انداز بدل دیا تھا۔ اب ڈومنکن سرسری نظروں سے اُسے نہ پہچان سکتا تھا۔ ڈومنکن جس انداز میں کار چلا رہا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ تعاقب کی طرف سے پوری طرح ہوشیار ہے۔ وہ خوامخواہ مختلف گلیوں اور سڑکوں پہ چکراتا پھر رہا تھا۔ لیکن چونکہ یہ شہر عمران کا اپنا تھا اس لئے عمران بجائے گلیوں میں اس کے پیچھے گھسنے کے ساتھ

والی گلیوں سے ہوتا ہوا اس کے تعاقب میں چلتا رہا۔

اور پھر ڈومنکن کی کار مہربان کالونی کے مین روڈ کی طرف مڑ گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ منزل مقصود آگئی ہے کیونکہ مہربان کالونی شہر کی اختتامی کالونی تھی اور اس کے بعد سڑک اور آگے نہ جاتی تھی۔

مہربان کالونی میں خاصی ٹریفک موجود تھی اس لئے عمران کو کوئی فکر نہ تھی۔ وہ احتیاط سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویسے جس آسانی سے خاور ڈومنکن کے ہتھے چڑھ گیا تھا اس پر عمران کو بے حد افسوس ہوا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ خاور کو اس نااہلی کی ایسی سزا دے گا کہ آئندہ کسی کو اس طرح کی نااہلی کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

ڈومنکن کی کار ایک سفید ماربل کی کوٹھی کے گیٹ پر رکی اور پھر جب عمران اس کے قریب پہنچا تو اس وقت گیٹ کھلا اور کار اندر بڑھتی چلی گئی عمران کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ اور پھر کافی آگے جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور نیچے اتر آیا۔ کار کا دروازہ لاک کر کے وہ واپس مڑا اور پھر سائیڈ کی گلی سے ہوتا ہوا اس کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ کوٹھی کی پشت پر دیوار خاصی اونچی تھی۔ اور اس پر بجلی کی تاریں نصب تھیں اس طرح باقاعدہ حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا۔

عمران نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں ملحقہ کوٹھی کی دیوار پر جم گئیں۔ ملحقہ کوٹھی کی دیوار چھوٹی تھی اور وہاں سے آسانی سے اس کوٹھی میں کودا جا سکتا تھا۔ عمران آگے بڑھا اور پھر ایک ہی جمپ میں وہ ملحقہ کوٹھی کی دیوار پر چڑھ گیا۔ یہ کوٹھی زیر تعمیر تھی۔ اور اس وقت اس کی تعمیر رکی ہوئی

تھی اس لئے وہاں کوئی فرد موجود نہ تھا۔

عمران اس دیوار سے ہوتا ہوا دونوں کوٹھیوں کے درمیان کی دیوار پر آگیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اندر پیروں کے بل چھلانگ لگا دی ہلکا سا دھماکا ہوا اور عمران باڑ کے پیچھے دبک گیا۔ لیکن چند لمحوں تک جب کوئی رد عمل نہ ہوا تو عمران آہستہ سے آگے بڑھا اور پھر عمارت کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمارت میں خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہاں کوئی فرد موجود نہ ہو لیکن ڈومنکن کی کار عمران کے سامنے اس کوٹھی میں داخل ہوئی تھی۔ عمران سائیڈ میں سے ہوتا ہوا عمارت کے فرنٹ کی طرف بڑھا تو پورچ میں اُسے ڈومنکن کی کار کھڑی نظر آگئی۔ پورچ میں اُسے کسی کی آہٹ سی سنائی دی اور عمران چوکنا ہو گیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے قدم آگے بڑھایا اور ایک ذیلی ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ برآمدے میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان ہاتھوں میں سٹین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ وہ پوری طرح چوکنا اور ہوشیار نظر آ رہا تھا۔

"ہیلو ساتھی! —— میں نے میڈم اور سر کو فون کر دیا ہے —— وہ ابھی یہاں پہنچنے والے ہیں" —— اچانک ڈومنکن نے برآمدے سے نکل کر برآمدے میں کھڑے ہوئے نوجوان سے کہا۔

"بہتر جناب! —— میں پھاٹک کھول دوں گا —— لیکن کوڈ تو پوچھنا ہی ہو گا" —— نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور —— یہ تو لازمی ہے" —— ڈومنکن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس مڑ گیا۔

عمران الٹے قدموں واپس مڑا اور پھر دوبارہ عمارت کی پشت پر آگیا دوسرے لمحے وہ پانی کے موٹے پائپ پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔ چھت سے نیچے

جانے والی سیڑھیوں کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران سیڑھیاں اترتا ہوا درمیانی منزل میں آیا اور پھر درمیانی بالکونی میں داخل ہو گیا۔ اس نے بالکونی میں موجود ہر کھڑکی سے نیچے جھانکا اور پھر وہ ایک کھڑکی کے پاس رُک گیا۔ یہ کھڑکی ایک بڑے سے کمرے میں کھلتی تھی اور کمرے کے درمیان میں ایک کاؤچ نما بیڈ پر خاور لیٹا ہوا تھا اور اس کا جسم رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی ایک کرسی پر ڈومنکن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا اور وہ خاموش بیٹھا خاور کو دیکھ رہا تھا۔

عمران وہیں کھڑکی کے پاس جم گیا اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے اپنا ریوالور نکالا اور پھر کھڑکی کے پٹ کو آہستہ سے دھکیلا۔ پٹ تھوڑا سا کھلتا چلا گیا۔ اب عمران کمرے میں ہونے والی گفتگو بھی آسانی سے سن سکتا تھا اور اندر موجود کسی بھی شخص کا نشانہ بھی لے سکتا تھا۔

لیڈی ایشلے اور ترمذی کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ڈومنکن بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہی خاور کے کاؤچ کے پاس جا کر رُک گئے۔

"خاصا صحت مند نوجوان ہے ـــــ اسے بیہوش کرنے میں تو خاصی پریشانی ہوئی ہو گی تمہیں" ـــــ لیڈی ایشلے نے ڈومنکن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم! ـــــ یہ تو بالکل ہی بودا نکلا ہے ـــــ یہ راہداری میں ٹہل رہا تھا کہ میں کمرے کے اندر گیا اور پھر دروازے کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا ـــــ جیسے ہی یہ دروازے کے سامنے آیا۔ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے اندر گھسیٹ لیا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ اس کی کنپٹی پر مار دیا اور یہ بودا تو پہلے ہی وار میں ٹیں ہو گیا" ـــــ ڈومنکن نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ۔۔۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ اس سے پوچھیں کہ یہ کس کا کارندہ ہے ۔۔۔؟ اور یہ ایکسٹو کون ہے" ۔۔۔ ترندی نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

ڈومنکن ادب سے سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے خاور کو تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ خاور نے خود بخود ہی آنکھیں کھول دیں اور ڈومنکن کا ہاتھ فضا میں ہی اٹھا رہ گیا۔

"خوب ۔۔۔ بڑے موقع پر ہوش آیا اسے" ۔۔۔ لیڈی الشلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈومنکن بھی ہنستا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

خاور بڑی حیرت بھری نظروں سے لیڈی الشلے، ترندی اور ڈومنکن کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یہ سمجھ نہ آرہی ہو کہ وہ کن لوگوں میں پہنچ گیا ہے پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن رسیوں کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"آرام کرو مسٹر خاور ۔۔۔ ہم نہیں چاہتے کہ تمہیں زیادہ تکلیف ہو۔ اتنا بتا دو کہ یہ ایکسٹو کون ہے ۔۔۔؟ اور اس کا حدود اربعہ کیا ہے؟" لیڈی الشلے نے مسکراتے ہوئے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکسٹو ۔۔۔ یہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"یہی تو ہم تم سے پوچھنا چاہتے ہیں اور سنو ۔۔۔ ہمارے سامنے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ ہم سچ اگلوانا بھی جانتے ہیں" لیڈی الشلے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو مقامی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے ۔۔۔ اور میں سیکرٹ سروس

کا ممبر ہوں" ۔۔۔ خاور نے یوں جواب دیا جیسے وہ کسی کو انٹرویو دے رہا ہو۔ اور کھڑکی کے اوپر بیٹھے ہوئے عمران کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ جل اٹھے۔ اُسے خاور سے اتنا گر جانے کی کبھی بھی توقع نہ تھی۔

"اوہ ۔۔۔ تو تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو ۔۔۔ تمہیں ہماری نگرانی کے لئے ایکسٹو نے بھیجا تھا" ۔۔۔؟ لیڈی الشلے نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

"ہاں! ۔۔۔ اسی نے بھیجا ہے ۔۔۔ وہ تمہاری تمام نقل و حرکت سے بخوبی آگاہ ہے ۔۔۔ اور یہ بھی سُن لو کہ اس سے کچھ چھپا نہیں رہ سکتا" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر ایکسٹو نے تمہیں کیا حکم دیا تھا" ۔۔۔؟ ترندی نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو نے کہا تھا کہ میں تم دونوں کی مختلف قومیتی جوڑی کو جلد از جلد اپنے ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ۔۔۔؟ ترندی نے پوچھا۔

"اگر تم لوگ میرے ساتھ چلنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں وہاں پہنچا سکتا ہوں" ۔۔۔ خاور نے جواب دیا۔

"نہیں ۔۔۔ تم اس کا پتہ بتاؤ ۔۔۔ ہم خود وہاں پہنچ جائیں گے" ۔ لیڈی الشلے نے کہا۔

"سوری! ۔۔۔ اس کا مجھے حکم نہیں ہے" ۔۔۔ خاور نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تمہاری یہ جرأت ـــ کہ تم ہمارے سامنے انکار کرد ـــ تم ہمیں نہیں جانتے ـــ ہمارا تو نام سنتے ہی لوگوں کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں"۔ لیڈی ایشلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہو جاتی ہوں گی" ـــ خاور نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گہرا اطمینان تھا۔

"ڈومنکن" ـــ لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے ڈومنکن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ـــ ڈومنکن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اسے بتا دو کہ ہم کون ہیں" ـــ لیڈی ایشلے نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ـــ ڈومنکن نے جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بڑی پھرتی سے جیب میں رکھا اور دوسری جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ وہ خنجر ہاتھ میں پکڑے خاور کی طرف بڑھنے لگا۔ خاور اسی طرح اطمینان سے کاؤچ پر لیٹا ہوا اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ڈومنکن کاؤچ کے قریب پہنچ کر رکا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے اٹھا۔ خنجر کی نوک کا رخ خاور کی دائیں آنکھ کی طرف تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ خنجر نیچے آتا، خاور کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ کاؤچ سمیت بائیں طرف گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی کاؤچ اڑتا ہوا دوسری طرف کھڑے ڈومنکن سے پوری قوت سے ٹکرایا اور ڈومنکن کاؤچ کی ضرب کھا کر چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ لیڈی ایشلے اور ترمذی ابھی حیرت کے جھٹکے سے سنبھلے بھی نہ تھے کہ خاور جو رسیوں

سے آزاد ہو چکا تھا اڑتا ہوا ان دونوں سے بیک وقت ٹکرایا اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے۔

خاور نے بڑی پھرتی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے فرش سے اٹھتے ہوئے ڈومنکن پر جا گرا۔ اس نے ڈومنکن کا بازو پکڑ کر اسے یوں فضا میں اٹھا لیا جیسے بچہ کسی کھلونے کو اٹھاتا ہے اور پھر ڈومنکن چیختا ہوا اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے لیڈی ایشلے اور ترمذی دونوں سے جا ٹکرایا اور وہ تینوں ایک بار پھر فرش پر جا گرے۔ اسی لمحے خاور نے انتہائی پھرتی سے اپنے پیر کو زور سے فرش پر مارا تو اس کے بوٹ کی ٹو سے ایک تیز چھری باہر نکل آئی۔ ڈومنکن نے اس بار جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر خاور کی لات پوری قوت سے حرکت میں آئی اور ڈومنکن کی زبردست چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ خاور کے بوٹ کی ٹو میں موجود چھری پوری قوت سے ڈومنکن کی شہ رگ میں گھستی چلی گئی تھی۔

خاور نے ایک جھٹکے سے لات واپس کھینچی مگر اسی لمحے اس کا ستارہ بھی گردش میں آ گیا۔ کیونکہ ترمذی نے فرش سے ہی اچھل کر چھلانگ لگائی اور خاور جو اپنی ٹانگ کھینچ رہا تھا اس کی زد میں آ کر پشت کے بل زمین پر گرا۔ ترمذی عین اس کے اوپر گرا اور ساتھ ہی ترمذی نے پوری قوت سے خاور کی ناک پر ٹکر ماری۔ لیکن خاور نے دوسرے لمحے اسے واپس اچھال دیا۔ لیکن اس کی ناک سے خون بہہ نکلا۔

ترمذی کو اچھالتے ہی خاور بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ مگر اسی لمحے لیڈی ایشلے نے جیب سے چھوٹا سا ریوالور نکال لیا تھا۔ اس نے خاور پر گولی چلا دی۔ لیکن خاور ایک لمحہ پہلے اپنی جگہ سے ہٹ چکا تھا۔ اور

گولی بالکل اس کے قریب سے ہو کر نکل گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے دوسری گولی چلاتی، خاور نے اُلٹی قلابازی کھائی اور اس کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا لیڈی ایشلے نے پھرتی سے ریوالور کا رُخ بدلا۔ وہ شاید اُسے فضا میں ہی مار گرانا چاہتی تھی۔ لیکن خاور تو اس وقت اپنے عروج پر تھا اس کا جسم فضا میں ہی رُخ بدل گیا اور اس بار بھی نشانہ خطا گیا اور خاور کے دونوں پیر فرش سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے ترمذی کے سینے پر اس زاویے سے پڑے کہ خاور کا باقی جسم بائیں طرف مُڑ گیا جب کہ اس کے پیروں کا رُخ دائیں طرف کو ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ترمذی سینے پر ضرب کھا کر لیڈی ایشلے سے یوں ٹکرایا جیسے گیند دیوار سے ٹکراتی ہے اور دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔ لیڈی ایشلے کے سر کی پشت پوری قوت سے پچھلی دیوار سے جا ٹکرائی اور اس کا جسم بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا جبکہ ترمذی منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور خاور نے ضرب لگا کر دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اور ایک بار پھر اس کا جسم قلابازی کھا کر فضا میں لوٹن کبوتر کی طرح پلٹا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے منہ کے بل فرش پر پڑے ترمذی کی پشت پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی خاور کا جسم سیدھا کھڑا ہوتا چلا گیا۔

ترمذی کے منہ سے زبردست چیخ نکلی اور وہ تڑپ کر سیدھا ہوا اُسی لمحے خاور نے ایک اور جمپ لگایا اور اس بار اس کے دونوں پیر ترمذی کے سینے پر پڑے اور ترمذی کی چیخ کے ساتھ ساتھ سانس بھی گھٹتا چلا گیا۔ اس کا جسم خود بخود سیدھا ہوتا گیا اس کے منہ کے کنارے سے خون کی لکیری بہہ

نکلی۔ اب خاور ایک طرف کھڑا زور زور سے سانس لے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر فتحمندی کے آثار موجود تھے۔ ڈومنکن ہلاک ہو چکا تھا جب کہ لیڈی ایشلے بیہوش پڑی تھی اور شاید ترمذی بھی ختم ہو چکا تھا۔

"ویل ڈن خاور ویل ڈن ــــ تم نے سارا گلہ شکوہ دُور کر دیا" ــــ

اچانک کھڑکی میں سے عمران کی آواز سنائی دی اور خاور عمران کی آواز سنتے ہی بُری طرح اچھلا۔ اس کی نظریں فوراً ہی کھڑکی کی طرف اٹھیں لیکن کھڑکی میں کوئی موجود نہ تھا۔ خاور حیرت سے دوسری کھڑکیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے عمران کی آواز واضح طور پر سُنی تھی لیکن عمران کی شکل اُسے نظر نہ آئی تھی۔ وہ یوں سر پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے اُسے اپنی دماغی صحت پر شک ہونے لگ گیا ہو۔ اس نے یہی سمجھا کہ مسلسل اُٹھک بیٹھک کی وجہ سے اس کے کان بجنے لگے ہوں۔ چنانچہ وہ کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر پہلی بار اُسے دروازہ دیکھ کر احساس ہوا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اور اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اب اُسے خیال آ رہا تھا کہ آخر کسی اور نے مداخلت کیوں نہیں کی۔

خاور تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے لیڈی ایشلے والا ریوالور اٹھایا اور پھر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل دبا کر اُسے کھینچا تو بھاری دروازہ بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا اور وہ باہر گیلری میں آ گیا۔ یہ گیلری آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ خاور ریوالور ہاتھ میں پکڑے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ موڑ تک نہ پہنچا تھا کہ اچانک باہر سائلنسر لگے ریوالور کے ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی اُبھری اور پھر ایسا دھماکا ہوا جیسے کوئی نیچے گرا ہو۔ خاور اچھل کر

آگے بڑھا اور پھر موڑ مڑتے ہی وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ سامنے ہاتھ میں سٹین گن سنبھالے عمران کھڑا مسکرا رہا تھا

"اوہ تو آپ کی اصلی آواز تھی ۔۔۔ میں سمجھا کہ میرے کان بجنے لگے ہیں۔ لیکن آپ یہاں کیسے پہنچ گئے" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل تمہاری کارکردگی دیکھنے آیا تھا ۔۔۔ اور یقین کرو جو کام تم نے دکھایا ہے اس نے میرا دل خوش کر دیا ہے۔ میری محنت تم پر رائیگاں نہیں گئی ورنہ جس طرح تم آسانی سے اغوا ہو کر آئے تھے میرا دل چاہتا تھا کہ تمہیں الٹا لٹکا کر گرم پانی میں ڈبکیاں دوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ہمارا باس تو ہم سے کام نہیں لیتا ۔۔۔ ورنہ ہم بھی ہیں آدمی کام کے" ۔۔۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تو کام نہیں لیتا ہوگا ۔۔۔ کام کے آدمی سے کام لینا تو بہادری نہیں ۔۔۔ ہم جیسے اناڑیوں سے کام لینا ہی اصل بہادری ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور خاور بے اختیار ہنس دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ نے تو سارا فلسفہ ہی الٹ دیا" ۔۔۔ خاور نے کہا۔

"باہر صرف ایک آدمی تھا اسے میں نے گرا دیا ہے ۔۔۔ میں نے سوچا کہ خاور تھک گیا ہوگا ۔۔۔ اب اس سے زیادہ کام نہ لیا جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا جس میں لیڈی ایشلے، ترمذی اور ڈومنکن پڑے ہوئے تھے۔

دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازے کو دھکیلا اور پھر سٹین گن لئے اندر پہنچ گیا۔ خاور اس کے پیچھے تھا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی ان دونوں کی آنکھیں

حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ بند کمرے میں صرف ڈومنکن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ لیڈی ایشلے اور ترمذی دونوں غائب تھے۔ عمران بے اختیار اپنی کھوپڑی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ بات واقعی اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی سے بالاتر تھی۔ کمرے میں صرف اس دروازے کے علاوہ اور کوئی دروازہ نہ تھا کھڑکیاں اتنی اونچی تھیں کہ وہاں تک بغیر کسی مضبوط سہارے کے کوئی پہنچ نہ سکتا تھا۔ پھر یہ دونوں کہاں غائب ہو گئے۔

"یہ کیا ہوا ۔۔۔؟ یہ لوگ کہاں گئے" ۔۔۔ خاور کی اٹکتی ہوئی اور حیرت سے لڑکھڑاتی دبی آواز نکلی

"زمین نگل گئی ہوگی ۔۔۔ یا پھر تم جنوں سے لڑتے رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور خاور دونوں نے کمرے کے فرش اور دیواروں کے ایک ایک چپے کو ٹھونک بجا کر دیکھا کہ شاید کوئی تہہ خانہ یا چور دروازہ ہو۔ کیونکہ اس کے سوا اور تو کوئی صورت ہی نہ تھی لیکن ایک گھنٹے کی مسلسل کوششوں کے باوجود وہ سوئی برابر بھی رخنہ کہیں تلاش نہ کر سکے۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں جاسوسی چھوڑ کر علم ارواح سیکھ لینا چاہیے ورنہ یہ مجرم اگر اسی طرح روح بن کر نکل جاتے رہے تو ایک دن ہماری روح کو بھی ساتھ لے جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب! ۔۔۔ آخر یہ ہوا کیسے ۔۔۔؟ یہ کہاں گئے؟ ہمیں زیادہ سے زیادہ واپس آنے میں چند منٹ لگے ہوں گے" ۔۔۔ خاور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ علم الارواح سیکھ لیں ۔۔۔ پھر پتہ چلے گا۔ آؤ

اب بغلیں بجاتے ہوئے فی الحال واپس جائیں" ——— عمران نے کہا۔

"لیکن میں ایکسٹو کو کیا جواب دوں گا" ——— اس نے تو کبھی یقین نہیں کرنا" ——— خاور نے کہا۔

"مجھے گواہی میں رکھ لینا ——— میں حلف لے کر گواہی دوں گا۔ اتنا تو میں کر سکتا ہوں ——— آگے مانے یا نہ مانے ——— یہ ایکسٹو کی مرضی" ——— عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں الجھن کے شدید ترین تاثرات موجود تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب! ——— کہ وہ دونوں اس طرح بند کمرے سے غائب ہو جائیں" ——— بلیک زیرو نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔ لہجے میں حیرت کا عنصر بھی تھا۔

"اگر کہو تو باقاعدہ حلف اٹھا کر گواہی دوں" ——— عمران نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ سوری سر! ——— میرا مقصد آپ کو جھٹلانا نہیں تھا ——— بلکہ میں تو حیرت کا اظہار کر رہا تھا" ——— بلیک زیرو نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"تم سے زیادہ حیرت میں پہلے ہی خرچ کر چکا ہوں ——— بہرحال وہ آدمی کہاں ہے جسے میرے فلیٹ سے لایا گیا تھا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گیسٹ روم میں موجود ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"گیسٹ روم کی سکرین آن کرو ——— میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں" ———

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو خاموشی سے اٹھ کر دیوار پر لگے ہوئے ایک سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں لگے ہوئے ایک بٹن کو دبایا تو سوئچ بورڈ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا اندر دوسرے رنگوں اور مختلف انداز کے سوئچ لگے ہوئے تھے۔ بلیک زیرو نے ایک سوئچ کو آن کیا اور ڈھکن دوبارہ برابر کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس بار اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آن کیا تو سامنے دیوار پر بیس انچ چوڑی ایک سکرین روشن ہو گئی۔

سکرین پر چند لمحوں تک جھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ کمرے کے درمیان بوتھم فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"اسے اب تک ہوش نہیں آیا" ——— عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے اسے ٹی۔ ایس کی ڈبل ڈوز دے دی تھی تاکہ یہ ہوش میں آ کر ہنگامہ نہ کرے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— چلو اسی طرح سہی ——— اسے آپریشن روم میں اٹھا لاؤ ——— ٹی۔ ایس کی ڈبل ڈوز کے بعد کام آسان ہو جائے گا" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"سکرین آف کر دوں" ——— ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ——— آف کر دو" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ خود بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بے حد الجھا الجھا دکھائی دے رہا تھا۔ شائد لیڈی ایشلے اور ترمذی کے اس طرح غائب ہو جانے سے وہ ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔

بلیک زیرو جب دروازے سے باہر نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھ گیا تو عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو آپریشن روم میں داخل ہوا تو اس کے کاندھوں پر بوتھم لدا ہوا تھا۔ عمران کے اشارے پر اس نے اسے ایک بڑی مشین کے ساتھ منسلک کاؤچ پر لٹا دیا اور عمران کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ اس نے مشین کے ساتھ منسلک ایک کنٹوپ نما ہیٹ نکالا اور اسے بوتھم کے سر اور چہرے کے گرد فٹ کر دیا۔ اس کے بعد باقی تاریں بھی اس نے بوتھم کے مختلف اعضا کے ساتھ لگا دیں۔ اس کے بعد وہ مشین کے ساتھ دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے انجکشن سیٹ نکالا۔ ایک سبز رنگ کے محلول سے پر شیشی الماری کے ایک خفیہ خانے سے نکال کر اس نے اسے سرنج میں بھرا اور پھر اسے بوتھم کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔ محلول اور انجکشن سیٹ واپس الماری میں رکھنے کے بعد وہ کاؤچ کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے مشین کا آپریشن سوئچ آن کر دیا۔

سوئچ آن ہوتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور بہت سے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ ڈائلوں پر سوئیاں حرکت کرنے لگیں اور مشین کے اوپر نصب ایک بڑی سی سکرین تیز جھماکے کے ساتھ روشن ہو گئی اور اس پر آڑھی ترچھی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ عمران کی نظریں اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر تھیں۔ بلیک زیرو عمران کے پیچھے خاموش کھڑا تھا۔ وہ اس مشین کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا اس مشین کی مدد سے ٹارگٹ کے لاشعور کو بڑے اطمینان سے کھنگالا جا سکتا تھا۔

چند لمحوں بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک اور بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی مشین میں ہلکی سی گونج پیدا ہوئی اور اس کے

ساتھ ہی بوہقم کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ عمران نے مشین کے ایک ہک میں پھنسا ہوا ایریل ٹائپ مائیک اتارا اور اُسے ہاتھ میں اٹھا کر اس نے اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

"تمہارا نام"۔۔۔؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے سکرین پر انگریزی میں بوہقم اینڈریو کے الفاظ اُبھر آئے۔ بوہقم کا شعور سو چکا تھا اور عمران کا رابطہ اب براہ راست اس کے لاشعور سے ہو گیا تھا۔

"قومیت"۔۔۔؟ عمران نے سوال کیا۔

"پرتگش"۔۔۔ جواب ملا۔

"کس تنظیم سے متعلق ہو"۔۔۔؟ عمران مسلسل سوال کئے جا رہا تھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں بوہقم کا لاشعور جواب دے رہا تھا۔

"پاورلینڈ"۔۔۔ جواب دیا گیا۔

"کب سے پاورلینڈ سے متعلق ہو"۔۔۔؟

"چھ سال سے۔۔۔ جب سے پاورلینڈ قائم ہوئی ہے"۔

"پاورلینڈ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔۔۔؟

"جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں"۔۔۔ بوہقم نے جواب دیا۔

"پاورلینڈ کے منصوبے کیا ہیں"۔۔۔؟ عمران نے زور دے کر پوچھا۔

"پوری دنیا پر حکومت۔۔۔ ایسی حکومت جس میں زوال نہ ہو"۔۔۔ جواب دیا گیا اور عمران نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اُسے پہلے سے ہی اس جواب کی توقع ہو۔

"اس کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے"۔۔۔؟ عمران نے

سوال کیا۔

"سائنسی برتری کی مدد سے پاورلینڈ کی جدید ترین لیبارٹریوں میں ایسے ہتھیار بنائے جا رہے ہیں جو دنیا کو پاورلینڈ کے قدموں میں گرنے پر مجبور کر دیں گے۔۔۔ انتہائی خوفناک اور جدید ترین ہتھیار۔۔۔ جن کا تصور بھی عام دنیا کے سائنسدان نہیں کر سکتے"۔۔۔ بوہقم نے جواب دیا۔

"پاکیشیائی سائنسدانوں کو اغوا کر کے کہاں پہنچایا گیا ہے"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"پاورلینڈ میں"۔۔۔ بوہقم نے مختصر سا جواب دیا۔

"ان سے کیا کام لیا جائے گا"۔۔۔؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سوال کیا۔

"ایک نیا ہتھیار بنایا جا رہا ہے۔۔۔ جسے ای بم کہا جا رہا ہے۔ اس بم کے تیار ہونے کے بعد پاورلینڈ ایک لمحے میں پوری دنیا کے افراد کے ذہن اپنے حق میں تبدیل کر سکتا ہے۔۔۔ پوری دنیا اس بم کے استعمال کے بعد پاورلینڈ کی ذہنی غلام بن جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"۔۔۔ بوہقم نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاورلینڈ کا مکمل حدود اربعہ۔۔۔ اس تک پہنچنے کے راستے اور اس کے حفاظتی انتظامات کی تفصیلات بتاؤ"۔۔۔؟ عمران نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"پاورلینڈ جزائر فن لینڈ کے شمال مشرق میں ہے۔۔۔ اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں۔۔۔ اور یہ ناقابل تسخیر ہے"۔۔۔ بوہقم نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تفصیل صرف ڈائریکٹران کو معلوم ہے اور بس" ـــــ بوتھم نے جواب دیا۔

"تم وہاں کیسے آتے جاتے ہو" ـــــ؟ عمران نے اب دوسرے رُخ سے سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم ـــ مجھے تو بس بوتھ میں داخل ہونا ہوتا ہے اور پھر پاورلینڈ آجاتا ہے" ـــــ بوتھم نے جواب دیا۔

"بوتھ میں داخل ہونا ہوتا ہے ـــ کیا مطلب" ـــــ؟ عمران نے الجھ کر پوچھا۔

"فن لینڈ میں بڑے فون بوتھ موجود ہیں ـــ جہاں ٹیلیفون کے لئے داخل ہونے کے بعد پاورلینڈ کا آدمی پاورلینڈ کا نام منہ سے ادا کرتا ہے اور اس کے بعد وہ پاورلینڈ میں موجود ہوتا ہے" ـــــ بوتھم نے جواب دیا۔

"پاورلینڈ کا آدمی ـــ کیا مطلب" ـــــ؟ عمران نے تعجب بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پاورلینڈ کا شہری ـــ صرف وہی ٹرانسمٹ ہو سکتا ہے اس کے جسم میں ایسی ریز ڈال دی جاتی ہیں ـــ دوسرا آدمی ٹرانسمٹ نہیں ہو سکتا" ـــ بوتھم نے جواب دیا۔

"تو کیا انسان بھی ٹرانسمٹ ہو سکتے ہیں" ـــ؟ عمران کے چہرے پر حیرت کے واضح آثار موجود تھے۔

"ہاں! ـــ یہ پاورلینڈ کی خصوصی ایجاد ہے ـــ جس طرح آواز ٹرانسمٹ ہو کر ریڈیو اور دوسرے آلات پر سنائی دیتی ہے اور تصویر ٹرانسمٹ ہو کر ٹیلی ویژن پر دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح انسان بھی بجلی کی لہروں میں تبدیل ہو کر وہاں پہنچ جاتا ہے" ـــــ بوتھم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران یوں سر ہلانے لگا جیسے اب اصل بات اس کی سمجھ میں آئی ہو۔

"کیا ان بوتھ سے ہٹ کر بھی ٹرانسمشن ہو سکتی ہے" ـــ؟ عمران نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ڈائریکٹران اپنے آپ کو خود بغیر کسی آلے کے ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں۔ باقی کے لئے وہ جب چاہیں انہیں ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں" ـــــ بوتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ـــ سوئی ڈینجر تک پہنچ چکی ہے" ـــ اچانک پیچھے کھڑے بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ اچھا ـ بند کرو ـ ایسا نہ ہو کر اس کا دماغ ہی پھٹ جائے" ـــ عمران نے مائیک آف کرتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور پھر اس نے مشین بند کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک مشین میں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور مشین خودبخود بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران اور بلیک زیرو یہ دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے کہ اچانک کاؤچ پر پڑا ہوا بوتھم غائب ہو گیا تھا۔ اس کے سر پر موجود کنٹوپ اب کاؤچ پر پڑا تھا اور جسم کے دوسرے حصوں سے لپٹی ہوئی تاریں کاؤچ سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

"اوہ! ـ یہ کہاں گیا" ـــ؟ بلیک زیرو کی تعجب بھری آواز سنائی دی۔

"ٹرانسمٹ ہو گیا ہے ـــ یار! طریقہ تو خوب نکالا ہے انہوں نے۔ نہ ریل کے سفر کی تکلیف ـــ نہ ہوائی جہاز کے ایئرلاک کے دھچکے ـــ نہ بسوں کے دھکے ـــ بس بیٹھے بیٹھے اور لیٹے لیٹے ٹرانسمٹ ہو جاؤ۔ واہ مزہ

آگیا"___ عمران نے جھکتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ عمران کے الجھے اور سنجیدہ چہرے پر ایک بار پھر وہی ازلی شگفتگی اور زندہ دلی لوٹ آئی تھی۔ شاید ترمذی اور لیڈی ایشلے کے غائب ہونے سے جو بوجھ اس کے ذہن پر پڑا تھا اب اس کی وجہ پتہ چل جانے کے بعد وہ بوجھ اتر گیا تھا۔

"ویسے ہے تو حیرت انگیز ___ اس کا مطلب تو ہے کہ آپریشن روم تک وہ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں"___ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بات نہیں ___ بوتھم نے بتایا تھا کہ پاورلینڈ کے ہر شہری کے جسم میں وہ ریز داخل کر دیتے ہیں اس لئے جب چاہیں وہ انہیں ٹرانسمٹ کر سکتے ہیں"___ عمران نے واپس میٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ بڑی دیر بعد انہیں ٹرانسمٹ کرنے کا خیال آیا۔ ورنہ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ گیسٹ روم سے ہی ٹرانسمٹ ہو جاتا اور آپ میری گردن پکڑ لیتے"___ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہاری گردن سے تو مجھے معلومات نہ مل سکتی تھیں ___ کم از کم بنیادی معلومات تو مل ہی گئی ہیں۔ ویسے بھی بوتھم اب ہمارے لئے بیکار تھا۔ خوامخواہ ھلاک کرنا پڑتا۔ خود ہی دفع ہو گیا"___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے"___؟ میٹنگ روم میں پہنچنے کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

"فی الحال تو میں سونا چاہتا ہوں۔ شاید خواب میں پاورلینڈ کا محل وقوع نظر آجائے ___ دعا کرنا"___ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران ابھی کچھ بتانا نہ چاہتا ہے۔

انتہائی ___ خوبصورت انداز میں سجے ہوئے کمرے کے درمیان بیڈ پر ترمذی پڑا ہوا تھا۔ اس کا پورا جسم پٹیوں سے لپٹا ہوا تھا۔ البتہ اس کی آنکھیں اور چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ ہوش میں تھا۔

لیڈی ایشلے کمرے میں بھوکی شیرنی کے سے انداز میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔

"میں پورے ملک کو بموں سے اڑا دوں گی ___ میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی"___ لیڈی ایشلے نے انتہائی غصیلے انداز میں دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم نے پہلے بھی حماقت کی تھی ___ اور اب بھی حماقت کر دو گی"___ ترمذی نے کمزور سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے حماقت کی ہے ___ وہ کیسے"___؟ لیڈی ایشلے نے غصیلے انداز میں کہا اور بیڈ کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"دیکھو ڈیئر! ۔۔۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک آدمی کے لئے پاور لینڈ کے دو ڈائریکٹرز بغیر کسی تیاری کے وہاں پہنچ گئے ۔۔۔ ہماری تنظیم اتنی بڑی ہے کہ ہمارے ایک اشارے پر حکومتوں کے تختے الٹ سکتے ہیں۔ پھر کیا ضرورت تھی کہ ہم دونوں وہاں بھاگے چلے جاتے" ۔۔۔ ترمذی نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ترمذی! ۔۔۔ واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے۔ میں تو دراصل ہنری مالکم کے کہنے پر چلی گئی تھی ۔۔۔ ہنری مالکم نے کہا تھا، یہ شخص عمران دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اور ہے بھی ایسا ہی ۔۔۔ اب تم خود اندازہ کرو کہ ایک آدمی جو وہاں کی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے، بندھا ہوا ہمارے سامنے پڑا ہے ۔۔۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے ۔۔۔ لیکن جب وہ حرکت میں آتا ہے تو ڈومنگن قتل ہو جاتا ہے ۔۔۔ میں مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہوں ۔۔۔ تم ریوالور رکھنے کے باوجود ناکارہ ہو جاتی ہو ۔۔۔ یہ صرف ایک آدمی کی کارکردگی ہے جو محض سیکرٹ سروس کا عام سا ممبر ہے ۔۔۔ اور اب تم خود اندازہ کرو۔ اگر تمہیں اچانک ہوش نہ آجاتا اور تم اپنے آپ کو اور مجھے ٹرانسمٹ کر کے یہاں نہ لے آتیں تو ہمارا کیا حشر ہوتا ۔۔۔ پاور لینڈ جو دنیا پر حکومت کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس کے عام سے ممبر کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہوتا" ۔۔۔ ترمذی نے بڑبڑانے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ واقعی یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ۔۔۔ انتہائی خطرناک ۔۔۔

میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ خطرناک ۔۔۔ ہنری مالکم سچ کہتا ہے۔ اب مجھے ہنری کی باتوں پر یقین آ گیا ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اب تم غصے میں آ کر ایک اور حماقت کرنے چلی ہو ۔۔۔ تم پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتی ہو ۔۔۔ اس سے کیا ہو گا۔ ہم ایک فضول مشن میں الجھ جائیں گے ۔۔۔ ہمارے اصل منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے ۔۔۔ ہمیں کیا ضرورت ہے ان سے الجھنے کی ۔۔۔ جو سائنسدان ہمیں چاہیئے تھے وہ ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں ۔۔۔ اور یہ لوگ چاہے کتنے ہی ذہین ہوں پاور لینڈ میں داخل ہو نہیں سکتے تو پھر ۔۔۔" ترمذی نے جواب دیا۔ وہ دراصل فطرتاً انتہائی ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا۔ اور چونکہ بنیادی طور پر کاروباری آدمی تھا۔ اس لئے ہر معاملے کو دو جمع دو چار کے انداز میں سوچنے کا عادی تھا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کیا ہم انتقام نہ لیں ۔۔۔ پاکیشیا کو بھول جائیں ۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ یہ میری فطرت کے خلاف ہے ۔۔۔ میں تو ان کی بوٹیاں کتوں سے نچوانا چاہتی ہوں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے بھڑک کر جواب دیا۔

"لے لو انتقام ۔۔۔ کسی پارٹی کو اشارہ کر دو۔ وہ ہماری طرف سے انتقام لے لے گی ۔۔۔ پاور لینڈ کے پاس ہزاروں کی تعداد میں نامی گرامی مجرم، پیشہ ور قاتل پل رہے ہیں ۔۔۔ آخر وہ کب کام آئیں گے" ۔۔۔ ترمذی نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے کوئی جواب دیتی، ایک لمبا تڑنگا اور قوی ہیکل جسم والا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کاؤ بوائے انداز کا لباس

پہنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خشونت کے آثار واضح تھے۔

"کیا ہوا ہنری! ___ بوتھم کا پتہ چلا" ___؟ لیڈی ایشلے نے آنے والے کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

"ہاں! ___ نہ صرف پتہ چل گیا ہے بلکہ میں نے اُسے ٹرانسمٹ بھی کرا لیا ہے۔ ابھی وہ قرنطینہ میں پڑا ہے ___ تھوڑی دیر بعد یہاں پہنچ جائے گا" ___ ہنری نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا کیا حال ہے ترمذی! ___ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم بچ نکلے ورنہ جس حالت میں تم پہنچے تھے۔ تمہاری زندگی محال تھی" ___ ہنری نے بیڈ پر پڑے ہوئے ترمذی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"واقعی ہنری! ___ میں خود حیران ہوں کہ میں آخر بچ کیسے گیا ہوں۔ بہرحال شکریہ" ___ ترمذی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ لیڈی ایشلے کا ادا کرو ___ جو بروقت تمہیں لے آئی ہے" ___ ہنری نے ہنستے ہوئے کہا اور ترمذی بھی ہنس پڑا۔

"اب یہ محترمہ تو خار کھائے بیٹھی ہیں ___ کہتی ہیں کہ میں پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گی ___ پورے پاکیشیا کو بموں سے اڑا دوں گی۔ اور میں اسے سمجھا رہا ہوں کہ ہمیں براہ راست ان چکروں میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں ہے ___ ہمارے آدمی سب کام سنبھال لیں گے" ___ ترمذی نے کہا۔

"میں مادام کے جذبات اچھی طرح سمجھتا ہوں ___ میرا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ یا عمران کی بوٹیاں نوچ ڈالوں ___ یا خودکشی کر لوں ___

بڑی مشکل سے میں نے اپنے آپ کو سنبھالا تھا" ___ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران کی بات مت کرو ___ اُسے تو بوتھم نے ختم کر دیا ہوگا۔ ہمیں تو اس کی سیکرٹ سروس نے پریشان کر دیا ہے" ___ لیڈی ایشلے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی بھول ہے مادام! ___ عمران اگر بوتھم جیسے آدمیوں کے بس کا ہوتا تو اب تک کروڑوں بار مر چکا ہوتا۔ بوتھم کی تو حیثیت ہی کچھ نہیں ہے بڑے بڑے نامور مجرم اس کا بال بیکا نہیں کر سکے ___ اور رہی پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ___ تو وہ پوری دنیا میں سب سے خطرناک تنظیم سمجھی جاتی ہے اور آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس کا روح رواں بھی عمران ہے کیونکہ سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا ___ اور نہ ہی وہ کبھی فیلڈ میں کام کرتا ہے" ___ ہنری مالکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم آخر انتقام کیسے لے سکتے ہیں ___؟ کیا پاور لینڈ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو کر دبک کر بیٹھ جائے" ___ لیڈی ایشلے نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"بہتر تو یہی ہے کہ ہم انہیں نہ چھیڑتے ___ لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے ___ اب یقیناً سیکرٹ سروس اور عمران پاور لینڈ کی راہ پر لگ چکا ہوگا۔ اب آپ خاموش بھی ہو جائیں تو وہ خاموش نہیں بیٹھے گا ___ وہ اب پاور لینڈ کا تہہ تک پیچھا کرے گا۔ یہ اس کی فطرت ہے" ہنری مالکم نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ہنری! ___ تم پاور لینڈ کے ڈائریکٹر ہو کر ایسی باتیں

کررہے ہو ۔ پاورلینڈ کی توہین کر رہے ہو" ــــ لیڈی ایشلے اسی پر چڑھ دوڑی۔

"حقیقت بیان کر رہا ہوں مادام! ــــ جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں ہے ــــ ایسا نہ ہو کہ جذبات میں آکر ہم اپنا سب کیا کرایا ختم کر بیٹھیں ہمیں اب سنجیدگی سے اس مسئلے سے نمٹنا ہوگا کوئی خاص منصوبہ اور پلاننگ بنا کر" ــــ ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہنری درست کہہ رہا ہے ڈیئر! ــــ ہمیں ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھنے کی بجائے بڑے مشن پر نظر رکھنی چاہیئے" ــــ ترمذی نے ہنری کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے اب چین نہیں آسکتا جب تک میں انتقام نہ لے لوں۔ بھرپور اور خوفناک انتقام ــــ اس کے لئے طریقہ کار کیا ہونا چاہیئے۔ اس سے مجھے غرض نہیں ــــ لیکن بغیر انتقام لئے میں نہیں رہ سکتی۔ مجھے ایک لمحہ بھی چین نہیں آئے گا" ــــ لیڈی ایشلے نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"مادام! ــــ انتقام والی بات آپ مجھ پر چھوڑ دیں ــــ میرا بھی پرانا حساب عمران کے ساتھ موجود ہے ــــ میں خود اس کا منصوبہ بنا لوں گا" ــــ ہنری نے اُسے ٹالنے کے لئے کہا۔

"نہیں! ــــ مجھے پتہ ہونا چاہیئے کہ کیا ہو رہا ہے تاکہ مجھے تسکین ہوتی رہے" ــــ لیڈی ایشلے نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"ہنری! ــــ اب یہ باز نہیں آئے گی ــــ بہتر یہی ہے کہ اس کا کام کر ہی دو ــــ کوئی ایسا منصوبہ بناؤ کہ اس کا انتقام بھرپور انداز میں پورا ہو سکے" ــــ ترمذی نے ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ واقعی اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ مادام کو چین نہیں آئے گا" ــــ ہنری نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے اس کی بات کا جواب دیتی، دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس کم اِن" ــــ ہنری نے اونچی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور بوتھم سر جھکائے اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

"تمہارے ساتھ کیا ہوا بوتھم ــــ؟ کیا عمران قتل ہو گیا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے بوتھم کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"سوری مادام! ــــ مجھ سے صرف اتنی غلطی ہوئی کہ میں نے دروازہ کھلتے ہی اُسے گولی نہیں مار دی۔ بلکہ تصدیق کرنے لگا ــــ اور پھر میرے ستارے گردش میں آگئے ــــ وہ مافوق الفطرت قوتوں کا مالک ہے مادام ــــ اس نے مجھ پر قابو پالیا" ــــ بوتھم نے سر جھکائے ہوئے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"اس نے تم سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہوگی" ــــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

"اُسے معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ــــ اُسے مادام اور مسٹر ترمذی کے متعلق پوری معلومات حاصل تھیں ــــ اُسے معلوم تھا کہ پاورلینڈ کیا ہے ــــ اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ مادام اور مسٹر ترمذی ہوٹل سلور سینڈ میں موجود ہیں۔ وہ صرف پاورلینڈ کا حدود اربعہ جاننا چاہتا تھا" ــــ بوتھم نے جواب دیا۔

"اُسے وہاں ہماری موجودگی کا علم تھا ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ــــ؟"

لیڈی ایشلے کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جس کا نام عمران ہے مادام! ــــ اس کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ اس کے اشارے پر سیکرٹ سروس آپ کے پیچھے لگی ہوگی اور اگر آپ ٹرانسمٹ نہ ہو جاتے تو یقیناً وہ آپ کو اپنے ہیڈ کوارٹر لے جاتا۔ اور پھر مسٹر ترمذی کے میک اپ میں وہ پاورلینڈ پہنچ جاتا۔ اور سیکرٹ سروس کی کوئی رکن مادام کے میک اپ میں یہاں پہنچ جاتی ــــ بوتھم کے میک اپ میں بھی ان کا ایک آدمی ہوتا ــــ باقی آپ خود اندازہ لگا لیجئے کہ ان کی یہاں موجودگی کے بعد پاورلینڈ کے ساتھ کیا ہوتا" ــــ ہنری نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ واقعی یہ تو بڑا بھیانک منصوبہ ہوتا ــــ پاورلینڈ تو تباہ ہو جاتا ــــ لیکن تم جانتے ہو کہ ٹرانسمٹ ہوئے بغیر پاورلینڈ میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ اور ٹرانسمٹ صرف پاورلینڈ کے شہری ہی ہو سکتے ہیں" ــــ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"میں نے تو ایک بات بتائی ہے ــــ عمران کے کام کرنے کا ایک طریقہ کار بتایا ہے ــــ بہرحال یہ اچھا ہوا کہ اس کے پنجے سے سب نکل آئے ہیں۔ اب اس کے خلاف زیادہ بہتر انداز میں کام کیا جا سکتا ہے" ــــ ہنری نے کہا۔

"بوتھم تم مشن میں ناکام رہے ہو ــــ اور تمہیں پتہ ہے کہ پاورلینڈ کے اصولوں کے مطابق ناکامی کی کیا سزا ہے" ــــ لیڈی ایشلے نے انتہائی کرخت لہجے میں براہ راست بوتھم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم! ــــ مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے اور میں اس کی سزا

بھگتنے کے لئے تیار ہوں" ــــ بوتھم نے سر جھکاتے ہوئے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"میڈم! ــــ اس ناکامی میں بوتھم کا کوئی قصور نہیں ہے ــــ اگر اس کی جگہ میں بھی ہوتا تب بھی شاید ناکام رہ جاتا۔ اس لئے اسے ایک بار معافی دی جا سکتی ہے" ــــ ہنری مالکم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیئر! ــــ بوتھم ہمارا قیمتی آدمی ہے۔ اسے ایک بار معافی دی جا سکتی ہے ــــ میں ہنری کی تائید کرتا ہوں" ــــ بیڈ پر پڑے ہوئے ترمذی نے فوراً ہی ہنری کی تائید کرتے ہوئے کہا اور دو ڈائریکٹران کا فیصلہ اپنے حق میں پا کر بوتھم کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا کیونکہ پاورلینڈ کے قوانین کے مطابق دو ڈائریکٹران کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہے ــــ چونکہ دو ڈائریکٹران نے تمہارے حق میں فیصلہ دے دیا ہے اس لئے تمہیں معافی دی جا رہی ہے لیکن یہ قانون بھی تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسری بار غلطی پر تینوں ڈائریکٹران مل کر بھی تمہیں نہیں بچا سکتے" ــــ لیڈی ایشلے نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"میں آپ کا مشکور ہوں مادام! ــــ مسٹر ترمذی اور مسٹر ہنری میں آئندہ آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا" ــــ بوتھم نے تشکر کے انداز میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم جا سکتے ہو اور سپیشل لیبارٹری میں اپنا عہدہ واپس سنبھال لو۔ اب تم نے بغیر اجازت پاورلینڈ سے باہر نہیں جانا" ــــ لیڈی ایشلے نے دوسرا حکم دیتے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی مادام" ــــ بوتھم نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر

جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے ـــــ میں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس اور عمران کو جلد از جلد اپنے قدموں میں دیکھنا چاہتی ہوں" ـــــ بوتھم کے جاتے ہی لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو بہ ـــ صبر بھی کرو ـــ تم تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئی ہو" ـــــ ترمذی نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ترمذی! ـــ یہ میری فطرت ہے کہ میں دشمن کو اس دنیا میں زیادہ سانس لینے کی مہلت دینا اپنی توہین سمجھتی ہوں ـــ اگر تم دونوں اس معاملے میں میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو میں اپنے طور پر اقدامات کروں گی۔ بہرحال میں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھوں گی جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کو تہس نہس نہ کر دوں ـــ ان کی لاشوں کی بوٹیاں نہ اڑا دوں" ـــــ لیڈی ایشلے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بھوکی شیرنی کی طرح غضبناک ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں درندگی اتر آئی تھی۔

"ٹھیک ہے مادام ـــ میں آپ کے جذبات سمجھتا ہوں ـــ ہم ابھی ایک خصوصی ٹیم تشکیل دے کر پاکیشیا بھیج دیتے ہیں۔ وہ اپنا مشن مکمل کر کے آجائے گی" ـــ ہنری نے اس کی کیفیت سے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ـــ میں ساتھ جاؤں گی ـــ میں صرف چیک کروں گی۔ میں ایک ایک لمحے کی رپورٹ خود سننا چاہتی ہوں" ـــــ لیڈی ایشلے نے حتمی لہجے میں کہا۔

"تو پھر ہنری بھی تمہارے ساتھ جائے گا ـــ کیونکہ اسے ان لوگوں سے واقفیت ہے ـــ میں بھی جاتا لیکن میرا حال تم دیکھ رہی ہو" ـــــ

ترمذی نے فوراً ہی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے تمہارا جانا نہیں ہو سکتا ـــ ہنری! ـــ کیا تم تیار ہو" ـــ؟ لیڈی ایشلے نے ہنری کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری مادام! ـــ میں پاورلینڈ کے ای بم کے منصوبے میں اس طرح پھنسا ہوا ہوں کہ میری وہاں سے غیر حاضری پاورلینڈ کو زبردست نقصان پہنچا سکتی ہے ـــ البتہ میری نمائندگی میرا نمبر ٹو ولسن کرے گا۔ وہ انتہائی منجھا ہوا آدمی ہے اور وہ بھی میرے ساتھ پاکیشیا کی مہم میں شامل تھا" ـــ ہنری نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے! ـــ میں خود بھی یہی چاہتی تھی کہ میں خود آزادی سے کام کروں"۔ لیڈی ایشلے نے انتہائی مطمئن اور پُرمسرت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ چاہتی یہی تھی کہ پاکیشیا کے خلاف آزادی سے کام کر سکے۔

"ہنری! ـــ اگر تم چلے جاتے تو بہتر تھا۔ مجھے فکر نہ رہتی" ـــــ ترمذی نے دبے لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈیئر! ـــ تم مجھے کیا سمجھتے ہو ـــ میں نے ایسے کھیل ہزاروں بار کھیلے ہوئے ہیں۔ تم دیکھنا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس عمران کا کیا حشر کرتی ہوں ـــ انہیں زمین پر پناہ نہیں ملے گی ـــ وہ بلبلائیں گے ـــ فریاد کریں گے لیکن انہیں موت نہیں آئے گی" ـــــ لیڈی ایشلے نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ترمذی نے یہ کہہ کر اس کی توہین کی ہو۔

"ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو ـــ بہرحال اپنی کارکردگی سے

ہمیں مطلع کرتے رہنا" ـــــ ترمذی نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"او۔کے" ـــ لیڈی ایشلے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہنری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"مادام! ـ کیا میں آپ کو کوئی ٹیم دوں ـــ یا اپنے طور پر آپ ٹیم بنائیں گی ـــ بہرحال کچھ بھی کریں میری درخواست ہے کہ ولسن کو اپنے ماتحت کے طور پر ضرور ساتھ لے جائیں۔ وہ آپ کے لئے انتہائی مفید رہے گا"۔ ہنری نے کہا۔

"تم خود ٹیم بناؤ ـــ ولسن کو اس کا سربراہ بنا دو ـــ میں تو صرف منصوبہ بندی اور چیکنگ کروں گی ـــ ضرورت پڑی تو براہ راست ملوث ہوں گی ورنہ نہیں" ـــ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"او کے! ـ میں ایسی ٹیم بھیجوں گا کہ آپ اس کی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ جائیں گی" ـــ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران سر سلطان کے دفتر میں میز پر دنیا کا تفصیلی نقشہ پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔ سر سلطان بھی نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی پنسل تھی۔ اس نے پنسل سے جزائر فن لینڈ کے گرد دائرہ سا لگایا اور اس کے بعد وہ اس کے شمال مشرق کی طرف سرخ رنگ کی لکیر کھینچتا چلا گیا۔

"اس طرف تو انتہائی دشوار گذار پہاڑی سلسلہ ہے جہاں سرے سے کوئی آبادی نہیں ہے" ـــــ سر سلطان نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو یہاں دنیا کو تباہ کرنے کے لئے انتہائی خوفناک ہتھیار تیار ہو رہے ہیں ـــ اب آپ خود سوچیں کہ اگر واقعی ای۔بم والا آئیڈیا درست ہے۔ اس میں سے نکلنے والی مخصوص لہریں پوری دنیا کے انسانوں کے ذہن پلٹ سکتی ہیں تو پھر اس کے بعد کیا ہوگا ـــ پوری دنیا پر مجرموں کی بلاشرکت غیرے حکومت ہوگی اور وہ تا ابد کھل کھیلیں گے" ـــ عمران

نے بڑے جذباتی انداز میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے عمران ___ میں تمہارے جذبات کو سمجھتا ہوں لیکن صدر مملکت اس بات کو یوں نہیں لیتے ___ ان کا فرمانا ہے کہ جب دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں خاموش ہیں تو ہم ان بھڑوں کے چھتے کو کیوں چھیڑیں ___ جب یہ لوگ پر پرزے نکالیں گے تو پھر دیکھا جائے گا" ___ سر سلطان نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"ہوں ___ لیکن وہ ہمارے سائنسدان ___ ان کا کیا ہوگا ___ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"وہ چاہتے ہیں کہ یہ سائنسدان واپس آجائیں لیکن وہ اس کے لئے اتنا بڑے آپریشن کی اجازت دینے پر تیار نہیں ہیں جس کی جوابی کارروائی میں ملک کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے۔ کیونکہ پاور لینڈ اگر واقعی اتنی طاقتور تنظیم ہے تو پھر اس کا پہلا نشانہ پاکیشیا بھی بن سکتا ہے" سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

عمران نے سر سلطان کو تمام تفصیل بتانے کے بعد ان سے درخواست کی تھی کہ وہ صدر مملکت سے پاور لینڈ کے خلاف آپریشن کرنے کی رسمی اجازت لے لیں۔ کیونکہ بہرحال سیکرٹ سروس کے لئے بھی کچھ قانونی تقاضے موجود تھے۔ وہ ملک سے باہر کسی بڑے آپریشن پر جانے سے پہلے سر سلطان اور صدر مملکت کی متفقہ منظوری کے پابند تھے۔ اور صدر مملکت نے اب سرکاری طور پر پاور لینڈ کے خلاف آپریشن کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ظاہر ہے سر سلطان نے انہیں بے حد سمجھایا ہوگا لیکن صدر مملکت کی نظر میں پورے ملک کی سلامتی تھی۔ وہ جذباتی اقدامات کے

قائل نہ تھے۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر اس مہم پر چلا جاتا ہوں ___ ذاتی طور پر" ___ عمران نے نقشے کو لپیٹتے ہوئے کہا۔

"اس کی میں تمہیں اجازت نہیں دوں گا ___ تم ایک ذمہ دار آدمی ہو۔ اگر تم نے قانونی تقاضوں کی خلاف ورزی کی تو یہ تمہارے وقار کے خلاف ہوگا" ___ سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید خود بھی لاشعوری طور پر پاور لینڈ سے خوفزدہ تھے۔

"ایکسٹو تو یہیں رہے گا ___ عمران جائے گا اور ٹیم بھی یہیں رہے گی ___ میں ٹائیگر، جوانا، جوزف اور سلیمان کو ساتھ لے جاؤں گا۔ ہم پاور لینڈ کے لئے اتنے ہی کافی ہیں ___ آپ بے فکر رہیں۔ بہرحال پاور لینڈ میرے پنجے میں آکر نکل گئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ عمران کے نقطہ نظر سے یہ اس کی توہین ہے" ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سنو ___ ایک دو روز رک جاؤ ___ میں ایک بار پھر کوشش کروں گا ہو سکتا ہے کہ میں صدر مملکت کو منوالوں۔ پھر تم پوری ٹیم لے کر چلے جانا ___ ورنہ تمہاری مرضی۔ تم جس طرح مناسب سمجھنا کرنا" ___ سر سلطان نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک دو روز کی بات کر رہے ہیں ___ مجھے تمام انتظامات کرنے میں ایک ہفتہ لگے گا۔ اس لئے ایک ہفتے تک آپ کو کھلی چھٹی ہے۔ اگر صدر مملکت مان جائیں تو مجھے فون کر دینا۔ میں اپنا پروگرام بدل لونگا۔ ورنہ دوسری صورت میں ایک ہفتے بعد میں مشن پر چلا جاؤں گا" ___ عمران نے کہا۔ اور

سرسلطان نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ ایک ہفتے تک ان کے لئے خاصی مہلت تھی اور انہیں یقین تھا کہ وہ صدر مملکت کو اس مشن کی اجازت دینے پر آمادہ کرلیں گے۔

عمران نقشہ جیب میں ڈالے سرسلطان کو خدا حافظ کہہ کر تیزی سے مڑا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ صدر مملکت اس مشن کی اجازت نہ دیں گے اس لئے اُسے اپنے طور پر اس قدر بڑے مشن کے انتظامات کرنے پڑیں گے۔

دانش منزل پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا" ـــــ بلیک زیرو نے استقبال کے لئے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کیوں ـ کیا ہوا" ـــــ ؟ عمران نے بلیک زیرو کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"آپ کے فلیٹ پر حملہ کیا گیا ہے ـــــ کھلے عام بم پھینکے گئے ہیں۔ پورا فلیٹ تباہ ہو گیا ہے ـــــ ساتھ والے دو فلیٹ بھی بُری طرح تباہ ہو گئے ہیں سلیمان شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اُسے فائر بریگیڈ والوں نے ملبے سے نکالا ہے میں نے اُسے جنرل ہسپتال سے سپیشل ہسپتال منتقل کر دیا ہے اور اس کی حالت اب خطرے سے باہر ہے" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـ اس فلیٹ کی قسمت میں ہی تباہی لکھی ہوئی ہے۔ ہر دوسرے ہفتے تباہ ہو جاتا ہے اور پھر مجھے بنانا پڑتا ہے" ـــــ عمران نے یوں جواب

دیا جیسے اُسے فلیٹ کی تباہی کی خبر سُن کر کچھ زیادہ حیرت نہ ہوئی ہو۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں کس نے اطلاع دی ہے" ـــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"صفدر نے ـــــ وہ اتفاقاً وہاں سے گذرا تھا۔ اس نے موقع پر سرسری سی تحقیقات بھی کی ہے ـــــ حملہ آور غیر ملکی تھے اور نیلے رنگ کی ڈاٹسن کار میں آئے اور ان کی تعداد چار تھی ـــــ ان کے پاس بم گنیں موجود تھیں انہوں نے باقاعدہ اور مسلسل گنوں کی مدد سے فلیٹ پر بم پھینکے اور پھر کار پر بیٹھ کر نکل گئے ـــــ کار پر کوئی نمبر پلیٹ نہ تھی۔ بالکل نیا ماڈل تھا" ـــــ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تمام ممبرز کو حکم دے دو کہ شہر میں نئے ماڈل کی جتنی بھی نیلی ڈاٹسن ہوں ان کی چیکنگ کر کے رپورٹ دیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ سے پہلے یہ حکم دے دیا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"گڈ ـ لیکن یہ حملہ آور کونسی پارٹی ہو گی ـــــ ؟ خیر معلوم ہو جائے گا" عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صدیقی سپیکنگ سر ـــــ نیلے رنگ کی ڈاٹسن ریگن روڈ پر کھڑی ہے اُسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے۔ کوئی چشم دید گواہ موجود نہ ہے۔ البتہ میں نے خود اپنے طور پر انکوائری کی ہے تو قدموں کے نشانات کلیری جنگل کی طرف

جلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ آگے جاکر ختم ہو گئے ہیں" ____ صدیقی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

عمران جو صدیقی کی آواز ماسٹر فون پر آسانی سے سُن رہا تھا ہاتھ بڑھا، رسیور بلیک زیرو سے لے لیا۔

"صدیقی تم وہیں ٹھہرو ____ میں عمران کو وہاں بھیج رہا ہوں وہ خود چیک کرلے گا" ____ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ____ میں انتظار کر رہا ہوں" ____ صدیقی نے جواب دیا۔

"تم نے فون کہاں سے کیا ہے" ____ عمران نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"جنگل سے آگے کیفے رباط ہے وہاں سے فون کر رہا ہوں جناب"۔ صدیقی نے جواب دیا۔

"او کے! ____ تم وہیں کیفے پر ہی رکو ____ عمران وہیں تم سے ملے گا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"او کے! ____ میں چلتا ہوں۔ پتہ تو چلے کہ یہ کونسی پارٹی ہے" ____ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن رُوم سے باہر نکل گیا۔

نیلے رنگ کی ڈاٹسن انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں چار افراد سوار تھے۔ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔ باقی تین افراد بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے گھٹنوں پر مشین گنیں رکھی ہوئی تھیں وہ ابھی ابھی عمران کے فلیٹ کو بموں سے اُڑا کر آرہے تھے۔

کار مختلف سڑکوں پر سے دوڑتی ہوئی جلد ہی ایک سنسان سی سڑک پر آگئی۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں گھنا جنگل تھا اس جنگل کو کلیری جنگل کہا جاتا تھا۔

ڈرائیور نے کار سڑک پر ایک طرف کر کے روک دی۔ اور دوسرے لمحے وہ چاروں نیچے اتر آئے۔

"ٹیری اور ٹسکی! ____ تم دونوں جنگل کے خاتمے کے بعد کیفے رباط میں پہنچ جاؤ ____ میں اور والکر یہیں رہیں گے۔ بی۔ الیون پر رابطہ رہے گا۔ باقی

سب کام منصوبے کے تحت ہوگا" ــــ ڈرائیور نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــ تینوں نے سرہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد انتہائی تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ جلد ہی وہ دونوں نظروں سے غائب ہو گئے۔

"آؤ والکر" ــــ ڈرائیور نے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی سے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے دائیں طرف جنگل کے اندر گھستے چلے گئے۔ ذرا دُور جانے کے بعد ڈرائیور رُکا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بیضوی سائز بم نکالا۔ اُسے گن کے میگزین میں فٹ کر کے اس نے گن کا رُخ کار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور دوسرے لمحے وہ بم گن سے نکل کر کار کی باڈی سے ٹکرایا اور خوفناک دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اور اس دھماکے کے ساتھ ہی کار ٹیڑھی میڑھی سی ہو کر رہ گئی۔ اور وہ دونوں تیزی سے کچھ اور آگے بڑھے اور پھر ڈرائیور نے ایک گھنے درخت کی طرف اشارہ کیا اور والکر سرہلاتا ہوا تیزی سے اس درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ڈرائیور بھی اوپر چڑھ آیا۔ ان دونوں نے بیٹھنے کے لئے ایسی شاخوں کا انتخاب کیا جہاں سے وہ کار اور اردگرد کے علاقے کو اچھی طرح دیکھ سکتے تھے کار اسی طرح ٹیڑھی میڑھی ہوئی کھڑی تھی۔ اس بم کی خاصیت تھی کہ اس کے پھٹنے سے آگ نہ لگتی تھی۔ اس لئے کار کا رنگ رُوپ نہ بگڑتا تھا صرف اس کی باڈی ٹیڑھی میڑھی ہو کر رہ جاتی تھی۔

"ہو سکتا ہے کوئی ادھر نہ آئے ــــ یہ جگہ تو بے حد سنسان ہے" ــــ والکر نے چند لمحوں بعد ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

" وہ اس کار کو پورے شہر میں تلاش کریں گے اور لازماً ادھر بھی آئیں گے

صرف انتظار کا مسئلہ ہے" ــــ ڈرائیور نے یوں یقین بھرے لہجے میں جواب دیا جیسے اس کے بنائے ہوئے منصوبے پر عمل ہونا لازمی بات ہو۔

پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ دونوں چونک پڑے جب کار کے قریب ایک موٹر سائیکل آکر رُکا اور ایک لمبا تڑنگا سا نوجوان تیزی سے نیچے اترا اس نے موٹر سائیکل سٹینڈ کیا اور پھر کار کو ادھر اُدھر سے غور سے دیکھنے لگا۔

" اس کے جسم کی بناوٹ بتا رہی ہے کہ یہ ہمارے پیشے کا آدمی ہے" ڈرائیور نے بغور آنے والے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آنے والا چند لمحوں تک کار کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس کی تیز نظریں ادھر اُدھر کا جائزہ لینے لگیں اور ڈرائیور نے اُسے چونکتے ہوئے دیکھا۔ وہ زمین پر جھکا ہوا بغور کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا جدھر وہ دونوں درخت پر موجود تھے۔

ڈرائیور نے خاموشی سے والکر کو ٹھوکا دیا اور اس نے سرہلا دیا۔ ان دونوں نے جیبوں سے چھوٹی نال کے پستول نکال لئے تھے۔ آنے والا زمین اور اردگرد کے علاقے کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا۔ اور وہ دونوں خاموش بیٹھے اُسے آتا دیکھتے رہے۔

آنے والا بالکل اسی درخت کے نیچے آکر رُک گیا جس پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے اعصاب تن گئے۔ ٹریگروں پر ان کی انگلیاں تن سی گئیں۔ آنکھوں کے گوشے کھنچ گئے۔ آنے والا چند لمحے ادھر اُدھر دیکھتا رہا۔ پھر اس کی نظریں بلند ہوئیں اور اس نے درختوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ ہر درخت کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے اس درخت پر بھی نظریں دوڑائیں جس پر وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن اسی لمحے سڑک کی

طرف سے کھٹکا سا ہوا اور آنے والا چونک کر مڑا اور سڑک کی طرف دیکھنے لگا اور پھر وہ تیزی سے واپس سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔

جس درخت پر وہ دونوں موجود تھے وہ چونکہ خاصا گھنا تھا اس لئے سرسری نظروں سے انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے آنے والے کے واپس جانے پر انہوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جب آنے والا سڑک پر پہنچ گیا تو ڈرائیور نے والکر کی کہنی پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور والکر نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور جیب میں رکھا اور پھر اس نے جیب میں سے ایک چھوٹا سا بکس نما ڈبہ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔ ڈرائیور بھی اپنا ریوالور واپس جیب میں رکھ چکا تھا۔ اس نے باکس والکر کے ہاتھ سے لے لیا۔

آنے والا ایک بار پھر چند لمحوں تک کار کو دیکھتا۔ پھر اس نے موٹر سائیکل سنبھالی اور دوسرے لمحے موٹر سائیکل کا انجن جاگ اٹھا اور آنے والا ایک جھٹکے سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ڈرائیور نے ڈبے کے کونے میں لگا ہوا ایریل اونچا کیا اور پھر اس کے دوسرے سرے پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں، چند لمحوں بعد اس میں سے ایک آواز ابھری۔

"یس ٹسکی سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والا وہی تھا جو کار سے اتر کر گیا تھا۔

"ولسن بول رہا ہوں ۔۔۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو ۔۔۔ اور ٹیری کہاں ہے۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ڈرائیور نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹیری کیفے کے اندر ہے ۔۔۔ میں ذرا ہٹ کر علیحدہ جگہ پر نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ ٹسکی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ ابھی ایک ہیوی موٹر سائیکل پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان شاید وہاں پہنچے۔ نیا ہیوی ڈیوٹی موٹر سائیکل ہے ۔۔۔ نوجوان نے بادامی رنگ کا سوٹ پہن رکھا ہے ۔۔۔ اگر وہ کیفے پر رکے تو اسے پوری طرح کور کرنا ۔۔۔ ٹسکی کو اشارہ کر دو کہ وہ منصوبے کے مطابق چیکنگ کرے۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس، اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی سی چھا گئی۔ لیکن ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلتی رہیں۔ کیونکہ رابطہ بہرحال قائم رہا تھا۔

پانچ منٹ بعد ہی آواز ایک بار پھر بلند ہوئی۔

"ہیلو ٹیری سپیکنگ ۔۔۔ نوجوان کیفے کے سامنے رک گیا ہے اور وہ ٹیلیفون کرنے کے لئے کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں ٹسکی پہلے ہی موجود ہے۔ میں نے اسے اشارہ کر دیا ہے۔ اوور" ۔۔۔ ٹیری کی آواز سنائی دی۔

"اوکے ۔۔۔ تم بھی ہوشیار رہنا۔ اوور" ۔۔۔ ولسن نے جواب دیا اور اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ ساتھ بیٹھے ہوئے والکر کے چہرے پر البتہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

تقریباً پانچ منٹ تک ڈبے سے کوئی آواز برآمد نہ ہوئی۔ پھر ٹیری کی آواز ابھری۔

"ہیلو ٹیری بول رہا ہوں۔ اوور"

"ٹیری تم اندر سے آ گئے۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ولسن نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ اب میری جگہ ٹسکی نے لے لی ہے ۔۔۔ میں آپ کو رپورٹ

دینے آیا ہوں ــــ نوجوان کا نام صدیقی ہے ــــ اس نے کہیں فون کیا ہے۔ نمبر چیک نہیں کیا جا سکا۔ کیونکہ فون کرتے وقت اس نے جسم کی آڑ میں ٹیلیفون کر لیا تھا۔ اوور" ــــ ٹیری نے کہا۔

"اوہ اچھا! ــ چلو بات چیت دوہراؤ ــ اور سنو! پوری تفصیل سے یہ اہم ہے۔ اوور" ــــ ولسن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر! ــ مجھے چونکہ ٹسکی نے اشارہ کر دیا تھا اس لئے میں نے تھری ایکس ریکارڈر آن کر دیا تھا اس طرح ہر بات اس میں ریکارڈ ہو گئی ہے ــ وہ میں آپ کو سنا دیتا ہوں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ٹیری نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ــ یہ تو تم نے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے۔ گڈ شو ــ سناؤ۔ اوور" ــــ ولسن نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"سنیئے جناب۔ اوور" ــــ ٹیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک آواز ڈبے پر ابھری۔

"صدیقی سپیکنگ سر! ــ نیلے رنگ کی ڈاٹسن ریگن روڈ پر کھڑی ہے۔ اسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے ــــ کوئی چشم دید گواہ موجود نہ ہے۔ البتہ میں نے خود اپنے طور پر انکوائری کی ہے تو قدموں کے نشانات کلیری جنگل کی طرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ــ آگے جا کر ختم ہو گئے ہیں ــــ"

"صدیقی! ــ تم وہیں ٹھہرو ــ میں عمران کو بھیج رہا ہوں۔ وہ خود چیک کر لے گا" ــــ ایک دوسری بھاری کرخت اور سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"بہتر جناب! ــ میں انتظار کر رہا ہوں" ــــ صدیقی کی آواز آئی۔

"تم نے فون کہاں سے کیا ہے" ــــ؟ پوچھا گیا۔

"جنگل سے آگے کیفے رباط ہے۔ وہاں سے جناب فون کر رہا ہوں" ــــ صدیقی کی طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے! ــ تم وہیں کیفے پر ہی رکو ــــ عمران وہیں تم سے ملے گا" ــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہی گفتگو ہوئی ہے جناب! ــ اب وہ صدیقی کیفے میں موجود ہے۔ اوور" ــــ ٹیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ تم دونوں وہیں رکو ــــ جب یہ عمران وہاں پہنچ جائے تو تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے ــــ انتہائی ہوشیاری سے ــــ اگر یہ دونوں یہاں موقع پر آئیں تو تم نے ان کے پیچھے یہاں آنا ہے۔ اس کے بعد باقی منصوبے پر عمل ہو گا ــــ اوور اینڈ آل" ــ ولسن نے جواب دیا اور بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"حیرت ہے باس! ــ آپ کا اندازہ سو فیصد درست رہا" ــ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی والکر نے ولسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نفسیات پر بنائے ہوئے منصوبے کبھی غلط نہیں ہوتے ــ آؤ اب نیچے اتریں ــ اب اصل کام شروع ہونا ہے ان دونوں کے خاتمے کا" ــــ ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے درخت سے نیچے اتر گئے۔

"سڑک کراس کر کے دوسری طرف ہمیں چھپنا ہے ــــ کیونکہ وہ ہمیں ادھر ہی تلاش کریں گے" ــــ ولسن نے کہا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے واپس سڑک پر آئے اور اسے کراس کر کے دوسری طرف کے جنگل میں پہنچ

گیے۔ ولسن نے چھپنے کے لئے باقاعدہ مناسب جگہ کا انتخاب کیا۔

ابھی انہیں اس جگہ پر بیٹھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ والکر کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر میں سے ٹیں ٹیں کی آوازیں بلند ہوئیں اور والکر نے جلدی سے ڈبہ نکال کر ولسن کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ولسن سپیکنگ۔ اوور" ___ ولسن نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"مادام ایشلے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے لیڈی ایشلے کی کرخت آواز سنائی دی۔

"یس میڈم۔ اوور" ___ ولسن کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ___ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"ہمارا منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے میڈم! ___ میں نے، عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑا دیا ہے اور پھر وہ کار یہاں رنگین روڈ پر لا کر تباہ کر دی۔ اور خود چھپ گئے ___ سیکرٹ سروس کا ایک رکن یہاں پہنچا اور اس نے اپنے باس کو فون کر کے اطلاع دی ___ اب عمران چیکنگ کے لئے آ رہا ہے ہم نے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ جیسے ہی یہ دونوں یہاں پہنچیں گے ان پر گولیوں اور بموں کی بارش کر دی جائے گی اور اس کے بعد ان دونوں کی لاشیں آپ کے سامنے پیش کر دی جائیں گی۔ اوور" ___ ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ___ تم نے واقعی ذہانت سے منصوبہ بنایا ہے ___ ہنری نے تمہاری تعریف غلط نہیں کی تھی ___ لیکن میں چاہتی ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں ___ تم انہیں اغوا کر کے نہیں لے آ سکتے۔ اوور" ___ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"میڈم! ___ عمران انتہائی خطرناک شخص ہے ___ ذرا سا موقع ملتے ہی بازی پلٹ دیتا ہے ___ آپ اسے ہلاک ہو لینے دیجئے۔ مرا ہوا آدمی بازی نہیں پلٹ سکتا۔ اوور" ___ ولسن نے کہا۔

"میری توہین کر رہے ہو ___ مجھے ایشلے کہتے ہیں ___ ایک بار تم عمران کو زندہ میرے سامنے لے آؤ۔ پھر دیکھنا کہ میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں۔ تم اسے اغوا کر کے لے آؤ۔ یہ میرا حکم ہے۔ اوور" ___ لیڈی ایشلے نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم! ___ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور" ___ ولسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ بات بادل نخواستہ کہہ رہا ہے۔

"اسے پوائنٹ نمبر دو پر لے آؤ۔ میں وہاں پہنچ رہی ہوں۔ وہ محفوظ جگہ ہے۔ اوور اینڈ آل" ___ لیڈی ایشلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ولسن نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس کے چہرے پر زبردست کھنچاؤ کے تاثرات تھے۔ جیسے اس کا سارا منصوبہ تلپٹ ہو کر رہ گیا ہو۔

"والکر! ___ اب ان دونوں پر گولیاں نہیں برسانی ___ تم ایسا کرو کہ زیرو بم لیکر جاؤ اور کار کے قریب درخت کی اوٹ میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور جیسے ہی یہ دونوں کار کے قریب پہنچیں، زیرو بم فائر کر دینا۔ اس طرح یہ دونوں فوری طور پر مفلوج ہو جائیں گے۔ اس کے بعد انہیں آسانی سے لے جایا جائیگا" ___ ولسن نے والکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ___ والکر نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دوبارہ کار کے قریب سے گزر کر وہ ایک نزدیکی درخت کے موٹے تنے کی اوٹ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ ولسن اسی طرح اپنے مورچے میں چھپا بیٹھا تھا البتہ اس کے چہرے

پر کبیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

ابھی والکر کو گئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہوگی کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر بول اٹھا

"ہیلو۔ ٹسکی کالنگ۔ اوور" ___ ٹسکی کی آواز ابھری۔

"یس ___ ولسن سپیکنگ۔ اوور" ___ ولسن نے بٹن دباتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! ___ صدیقی کے پاس سیلیٹی رنگ کی کار میں ایک احمق سا نوجوان پہنچا ہے۔ وہ ڈیکری اینڈ کی طرف سے آیا ہے اور اب وہ صدیقی کو اسی کار میں لئے سپاٹ کی طرف آ رہے ہیں۔ ہمیں چونکہ پیدل آنا پڑے گا اس لئے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور" ___ ٹسکی نے کہا۔

"اور تو کوئی ان کے پیچھے نہیں ہے۔ اوور" ___ ولسن نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ___ اور کوئی نہیں ہے۔ اوور" ___ ٹسکی نے جواب دیا۔

"اوکے! ___ تم دونوں جلد از جلد پہنچو۔ ہم تیار ہیں ___ اب میڈم کا حکم ہے کہ انہیں اغوا کرنا ہے۔ اوور اینڈ آل" ___ ولسن نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ چوکنا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسے ٹسکی کی کال سے اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ عمران اکیلا ہی آیا ہے۔ اب اسے آسانی سے کور کیا جا سکے گا اور پھر کار بھی استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔ ورنہ انہیں لے جانا مسئلہ بن جاتا۔

اس کی نظریں ڈیکری اینڈ کی طرف جمی ہوئی تھیں اور چند لمحوں بعد ہی سیلیٹی رنگ کی کار ڈیکری اینڈ کی طرف سے آتی دکھائی دی وہ تیز رفتاری سے ادھر ہی آ رہی تھی اور ولسن کے اعصاب تن گئے۔

عمران نے کار رہائشی منزل سے باہر نکالی اور پھر وہ رنگین روڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجرموں نے کار کو تباہ کر دیا ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس کار کے ذریعے ان کی پہچان ہو سکتی ہے ورنہ انہیں کار کو بم سے اڑانے کی کیا ضرورت تھی لیکن ایک ایسی کار جس پر نمبر پلیٹ بھی نہ ہو اور ہو بھی نئے ماڈل کی۔ اس میں ایسی کونسی پہچان ہو سکتی ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ بہرحال اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس بم سے تباہ شدہ کار کو اس زاویے سے بھی ضرور چیک کرے گا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب کیپری روڈ پر پہنچا جہاں سے کچھ آگے بڑھ کر اس نے رنگین روڈ پر مڑنا تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ تو جائے واردات پر پہلے پہنچے گا اور کیپٹن رابطہ تو جنگل گزر کر آئے گا اس لئے کیوں نہ وہ صدیقی کو ٹرانسمیٹر کال پر کارروائی جگہ پر پہنچنے کا حکم دے دے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ بڑھا کر کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا وسیع محیط عمل

کا سوئچ آن کیا اور پھر ناب گھما کر وہ صدیقی کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ کار چلاتے ہوئے چونکہ وہ بغور ٹرانسمیٹر ڈائل کو نہ دیکھ سکتا تھا اس لئے اندازے سے ناب گھما رہا تھا۔ ابھی اس نے ناب کو دو تین چکر ہی دیئے تھے کہ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی ٹوں ٹوں کی آوازوں پر اچانک ایک نسوانی آواز غالب آگئی۔ اور عمران نے چونک کر ہاتھ کھینچ لیا۔ کیونکہ آواز اس کی جانی پہچانی تھی۔ لیکن آواز کے ساتھ ساتھ بولنے والی نے اپنا نام بھی لے دیا تھا اس لئے عمران کا ہاتھ فوراً ہی ہٹ گیا۔

"مادام الشلے۔ اوور" ——— لیڈی الشلے کی آواز مائیک پر ابھری تھی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ تاکہ جھٹکا لگنے سے فریکوئنسی تبدیل نہ ہو جائے۔ یہ فریکوئنسی تو بس اتفاقاً ہی لگ گئی تھی۔ اور اس اتفاق پر وہ دل ہی دل میں حیران بھی تھا کہ بعض اوقات قدرت کس انداز میں مدد کرتی ہے۔

"یس میڈم۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ اجنبی ہی تھا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ——— لیڈی الشلے پوچھ رہی تھی۔

"ہمارا منصوبہ کامیاب ہو رہا ہے میڈم! ——— میں نے عمران کے فلیٹ کو بموں سے اڑا دیا ہے" ——— مردانہ آواز تفصیل بتا رہی تھی اور عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور اطمینان سے بیٹھ کر ساری گفتگو سننے لگا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی

جب بات چیت ختم ہوئی اور اس کے بعد ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ

لیڈی الشلے یہیں تھی ٹرانسمٹ ہو کر پاور لینڈ نہیں گئی تھی۔ یا پھر وہاں سے دوبارہ آگئی تھی۔ بہرحال اب ایک کلیو اس کے سامنے تھا عمران نے جھک کر غور سے فریکوئنسی کو دیکھا اور پھر اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا۔ یہ فریکوئنسی پھر کسی وقت بھی اس کے کام آسکتی تھی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب اس نے اکیلا کارروائی جگہ پر پہنچنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ گو اس کے لئے اسے لمبا چکر کاٹ کر ڈیکری اینڈ کی طرف سے کیفے رباط پہنچنا پڑے گا۔ لیکن اب اسے ایسا ہی کرنا تھا تاکہ مجرم صدیقی کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے کسی مخمصے میں نہ پڑ جائیں۔ اس لئے مجرموں کے ہاتھوں اغوا ہو کر لیڈی الشلے تک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ یہی ایک آسان صورت تھی جس کے ذریعے وہ لیڈی الشلے تک فوراً پہنچ سکتا تھا۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے تیزی سے کار کا رخ موڑا اور پھر ہوا کی رفتار سے کار بھگاتا چلا گیا۔ مختلف سڑکوں اور چوکوں سے گزرنے کے بعد وہ ڈیکری اینڈ چوک پر پہنچا اور وہاں سے کیفے رباط کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیفے رباط کے پاس پہنچ کر اس نے کار روکی تو برآمدے میں کھڑا ہوا صدیقی تیزی سے آگے بڑھا۔ عمران، صدیقی کی موٹر سائیکل دیکھ چکا تھا۔

"میرے ساتھ کار میں آجاؤ اور موٹر سائیکل یہیں چھوڑ دو" ——— عمران نے کہا اور صدیقی سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار آگے بڑھائی۔ اور پھر تھوڑی دور جا کر اس نے کار روک دی۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس کی ناب گھما دی۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک اور بٹن دبایا۔

"عمران سپیکنگ۔ اوور" ——— بٹن دباتے ہی عمران نے کہا۔ چند لمحوں بعد

ہی ٹرانسمیٹر پر ایک اور بلب جل اٹھا۔

"ایکسٹو۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

"سر! ــ مجرم مجھے اور صدیقی کو اغوا کر کے کسی جگہ لے جائیں گے ــــ میں کار کا انفرادی سسٹم آن کر دونگا۔ اس کے ذریعے ہمیں کور کیا جا سکتا ہے ڈی ہتھری کاشن پر ہمیں کور کرنے والے حملہ کر سکتے ہیں۔ اوور" ــــ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــ میں سمجھ گیا۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کام فوری ہونا چاہیئے ــــ دیر نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے اور بغیر کاشن کے مداخلت نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ ضروری ہے۔ اوور" ــــ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہدایات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی کرخت آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا صدیقی کے چہرے پر ایکسٹو کا آخری فقرہ سن کر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی کہ آخر ایکسٹو نے عمران کو جھاڑ پلا ہی دی۔

"بڈھا بڑی جلدی غصے میں آ جاتا ہے" ــــ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بڈھا! ــ آپ کو کیسے معلوم کہ ایکسٹو بڈھا ہے" ــــ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"ارے اس قدر کرخت مزاج آدمی بڈھا ہی ہو سکتا ہے ــــ جوان ہوتا تو اب تک جولیا بیچاری کنواری ہوتی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

ور صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

"پھر بھی آپ کی ہمت ہے عمران صاحب! ــ کہ آپ اس لہجے میں یکسٹو سے بات کر لیتے ہیں ــــ ورنہ ہماری تو جان نکل جاتی ہے اس سے بات کرتے ہوئے" ــــ صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی جان کو گوند لگا کر رکھا کرو ــ بار بار نکل جانے والی اچھی جان نہیں ہوتی ــ اچھا سنو! ــ تمہیں یہ تو معلوم ہو ہی گیا ہو گا کہ مجرم ہمیں اغوا یں گے" ــــ عمران نے کہا۔

"ہاں! ــ لیکن کہاں اور آپ کو کیسے معلوم ہوا" ــــ صدیقی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کہاں کا جواب تو یہ ہے کہ وہیں ہمیں تباہ شدہ کار کے پاس ــــ اور یسے کا جواب یہ ہے کہ میں کسی زمانے میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر لوگوں کی قسمتیں دیکھا تھا ــ بس تب سے چسکہ پڑ گیا ہے علم نجوم کا ــــ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پنے ضرورت سے زیادہ دفاع نہیں کرنا کہیں وہ گھبرا کر گولی ہی نہ مار دیں اور نے آرام سے بھی اغوا نہیں ہونا کہ وہ سمجھیں کہ ڈرامہ کر رہے ہیں" ــــ عمران مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔

کار آہستہ آہستہ کلیری جنگل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر سامنے ل کی ایک سائیڈ میں عمران کو تباہ شدہ کار کھڑی نظر آ گئی۔ عمران نے کار کی ر اور تیز کر لی اور بغور چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔ ادھر ادھر کوئی ظر آ رہا تھا۔ عمران نے کار تباہ شدہ کار کے قریب جا کر کھڑی کی اور اس بعد اس نے انفرادی سسٹم آن کرنے کے لئے ہاتھ سیٹ کے نیچے کو نے لگے ہوئے بٹن کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ سائیں کی آواز سے کوئی چیز سائیڈ

کی کھڑکی سے اندر داخل ہوئی اور ڈیش بورڈ سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ عمران اور صدیقی چونکے ضرور لیکن اس کے بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں سے زندگی آناً فاناً کوچ کر گئی ہو۔ ان کا پورا جسم یکلخت مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

عمران کا ہاتھ ابھی تک بٹن کے قریب جھول رہا تھا۔ اُسے بٹن دبانے کی مہلت نہ ملی تھی۔ وہ اب صرف دیکھ سکتے تھے۔ سُن سکتے تھے۔ سوچ سکتے تھے۔ لیکن حرکت نہ کر سکتے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ انتہائی زود اثر لہروں کے ذریعے انہیں مفلوج کر دیا گیا ہے۔ اس حربے کا تو عمران کو تصور تک نہ تھا۔ وہ تو یہی سمجھتا تھا کہ باقاعدہ حملہ ہوگا۔ مقابلہ ہوگا اور پھر انہیں بیہوش کر کے اغوا کیا جائے گا۔ لیکن مجرموں نے انتہائی شارٹ کٹ استعمال کیا تھا دوسرے لمحے درخت کی اوٹ سے ایک آدمی تیزی سے نکلا اور کار کی طرف لپکا۔ اس نے بڑی پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا تو عمران جس کا کاندھا دروازے سے ٹکا ہوا تھا کسی بوری کی طرح باہر کی طرف گرنے لگا۔ آنے والے نے عمران کو کھینچ کر کاندھے پر ڈالا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر درمیانی جگہ پر ڈال دیا۔ اتنی دیر میں دوسرا آدمی بھی پہنچ گیا۔ اور دوسرے لمحے صدیقی بھی عمران کے اوپر پہنچ گیا۔ اب ڈرائیونگ سیٹ پر بعد میں آنے والا بیٹھ گیا جبکہ ساتھ والی سیٹ پر درخت کی اوٹ سے نکلنے والا بیٹھ گیا۔

"ٹیری اور لُسکی ابھی تک نہیں پہنچے"۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی نے کرخت لہجے میں کہا اور عمران نے آواز پہچان لی کہ یہ وہی شخص جو لیڈی کی لیشلے سے بات کر رہا تھا۔

"وہ آگئے باس"۔۔۔ دوسرے لمحے قریب بیٹھے ہوئے فرد نے کہا۔

چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں تیزی سے قریب آتی چلی گئیں۔

"بیٹھ جاؤ جلدی۔ پچھلی نشست پر"۔۔۔ ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازے کھلے اور پھر دو افراد سیٹ پر اچھل کر بیٹھ گئے۔ ان کے سانس تیز تیز چل رہے تھے۔ جیسے وہ کافی دُور سے دوڑتے ہوئے آئے ہوں۔ ان کے اندر بیٹھتے ہی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی گئی۔

"باس! ۔۔۔ کار راستے میں چند منٹ کے لئے رُکی تھی"۔۔۔ پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا۔

"اوہ کیوں ۔۔۔؟ کیا یہ باہر نکلے تھے"۔۔۔ ڈرائیور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ۔۔۔ اندر ہی بیٹھے رہے تھے"۔۔۔ پہلے نے جواب دیا

"اوہ! ۔۔۔ ضرور کوئی ٹرانسمیٹر کال کا مسئلہ ہوگا"۔۔۔ ڈرائیور نے چونک کر کہا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آواز ابھری۔

"کار میں ٹرانسمیٹر موجود ہے۔۔۔ ہمیں فوراً یہ کار چھوڑنی ہوگی"۔۔۔ باس نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کار کی رفتار آہستہ ہوئی اور پھر رُک گئی۔

"ہم جنگل کے درمیان سے پیدل جائیں گے۔ محفوظ جگہ پہنچ کر ٹیری کسی ٹیکسی کا بندوبست کر کے لے آئیگا"۔۔۔ ڈرائیور نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر عمران اور صدیقی کو کاندھوں پر ڈالا گیا اور وہ چاروں تیزی سے جنگل کے اندر گھستے چلے گئے۔ اور عمران۔ ڈرائیور کی ذہانت پر دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہو گیا۔

بڑے سے کمرے کے فرش پر عمران اور صدیقی مفلوج ہوئے پڑے تھے۔ ان کی گھڑیاں، جوتے اور کپڑے تک اتار لیے گئے تھے۔ اب ان دونوں کے جسموں پر صرف انڈر ویئر موجود تھے۔ کپڑے اتارنے کی کارروائی ولسن کی تھی۔ وہ کسی قسم کے رسک لینے کا قائل نہ تھا۔

کمرے میں ولسن کے ساتھ اس کے تینوں ساتھی ٹیری، لسکی اور والکر موجود تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ اور ولسن نے انہیں باقاعدہ منصوبے کے تحت مختلف جگہوں پر تعینات کیا تھا۔ ولسن کے رویے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے ہر لمحے عمران اور صدیقی سے خطرہ ہو۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ اور ولسن بذات خود اس دروازے کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ بار بار مڑ کر بڑی بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کی آمد کا شدت سے انتظار ہو۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ولسن اور اس کے ساتھی چوکنا ہو گئے۔

لیڈی ایشلے دروازے میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سب مشین گن تھی۔ اور جسم پر انتہائی چست لباس موجود تھا۔ اس کے چہرے پر فتح مندی کے آثار موجود تھے۔ وہ دروازے سے اندر آ کر رک گئی۔ اور اس کی نظریں سامنے فرش پر پڑے ہوئے صدیقی اور عمران پر جم گئیں۔

"ان میں عمران کونسا ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"یہ ہے میڈم" ۔۔۔ ولسن نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور لیڈی ایشلے کی نظریں اب عمران کے جسم کا جائزہ لینے لگیں۔

عمران نے چونکہ صرف انڈر ویئر پہن رکھا تھا اس لئے اس کا پورا جسم عریاں تھا۔ لیڈی ایشلے بڑی گہری نظروں سے عمران کے جسم کا جائزہ لے رہی تھی۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی تندی اور وحشتگی پسندیدگی میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ اس کے چہرے پر موجود کھچاؤ نرمی میں بدلتا چلا گیا۔

"یہ تو بہت خوبصورت نوجوان ہے ۔۔۔ بالکل یونانی مجسموں کی طرح" ۔۔۔ لیڈی ایشلے کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"مادام! ۔۔۔ یہ شخص دنیا کا سب سے خطرناک شخص ہے ۔۔۔ آپ اسے فوراً گولی مار دیجئے۔ کیونکہ زیرو بم کا اثر کسی بھی وقت ختم ہو سکتا ہے اور اس کے بعد اس پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا" ۔۔۔ ولسن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو! ۔۔۔ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم مجھے مشورہ دو۔ میں اسے قتل کرنے کی بجائے اسے پاورلینڈ ٹرانسمٹ کر کے لے جاؤں گی۔ میں پاورلینڈ کے تمام شہریوں کو اس جیسا بنانا چاہتی ہوں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ولسن نے بڑی سختی سے دانت

بھینچ لئے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسی لمحے عمران کے جسم پر گولیوں کی بارش کر دے لیکن وہ جانتا تھا کہ لیڈی ایشلے کی ناراضگی کیا معانی رکھتی ہے اسے دنیا میں کسی جگہ بھی پناہ نہیں ملے گی۔

"تم یہیں ٹھہرو ــــ اور اس کا خیال رکھنا کہ اس کے جسم کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے۔ میں ٹرانسمٹ فیوز لے آؤں" ــــ لیڈی ایشلے نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

لیڈی ایشلے کے باہر جاتے ہی ولسن تیزی سے کمرے کے کونے میں لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر نکال لیا۔ ڈبے پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ ولسن نے ایک بٹن دبایا تو ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں جب تیز ہوئیں تو اس نے دوسرا بٹن دبا دیا۔ اور اب ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے پانی کسی چٹان سے ٹکرا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ڈبے میں سے ایک مردانہ آواز بلند ہوئی۔

"ایمرجنسی ریڈلائن پر ہنری بول رہا ہوں۔ اوور" ــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"میں ولسن ہوں جناب! ــــ عمران اور سیکرٹ سروس کے ایک رکن صدیقی پر ہم نے قابو پا لیا ہے۔ وہ اس وقت ہمارے سامنے مفلوج پڑے ہوئے ہیں ــــ میں چاہتا ہوں کہ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں لیکن مادام ایشلے کو شاید عمران پسند آگیا ہے۔ وہ اسے پاورلینڈ ٹرانسمٹ کرنا چاہتی ہیں ــــ وہ ٹرانسمٹ فیوز لینے اپنی رہائش گاہ گئی ہیں ــــ میں

نے سوچا کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ اوور" ــــ ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیسی اجازت۔ اوور" ــــ ہنری نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"عمران کو گولی مارنے کی ــــ آپ جانتے ہیں کہ عمران کس قدر خطرناک شخص ہے ــــ ایک بار یہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ــــ اوور" ــــ ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں! ــــ مادام ایشلے کی اجازت کے بغیر تم ایسا نہیں کر سکتے ــــ وہ پاورلینڈ کی چیئرمین ہے اور پاورلینڈ کے قانون کے مطابق کوئی بھی ان کی حکم عدولی نہیں کر سکتا ــــ البتہ تم اتنا کرو کہ جب مادام واپس آئیں تو اسی ایمرجنسی ریڈلائن پر میری ان سے بات کراؤ۔ اوور" ــــ ہنری نے جواب دیا اور ولسن کا منہ اس بار بری طرح لٹک گیا۔

"بہتر سر۔ اوور" ــــ ولسن نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ البتہ ڈبہ اس نے ہاتھ میں سنبھالا ہوا تھا۔ وہ اب بھی فرش پر مفلوج پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس کی نظروں میں بندھے ہوئے چیتے جیسے تاثرات تھے۔ وہ بار بار دانت بھینچتا اور اس کا چہرہ بگڑ جاتا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور لیڈی ایشلے ایک چھوٹا سا بیگ اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک نظر ماحول کو دیکھا اور پھر اطمینان کی سانس لی۔ اسے شاید خطرہ تھا کہ ولسن کہیں اس کی عدم موجودگی میں عمران کو گولی نہ مار دے۔

"عمران کے بازو میں فیوز لگا دو ولسن" ــــ لیڈی ایشلے نے بیگ ولسن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ــــ لیکن ایمرجنسی ریڈلائن پر سر ہنری آپ سے بات کرنا چاہتے

ہیں" ــــــ ولسن نے لیڈی ایشلے کے ہاتھ سے بیگ لے کر ڈبہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـ تو یہ تم ساتھ لے آئے ہو ــ اور شاید تم نے ہنری سے بات بھی کی ہو ــ بہرحال دکھاؤ مجھے" ــــ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈبہ ولسن کے ہاتھ سے جھپٹ لیا اور تیزی سے اس کا بٹن دبا دیا۔ ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں جب تیز ہوئیں تو اس نے دوسرا بٹن دبا دیا اور اب ڈبے میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے پانی کسی چٹان سے ٹکرا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ہی ڈبے میں سے ہنری کی آواز دوبارہ برآمد ہوئی۔

"ایمرجنسی ریڈ لائن پر ہنری بول رہا ہوں۔ اوور" ــــ ہنری کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"لیڈی ایشلے سپیکنگ فرام دس اینڈ۔ اوور" ــــ لیڈی ایشلے نے قدرے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! ــ ابھی ابھی ولسن نے مجھے بتایا ہے کہ آپ عمران کو قتل کرنے کی بجائے پاورلینڈ ٹرانسمٹ کرنا چاہتی ہیں ــ کیا یہ بات درست ہے۔ اوور؟" ہنری نے پوچھا۔

"بالکل درست ہے۔ اوور" ــــ لیڈی ایشلے نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! ـ یہ انتہائی خطرناک ہوگا ــ آپ اس ارادے کو چھوڑ دیں میں نے مسٹر ترمذی سے بات کر لی ہے۔ وہ بھی آپ کے اس فیصلے کے مخالف ہیں ــ آپ اسے فوری گولی مار دیں۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ اوور" ہنری کا لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے ہنری کہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتی ہوں تو پھر اسے ہر قیمت پر پورا کرتی ہوں ــ اور یہ میرا فیصلہ ہے۔ اوور" ــــ لیڈی ایشلے کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ سخت غصے کے عالم میں بول رہی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر غصے کے قطعاً آثار موجود نہ تھے۔

"آپ کا فیصلہ بجا ہے ــــ لیکن پاورلینڈ کا قانون ہے کہ دو ڈائریکٹرز اگر ایک فیصلے پر متفق ہو جائیں تو تیسرا فریق اپنا فیصلہ نہیں منوا سکتا۔ اس لئے اب آپ کو قانون کے مطابق اپنے فیصلے پر نظرثانی کرنی ہوگی۔ اوور" ــــ ہنری کا لہجہ بھی کرخت ہو گیا تھا۔

"لیکن میں کیسے یقین کروں کہ ترمذی تمہارے ساتھ متفق ہے۔ اوور؟" لیڈی ایشلے نے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔ اس بار اس کے لہجے سے الجھن نمایاں تھی۔

"میں اس کی آپ سے بات کرا دیتا ہوں ــ چند لمحے انتظار کیجئے۔ اوور" ــــ ہنری نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں کے بعد ایک دوسری آواز ڈبے سے ابھری۔

"ترمذی سپیکنگ ڈیئر ایشلے۔ اوور" ــــ بولنے والے کا لہجہ قدرے عاجزانہ تھا۔

"ترمذی! ــ تم بھی ہنری کے ساتھ مل گئے اور میرے خلاف ووٹ دیا ہے۔ اوور ــــ؟" لیڈی ایشلے نے روٹھ جانے والے لہجے میں کہا۔

"یہ ضروری تھا ڈیئر! ــ ہم عمران جیسے خطرناک آدمی کو پاورلینڈ میں ٹرانسمٹ کرنے کا رسک نہیں لے سکتے ــ ہم نے بڑی محنت سے یہ پاورلینڈ قائم کیا ہے اور ہم نے ابھی مشن پورا کرنا ہے ــ پوری دنیا پر

حکومت کرنے کا مشن ـــــ اس لئے ویری سوری ڈیئر! ـــ میں کوئی رسک نہیں لے سکتا ـــ تم اپنے ہاتھوں سے عمران کو گولی مارنے گئی تھی۔ بس گولی مارو اور واپس آجاؤ ـــ یہی تمہارے ہمارے اور پاور لینڈ کے لئے بہتر ہے۔ اوور" ـــــ ترمذی نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے اب پہلے جیسی عاجزی ختم ہو گئی تھی۔

اوہ واقعی ڈیئر! ـــ تم لوگ ٹھیک کہہ رہے ہو ـــ میں ہی خوامخواہ جذبات میں آگئی تھی۔ او کے! ـــ میں اسے گولی مار دیتی ہوں۔ اوور" ـــــ لیڈی ایشلے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو ڈیئر ـ اوور اینڈ آل" ـــــ ترمذی نے جواب دیا اور لیڈی ایشلے نے طویل سانس لیتے ہوئے ڈبے کے بٹن بند کر دیئے۔ اور ڈبہ ولسن کی طرف بڑھا دیا۔ جس کے چہرے پر اب فتحمندی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے

"تھینک یو ولسن! ـــ واقعی ہمیں یہ رسک نہیں لینا چاہیے" ـــ لیڈی ایشلے نے کاندھے سے لٹکی ہوئی سب مشین گن بڑے اطمینان سے اتاری اور پھر وہ قدم بڑھاتی ہوئی فرش پر مفلوج پڑے ہوئے عمران کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"کیا یہ بول نہیں سکتا" ـــــ؟ لیڈی ایشلے نے دو قدم دور رکتے ہوئے مڑ کر ولسن سے پوچھا۔

"بول تو سکتا ہے مادام! ـــ لیکن اس کے لئے اسے انجکشن لگانا پڑے گا ـــ بہتر تو یہی ہے کہ آپ اسے گولی مار کر جھنجھٹ ختم کریں" ـــ ولسن نے بے چین لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ میں ایک مفلوج اور بے بس آدمی پر گولی چلانا نہیں چاہتی

کم از کم اسے آخری خواہش بتانے کا تو حق ہے ـــ تم اسے انجکشن لگا دو" ـــ لیڈی ایشلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مگر مادام! ـــ انجکشن لگنے کے بعد صرف تین منٹ تک یہ مفلوج رہے گا۔ اس کے بعد درست ہو جائے گا" ـــــ ولسن نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـ تین منٹ بہت ہوتے ہیں۔ اس دوران یہ اپنی آخری خواہش بتا سکتا ہے" ـــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور ولسن چند لمحے تذبذب کے عالم میں کھڑے رہنے کے بعد کندھے اچکاتا ہوا دوبارہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر والا ڈبہ اور لیڈی ایشلے کا لایا ہوا بیگ الماری کے اندر رکھا اور پھر اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ باہر نکالا۔ اس ڈبے کو کھول کر اس میں سے اس نے ایک سرنج نکالی اور ڈبے کے اندر ہی موجود نیلے رنگ کے محلول پر مشتمل شیشی میں سے اس نے محلول سرنج میں بھرا اور ڈبہ واپس الماری میں رکھ کر وہ مڑ کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس نے فرش پر پڑے ہوئے عمران کا بازو پکڑ کر سرنج کی سوئی اس کے بازو میں اتارنی چاہی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا لیڈی ایشلے سے یوں ٹکرایا جیسے توپ میں سے گولا نکلتا ہے اور لیڈی ایشلے چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر گری اور اس کے ہاتھ میں موجود سب مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلی ہی تھی کہ دوسرے لمحے عمران بھوکے چیتے کی طرح فرش سے اچھلا اور اس نے نہ صرف فضا میں ہی سب مشین گن سنبھال لی، بلکہ قلابازی کھا کر وہ سیدھا ہوا اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ سے کمرہ گونج اٹھا۔ سامنے والے کونے میں کھڑا ولسن کا ایک ساتھی چیختا ہوا الٹ کر فرش پر گرا۔ ولسن کے باقی ساتھی ایک لمحے کے لئے تو حیرت سے بت بنے رہے

مگر اپنے ساتھی کے مرتے ہی ان کی انگلیاں اضطراری طور پر ٹریگروں پر حرکت میں آگئیں لیکن اس سے پہلے کہ عمران ان میں سے کسی کی طرف مڑتا، یا وہ فائر کر کے عمران یا فرش پر مفلوج پڑے ہوئے صدیقی پر فائر کھول لیتے ، کمرے میں دھماکے ہوئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے ۔ گولیاں اوپر روشندان سے چلائی گئی تھیں ۔

اسی لمحے ولسن نے اچھل کر عمران کے اس ہاتھ پر لات ماری جس میں اس نے سب مشین گن پکڑ رکھی تھی اور سب مشین گن عمران کے ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی ۔

لیڈی ایشلے نے اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی ، مگر اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے لیڈی ایشلے اس کے ہاتھوں پر اٹھتی ہوئی پوری قوت سے کمرے کی دیوار سے جا ٹکرائی ۔ اس کا سر اتنی قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا کہ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ فرش پر بے حس و حرکت پڑی رہ گئی ۔

ولسن نے اس دوران بھاگ کر سب مشین گن اٹھانے کی کوشش کی لیکن عمران چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا ، اور اس نے ولسن کو راستے میں ہی جھپٹ لیا

" تم سے تو میں نے خاصا لمبا حساب کتاب چکانا ہے ولسن " ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ولسن کو سر سے اوپر اٹھا لیا ۔ مگر ولسن نے انتہائی پھرتی سے اس کی گردن کے گرد اپنی دونوں ٹانگوں کی مدد سے قینچی سی ڈالی اور پھر عمران سمیت وہ فرش پر جا گرا ۔ عمران کی گردن اس کی ٹانگوں میں بری طرح پھنسی ہوئی تھی اور ولسن نے فرش پر گرتے ہی تیزی سے مخصوص انداز میں قلابازیاں کھانی شروع کر دیں تاکہ وہ عمران کی گردن توڑ سکے ۔ مگر ایک دو قلابازیوں کے بعد ہی

عمران کا ہاتھ فضا میں بلند ہوا اور پھر اس کی ہتھیلی پوری قوت سے ولسن کی پنڈلی پر پڑی اور کڑک کی آواز کے ساتھ ہی ولسن کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی ۔ اس کی ٹانگ کی ہڈی ایک ہی وار میں ٹوٹ چکی تھی اور اسی لمحے عمران کی گردن اس خوفناک شکنجے سے باہر آ گئی ۔ دوسرے عمران اچھل کر ولسن پر جا گرا ۔ اس کے بعد اس کی کھڑی ہتھیلی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور کمرہ ولسن کی خوفناک چیخوں اور اس کے جسم کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی بھیانک آوازوں سے گونج اٹھا ۔ عمران نے بازو ۔ ٹانگیں ۔ پسلیاں ، ناک غرضیکہ جسم کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہنے دی ۔ اور ولسن کی حالت اس قدر عبرتناک ہو گئی کہ اس کی طرف دیکھا بھی نہ جا سکتا تھا ۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ولسن نے آخری ہچکی لی اور اس کی گردن ٹیڑھی ہوتی چلی گئی ۔ وہ اپنے عبرتناک انجام تک پہنچ چکا تھا ۔

ولسن کے مرتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور پھر وہ دیوار کے ساتھ بیہوش پڑی ہوئی لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا ۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں لیڈی ایشلے پہلے کی طرح دوبارہ اپنے آپ کو ٹرانسمٹ نہ کر لے ۔

دروازے میں صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کھڑے ہوئے تھے وہ شاید اوپر سے اتر کر نیچے پہنچ چکے تھے ۔ لیکن عمران نے ان کی طرف توجہ نہ دی ۔ اور وہ لیڈی ایشلے کو پلٹنے لگا ۔ اس نے جیسے ہی لیڈی ایشلے کو پلٹا لیڈی ایشلے کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں ۔

چند لمحوں تک بے شعوری کی کیفیت میں رہنے کے بعد لیڈی ایشلے اچھل کر کھڑی ہو گئی اور پھر کمرے کی حالت اور فرش پر پڑی ہوئی ولسن کی عبرت انگیز لاش کو دیکھتے ہی اس نے خوف سے جھرجھری لی اور اس کی آنکھیں

حیرت اور خوف سے پھٹتی چلی گئیں

"یہ سب کچھ تم نے کیسے کیا" ۔۔۔۔۔ ؟ لیڈی ایشلے نے اٹکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو لیڈی ایشلے! ۔۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتی ہو تو ہمارے ملک کے سائنسدان واپس کر دو ۔۔۔۔ ورنہ تمہارا انجام ولسن سے بھی زیادہ عبرت ناک ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔ مگر وہ تو پاور لینڈ کے شہری بن چکے ہیں ۔۔ اب وہ واپس کیسے آسکتے ہیں" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔ اس بار اس کے لہجے میں قدرے اطمینان کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"تو پھر سمجھ لو کہ میں تمہارے پاور لینڈ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یوں تیزی سے لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا جیسے اس پر حملہ کرنا چاہتا ہو۔

لیڈی ایشلے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی اور پھر وہ رکی نہیں بلکہ تیزی سے کمرے کے دوسرے کونے کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ عمران خاموشی سے کھڑا رہا۔ اس کی نظریں لیڈی ایشلے پر جمی ہوئی تھیں۔

لیڈی ایشلے نے دوسرے کونے میں پہنچتے ہی تیزی سے اپنی بائیں ٹانگ سے اسکرٹ اونچا کیا اور پھر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اس نے ٹانگ پر ایک جگہ رکھ کر زور سے دبا دیئے۔

"میں جا رہی ہوں عمران! ۔۔ کاش! میں تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیتی" لیڈی ایشلے نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم دھوئیں میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دھواں فضا میں

تحلیل ہو گیا۔ لیڈی ایشلے ٹرانسمٹ ہو چکی تھی۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے دانستہ لیڈی ایشلے کو ٹرانسمٹ ہونے کا موقع دیا تاکہ وہ اس کا آپریٹنگ پروسیس دیکھ سکے۔

"یہ کیا ہوا عمران صاحب" ۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

"وہ چلی گئی ۔۔۔ آپ لوگوں نے خوامخواہ رنگ میں بھنگ بلکہ ہیروئن ڈال دی" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے الماری کی طرف بڑھا اس نے سب سے پہلے وہاں سے اپنے کپڑے نکال کر پہنے اور پھر اس نے فرش پر پڑی ہوئی وہی سرنج اٹھائی جو ولسن نے اسے لگانا تھی۔ اس نے سرنج کی سوئی ولسن کی لاش کے بازو میں گھونپ دی اور پھر ہلکا سا سرنج کے لیور کو دبایا، دوسرے لمحے ولسن کی لاش کے اندر ایک دھماکہ سا ہوا جیسے اس کے جسم کے اندر بم پھٹ پڑا ہو اور ولسن کی لاش کا گوشت پانی بن کر بہنے لگا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ! ۔۔ تو یہ آپ کو ٹھیک کرنے والی سرنج نہ تھی" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ۔۔ اسے دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ ولسن دراصل مجھے فوری طور پر ہلاک کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ چنانچہ میں حرکت میں آگیا۔ ورنہ اس زہر کا ایک قطرہ بھی میرے جسم میں داخل ہو جاتا تو میرا بھی یہی حشر ہوتا جو اس وقت ولسن کی اپنی لاش کا ہوا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سرنج ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے صدیقی کی طرف بڑھا۔ صدیقی بدستور مفلوج حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اسے منہ کے بل پلٹا اور پھر اس کے دونوں انگوٹھے صدیقی کے سر کی پشت سے نیچے تک ریڑھ کی ہڈی کے گرد بڑے

مخصوص انداز میں چلنے لگے۔

دو تین بار یہ عمل دوہرانے کے بعد عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس کے اس عمل کا نتیجہ سامنے آگیا۔ جب صدیقی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کمال ہے عمران صاحب۔۔ آپ تو خود صحیح ہو گئے جب کہ صدیقی کے لئے یہ عمل کرنا پڑا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے اپنے اعصابی نظام کو مشقیں کر کے اس طرح ڈھال لیا ہے کہ میں جب چاہوں، اس میں مخصوص حرکت پیدا کر سکتا ہوں۔ اس لئے مفلوج کر دینے والی گیس زیادہ دیر تک مجھ پر اثر نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔۔۔؟ کار کا انفرادی سسٹم تو آن نہ ہو سکا تھا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے ایک ٹرانسمیٹر کال چیک کر لی تھی اور اس کے ذریعے یہاں تک پہنچ گئے۔۔۔ کسی ہنری سے بات ہو رہی تھی۔ ہم اس وقت پہنچے تھے جب آپ کو انجکشن لگائے جانے کی تیاری کی جا رہی تھی"۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا اب تم اس عمارت کی مکمل تلاشی لو اور صدیقی کو کپڑے پہننے میں مدد دو"۔۔۔ عمران نے دوبارہ الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر الماری کھول کر اس نے وہ بیگ اٹھا لیا جس میں ٹرانسمٹ فیوز موجود تھا۔ عمران اس فیوز کے حصول کے لئے تو کتنی دیر سے خاموش پڑا رہا تھا۔ بیگ کو اٹھا کر وہ کمرے سے نکل گیا۔ اب وہ جلد از جلد دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا تاکہ اس ٹرانسمٹ فیوز پر پوری طرح ریسرچ کر سکے۔ اب وہ مطمئن تھا کہ اُسے

پاور لینڈ میں داخلے کا راستہ میسر آگیا تھا۔

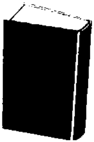

ایک چھوٹے سے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی ین نصب تھی جس میں چار چھوٹی چھوٹی سکرینیں نصب تھیں اور پینل پر ے شمار بلب اور مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ مشین کے سامنے ایک اسٹول ا ہوا تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا اور کمرہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔

اچانک کمرے کے عین درمیان میں دھواں سا نمودار ہوا اور چند لمحوں میں را مواد دھواں متشکل ہونا شروع ہو گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دھواں ایک بصورت عورت کا جسم اختیار کر گیا۔

یہ لیڈی الشلے تھی جو پوائنٹ نمبر دو سے ٹرانسمٹ ہو کر یہاں اپنے س ہیڈکوارٹر میں پہنچ گئی تھی۔ ولسن اور اس کے ساتھیوں کو لیکر لیڈی الشلے ب پاکیشیا آئی تھی تو یہ مشین بھی اپنے ہمراہ لے کر آئی تھی اور اس نے یہاں نچ کر ایک علیحدہ کوٹھی کرایہ پر لے کر اس کے ایک خاص کمرے میں یہ مشین ب کر لی تھی۔ ولسن اور اس کے ساتھی براہ راست دوسری عمارت میں ٹھہرے ے۔ ولسن والی عمارت کو پوائنٹ نمبر دو کا نام دیا گیا تھا جبکہ لیڈی الشلے والی عمارت

پوائنٹ نمبر ایک تھی۔

لیڈی ایشلے نے دانستہ ولسن کو عمران اور اس کے ساتھی صدیقی کو پوائنٹ نمبر ایک پر لے جانے کے لئے کہا تھا۔ کیونکہ اس نے سوچا تھا کہ اگر کوئی گڑبڑ ہو بھی گئی تو وہ آسانی سے ٹرانسمٹ ہو کر واپس یہاں پہنچ جائے گی اور پھر اس مشین کے ذریعے وہ محفوظ ہو کر اپنا انتقام پورا کرے گی۔ ٹرانسمٹ فیوز بھی وہ اسی عمارت میں آ کر اپنے ساتھ پوائنٹ نمبر دو پر لے گئی تھی۔

مجسم ہوتے ہی لیڈی ایشلے تیزی سے مشین کی طرف بڑھی اور اس نے بڑی پھرتی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بٹنوں کے دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر سوئیاں حرکت کرنے لگیں۔ درمیان والی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر آڑھی ترچھی سی لکیریں دوڑنے لگیں۔ لیڈی ایشلے نے بڑی پھرتی سے ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بٹن دبایا تو سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور دوسرے لمحے اس پر اسی کمرے کا منظر ابھر آیا جس سے ٹرانسمٹ ہو کر لیڈی ایشلے فرار ہوئی تھی۔ عمران کپڑے پہن چکا تھا اور اب الماری سے ٹرانسمٹ فیوز والا بیگ نکال رہا تھا۔ اس بیگ کو دیکھتے ہی لیڈی ایشلے بری طرح چونک پڑی۔ اس کا تو اُسے اب تک خیال ہی نہ آیا تھا۔ اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور ان بٹنوں کے دبتے ہی باقی سکرینیں بھی روشن ہو گئیں لیڈی ایشلے نے سامنے لگا ہوا ایک چکر آہستہ سے گھمانا شروع کر دیا۔ ابھی اس نے اُسے ذرا سی حرکت دی تھی کہ اچانک ایک خیال کے تحت وہ رُک گئی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ عمران اس بیگ کو لے کر ضرور کسی اہم جگہ جائے گا اور وہاں عمران کو ختم کرنے سے وہ اہم جگہ بھی تباہ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ روک لیا اور دیا

اور بٹن دبا دیا۔

اب تمام سکرینوں پر صرف عمران ہی نظر آ رہا تھا۔ وہ پوائنٹ نمبر دو سے نکل رہا تھا۔ چونکہ اس کے ہاتھ میں ٹرانسمٹ فیوز بیگ تھا اس لئے مشین اُسے آسانی سے کور کر رہی تھی۔ اس فیوز کا تعلق براہ راست اس مشین سے تھا۔ اسی لئے لیڈی ایشلے مطمئن تھی کہ وہ جب چاہے گی عمران کے جسم کو ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر دے گی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور وہ بار بار اپنے دانت بھینچ رہی تھی۔

"میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں عمران! ـــــ تم واقعی انتہائی خطرناک شخص ہو۔ لیکن میرا نام بھی ایشلے ہے ایشلے" ـــــ لیڈی ایشلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا البتہ اس کی نظریں سکرین پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ آنکھوں میں شعلے لہرا رہے تھے۔ اور چہرہ کسی زخمی بلی کی طرح بھیانک ہو رہا تھا۔

عمران اب ایک ٹیکسی میں بیٹھ چکا تھا اور ٹیکسی تیزی سے مختلف سڑکوں پر سے گزرتی چلی جا رہی تھی۔ مشین پر لگی ہوئی چاروں سکرینوں میں وہ ٹیکسی نظر آ رہی تھی البتہ ہر سکرین پر اس کا اینگل مختلف تھا۔ اس طرح لیڈی ایشلے ٹیکسی کو چاروں طرف سے دیکھ رہی تھی۔ ٹیکسی جیسے ہی کسی سڑک پر مڑتی۔ سکرین پر ایک جھماکا سا ہوتا اور ٹیکسی ایک لمحے کے لئے نظروں سے اوجھل ہو کر دوبارہ سکرین پر نمودار ہو جاتی۔ سکرین کے ایریل سے نشر ہونے والی ریڈار لہریں بڑی باقاعدگی سے ٹیکسی کا تعاقب کر رہی تھیں۔

مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک چوک پر جا کر رُک گئی اور عمران ہاتھ میں بیگ پکڑے ٹیکسی سے اتر آیا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینکا اور پھر بے نیازی سے آگے بڑھتا

چلا گیا۔ وہ بڑے اطمینان سے چل رہا تھا جیسے وہ بازار سے شاپنگ کر کے واپس آ رہا ہو۔

"تم مجھ سے بچ نہیں سکتے عمران!۔۔۔ میں جب چاہوں تمہیں ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل کر سکتی ہوں"۔۔۔ لیڈی ایشلے نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کا ہاتھ ایک سرخ رنگ کے بٹن کی طرف بے اختیار بڑھا۔ لیکن پھر اس نے ہاتھ روک لیا۔ اس کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔

عمران چلتے چلتے ایک قلعہ نما عمارت کے بڑے پھاٹک کے سامنے رک گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی خود بخود کھل گئی اور عمران جھک کر اندر داخل ہو گیا۔ اب عمارت سکرین پر نظر آ رہی تھی اور عمارت بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر برآمدے میں داخل ہو کر وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر کمرے کا اندرونی منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ کمرے کے اندر ایک لمبا تڑنگا نوجوان ایک بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

عمران نے جیسے ہی بیگ میز پر رکھا وہ نوجوان چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں دیوار پر جمی ہوئی تھیں جہاں ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ پھر عمران نے بھی چونک کر اس بلب کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے۔

لیڈی ایشلے ان دونوں کی حالت دیکھ کر خود بھی چونک پڑی۔ وہ تیزی سے اٹھی اور اس نے مشین کے ساتھ دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور

اس میں سے ایک چھوٹا سا مائیک نکال کر اس کی تار کے سرے پر لگا ہوا پلگ مشین کے ایک خانے میں نصب کیا اور پھر ساتھ لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مائیک میں سے عمران اور اس کے ساتھی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو!۔۔۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

"بالکل عمران صاحب!۔۔۔ کوئی خفیہ نگاہ ہمارا جائزہ لے رہی ہے"۔ دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔۔ شاید گڑبڑ اسی بیگ میں ہے۔۔۔ میں اسے چیک کر لیتا ہوں۔۔۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے کونے میں بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ دوسرا آدمی جسے بلیک زیرو کہا گیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے لپکا۔ دروازے سے گزر کر وہ دونوں کئی سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے ہال کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں ہر طرف عجیب و غریب قسم کی جدید ترین مشینیں نصب تھیں۔

"اوہ!۔۔۔ شاید اب یہ ٹرانسمٹ فیوز کو ناکارہ کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ لیڈی ایشلے نے سوچا اور پھر اس نے تیزی سے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو دبایا اور سامنے لگے ہوئے چکر کو گھمانا شروع کر دیا۔ چکر کے گھومتے ہی بڑے سے ڈائل پر موجود سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت میں آ گئی اور پھر جب وہ آٹھ سو کے ہندسے پر پہنچی تو لیڈی ایشلے نے چکر گھمانا شروع کر دیا۔ اب عمران بیگ کو ایک میز پر رکھ کر کھولنے میں مصروف تھا۔ بیگ کا تالا خصوصی ساخت کا تھا اس لئے وہ آسانی سے کھلنے والا نہ تھا۔

"اب تمہاری موت یقینی ہوگئی ہے عمران" ــــ لیڈی ایشلے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران اور بلیک زیرو، دونوں بری طرح اچھل پڑے۔ یوں لگتا تھا جیسے انہوں نے لیڈی ایشلے کی بڑبڑاہٹ سن لی ہو۔

"لیڈی ایشلے ــــ یہ لیڈی ایشلے کی آواز ہے" ــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک مشین کی طرف بڑھا۔

"ہاں! ــــ یہ میری آواز ہے عمران! ــــ اور سنو! اب تم اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پاور لینڈ سے ٹکرانے کے بعد کوئی شخص دوسرا سانس نہیں لے سکتا" ــــ لیڈی ایشلے نے اس بار چیختے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ کسی میکنزم کی وجہ سے اس کی آواز بھی عمران اور بلیک زیرو تک پہنچ رہی ہے۔

"ارے تم پاور لینڈ ہو ــــ واہ! میں تو تمہیں پاور ہاؤس ہی سمجھتا رہا لیڈی ایشلے!" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب مشین کی طرف بڑھنے کی بجائے وہیں رک گیا تھا جبکہ اس کا ساتھی بدستور میز کے قریب کھڑا ہوا تھا۔

"تو پھر مر جاؤ ــــ اب مر بھی جاؤ" ــــ لیڈی ایشلے نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دانت بھینچ کر سرخ رنگ کے بڑے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین سے ایک زوردار گونج پیدا ہوئی اور سکرینوں پر تیزی سے جھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ اور پھر سکرینوں پر گرد و غبار چھا گیا اور چند لمحوں بعد سکرینیں سپاٹ ہو گئیں۔ اب صرف ان پر آڑھی ترچھی لہریں نظر آنے لگی تھیں اور مشین میں پیدا ہونے والی گونج بھی ختم ہو گئی۔

"مر گئے ــ ہا ــ ہا ــــ عمران ختم ہو گیا ــــ آخر میں نے عمران کو مار ڈالا۔ اب میں ہنری کو بتاؤں گی کہ لیڈی ایشلے کسے کہتے ہیں ــــ ہونہہ! وہ خوامخواہ مجھے اس احمق سے ڈراتا رہتا تھا ــــ خوامخواہ اسے مافوق الفطرت بنا رکھا تھا" ــــ لیڈی ایشلے نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے سینکڑوں میل پیدل چلنے کے بعد وہ آخرکار اپنی منزل پر پہنچ ہی گئی ہو۔ کامیابی کی سرخی سے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ اور کیوں نہ جگمگاتا، اس نے دنیا کے ناقابل شکست انسان کو آخرکار شکست دے ہی ڈالی تھی۔ اس نے ناقابل تسخیر انسان کو نہ صرف تسخیر کر لیا تھا۔ بلکہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اپنے ساتھی سمیت اس عمارت کے ملبے میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو چکا ہے۔

مشین سے نکلنے والی ہائیڈروجن بموں سے بھی زیادہ تباہ کن ریز نے عمران اور اس کے ساتھی کے ساتھ ساتھ پوری عمارت کے پرخچے اڑا دیئے ہوں گے۔ اور پھر وہ مسلسل قہقہے لگاتی چلی گئی۔

پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر میں اس وقت خاصی گہما گہمی نظر آرہی تھی ہیڈ کوارٹر کے وسیع ہال میں پچیس کے قریب سُرخ رنگ کی کرسیوں پر پچیس مختلف اقوام اور نسلوں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان سب نے گہرے سُرخ رنگ کے چُست لباس پہن رکھے تھے ۔ ہال کی دیواروں کا رنگ بھی گہرا سرخ تھا ۔ البتہ ہال کی چھت سفید تھی ۔ ان سب افراد کے سینوں پر پاور لینڈ کا مخصوص مونوگرام کے سٹکرز چسپاں تھے جن میں سنہرے رنگ کی زمین پر سُرخ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا نیچے شعبوں کے مخصوص نمبر موجود تھے ۔

آج پاور لینڈ کی سالانہ اہم میٹنگ تھی جس میں مستقبل کے لئے پلاننگ کی جانی تھی ۔ ان کرسیوں کے سامنے کافی فاصلے پر ایک سٹیج بنا ہوا تھا جس پر تین اونچی نشست والی کرسیاں موجود تھیں یہ تینوں کرسیاں پاور لینڈ کے ڈائریکٹران کے لئے مخصوص تھیں ۔ ہال میں بیٹھے ہوئے پچیس افراد اپنے اپنے شعبوں کے سربراہ تھے ۔ ان میں سے صرف پانچ ہیڈ کوارٹر میں رہتے تھے

جب کہ باقی بیس دنیا کے مختلف ممالک میں پاور لینڈ کے لئے کام کرتے رہتے تھے اور خصوصی طور پر سالانہ میٹنگ کے لئے انہیں بلایا گیا تھا ۔

پچیس افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے ۔ ان سب کی نظریں سٹیج پر جمی ہوئی تھیں ۔ چند لمحوں بعد سٹیج کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور پھر سب سے پہلے ترمذی اندر داخل ہوا ۔ اس کے بعد ہنری اور آخر میں لیڈی ایشلے سٹیج پر نمودار ہوئی ۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں موجود پچیس افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ترمذی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر سٹیج پر موجود درمیانی کرسی پر لیڈی ایشلے اور اس کے دائیں ہاتھ پر ترمذی اور بائیں ہاتھ پر ہنری بیٹھ گیا ۔

" کارروائی کا آغاز کیا جائے " ـــــ لیڈی ایشلے نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی ہال میں موجود ہر فرد باری باری اٹھ کر اپنے اپنے شعبے کی مختصر لفظوں میں رپورٹ دینے لگا ۔ ان رپورٹوں کے لحاظ سے پاور لینڈ کے مفادات ہر بڑے ملک میں محفوظ تھے ۔ اور ہر بڑے ملک میں مستقبل کے لئے حکومت کرنے کے لئے مخصوص ماہرین کا گروپ تیار کر لیا گیا تھا ۔ ان سب کی وفاداریوں کو اچھی طرح چیک کر لیا گیا تھا اور اب وہ صرف ہیڈ کوارٹر سے آخری ایکشن کا حکم ملنے کے منتظر تھے ۔

" آپ سب کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ پاور لینڈ کی لیبارٹریوں نے جدید ترین اور خوفناک اسلحے کے ڈھیر پیدا کر لئے ہیں ـــــ یہ اسلحہ پوری دنیا کو ایک لمحے میں پھونک سکتا ہے ـــــ اور ذہنوں کو کنٹرول کرنے والا ای بم بھی تیاری کے آخری مراحل میں ہے ۔ اس کی تیاری میں مزید ایک ماہ کا عرصہ درکار ہے ۔ ایک ماہ بعد ہم اس قابل ہوں گے کہ صرف ای بم استعمال کر کے

پوری دنیا کو کنٹرول کر لیں ـــــ اس لئے آپ لوگ اپنے آپ کو ہر وقت حکومتیں سنبھالنے کے لئے تیار رکھیں" ـــــ ہنری نے کھڑے ہو کر کہا اور ہال میں موجود شخص کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ ظاہر ہے دنیا پر حکومت کرنے کا خواب ہر شخص کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہو سکتی ہے۔

"جناب عالی! ـــ کیا میں کوئی سوال کر سکتا ہوں" ـــــ ؟ اچانک پچھلی صف میں بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر شخص نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ ضرور پوچھو" ـــــ ہنری نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پاور لینڈ کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ کسی نے یوں اٹھ کر ڈائریکٹران سے سوال کیا ہو۔ ورنہ انہیں تو صرف احکام کی تعمیل کی ہی تربیت دی گئی تھی۔ اس شخص کے اس طرح سوال پوچھنے پر ہال میں موجود باقی افراد کے ساتھ ساتھ ترمذی اور لیڈی ایشلے بھی چونک اٹھے تھے۔

"جناب عالی! ـــ کچھ روز پہلے میری ٹیم نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ایشیا کے ایک پسماندہ ملک پاکیشیا میں چیئرمین پاور لینڈ مادام ایشلے اور ڈائریکٹر مسٹر ترمذی کسی مشن کے سلسلے میں پہنچے تھے ـــ کیا میں اس مشن کی تفصیلات معلوم کر سکتا ہوں ـــ مزید براں جب کہ ایسے مشنز کا انچارج میں ہوں تو مجھے حکم کیوں نہ دیا گیا" ـــــ ؟ اس ادھیڑ عمر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ" ـــــ ہنری نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور ادھیڑ عمر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ کوئی ایسا مشن نہیں تھا جس کا پاور لینڈ پر کوئی اثر پڑتا ـــ ای ایم لیبارٹری کے لئے پاکیشیا سے چار سائنسدان اغوا کئے گئے تھے اور مادام ایشلے

اور مسٹر ترمذی سیر و تفریح کے لئے پاکیشیا گئے تھے۔ وہاں ایک مقامی جاسوس علی عمران کو پتہ چلا تو اس نے پاور لینڈ سے ٹکرانے کی کوشش کی۔ جس پر مادام ایشلے اور مسٹر ترمذی اپنا تفریحی دورہ مختصر کر کے واپس آ گئے ـــ لیکن یہاں ایسی اطلاعات پہنچیں جن سے پتہ چلا کہ عمران پاور لینڈ کے خلاف خاصی تیزی سے کام کر رہا ہے اور اس کی یہ سرگرمیاں مستقبل میں خطرناک ہو سکتی ہیں ـــ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے متعلق بھی یہ اطلاعات ملی تھیں کہ وہ بھی اس سلسلے میں سرگرم ہے اس پر مادام ایشلے ایک مخصوص ٹیم لے کر عمران اور سیکرٹ سروس کی سرکوبی کے لئے پاکیشیا پہنچیں اور پھر وہاں سخت اور فوری ایکشن کر کے عمران کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر اور اس کے انچارج کو بھی ختم کر دیا گیا ـــــ ہنری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"جناب عالی! ـــ میں پاور لینڈ میں شمولیت سے قبل جاپان کی ایک سرکاری تنظیم سے وابستہ رہا ہوں ـــ ایک مشن کے سلسلے میں ہمارا ٹکراؤ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوا تھا ـــــ علی عمران دنیا کا انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اگر یہ شخص پاور لینڈ کے خلاف حرکت میں آ گیا ہے تو پھر پاور لینڈ کو اس کا انتہائی سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیئے اور اس کے خلاف کوئی بڑا ایکشن لینا چاہیئے" ـــــ ایک اور شخص نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جب کہہ دیا گیا ہے کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو چکا ہے تو پھر اس بات کا کیا مطلب ہو سکتا ہے ـــ کیا مادام ایشلے پر عدم اعتماد کی بات کی جا رہی ہے" ـــــ ہنری نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر! ___ ویری سوری ___ معافی چاہتا ہوں ___ لیکن کیا علی عمران کی لاش شناخت کر لی گئی ہے ___؟ کیونکہ اس شخص کو ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے" ___ اس آدمی نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"پاور لینڈ کے مقابلے میں کوئی فرد ناقابل تسخیر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آئندہ بات کرتے وقت احتیاط کی جائے ___ ورنہ پاور لینڈ کی توہین ناقابل معافی جرم ہے اور اب یہ ٹاپک ختم کیا جاتا ہے۔ اس پر مزید کسی بات کی اجازت نہیں ہے ___ اب آپ لوگ جا سکتے ہیں ___ آپ کو مزید ہدایات آپ کے مقامی ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دی جائیں گی" ___ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر! ___ احکام کی مکمل تعمیل ہو گی" ___ سب نے سر جھکاتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پچھلے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہال کے خالی ہونے پر ترمذی، لیڈی ایشلے اور ہنری بھی سٹیج کے پچھلے دروازے سے نکل کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

"آپ نے دیکھا مادام! ___ کہ علی عمران کے متعلق لوگوں کے تاثرات کیا ہیں" ___ ہنری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مادام ایشلے سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش تھی۔

"میں واقعی حیران ہوں کہ اس شخص کی شہرت کہاں کہاں تک پھیلی ہوئی ہے ___ بہرحال مجھے اطمینان ہے کہ آخر کار یہ شخص میرے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اترا" ___ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا لیکن اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا کہ وہ جبراً مسکرانے کی کوشش

کر رہی ہے۔

"ڈیئر! ___ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہیں براہ راست اس کارروائی میں ملوث نہیں ہونا چاہئے ___ اس سے پاور لینڈ کا وقار مجروح ہوتا ہے ___ ہمارے پاس اتنی بڑی تنظیم ہے کہ ایک ملک کیا، آدھی دنیا کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور ہمارا براہ راست اس میں ملوث ہونا ہمارے ساتھیوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے ___ بہرحال اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ آئندہ ہمیں احتیاط کرنی چاہئے" ___ مسٹر ترمذی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ترمذی! ___ میں آئندہ احتیاط کروں گی بس میں جذباتی طور پر اس چکر میں پھنس گئی تھی" ___ لیڈی ایشلے نے معذرت بھرے انداز میں کہا۔

"مادام! ___ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کہوں" ___؟ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"ہاں ہاں کہو ___ کیا بات ہے" ___؟ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی رپورٹ سے میں ذاتی طور پر مطمئن نہ تھا ___ عمران اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ اور پھر آپ نے واپسی میں بھی جلدی کی۔ آپ نے یہ معلوم نہیں کیا کہ کیا واقعی عمران ختم ہو چکا ہے ___ اس لئے میں نے اپنے طور پر ایک خصوصی ٹیم وہاں بھیجی ہے جو اس بات کی پڑتال کرے گی کہ کیا واقعی عمران ختم ہو چکا ہے ___ اگر ختم ہو چکا ہے تو اس کا ثبوت مہیا کیا جائے ___ اور اگر ختم نہیں ہوا تو پھر تازہ ترین

صورت حال کی رپورٹ کی جائے تاکہ اس رپورٹ کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے "۔۔۔۔ ہنری نے کہا۔

"اوہ ہنری !۔۔۔ تم بھی کمال کرتے ہو ۔۔۔ میں نے واضح طور پر تمہیں بتایا ہے کہ اس کے پاس ٹرانسمٹ فیوز تھا جس کا تعلق الیف۔ ایم سکس مشین سے تھا ۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ الیف۔ ایم سکس ریز کتنی مہلک ہوتی ہیں اور ان کا باقاعدہ استعمال ہوا ۔۔۔ اس کے بعد کسی کے بچ رہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے" ۔۔۔۔ لیڈی ایشلے نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اس بات پر ناراض نہیں ہونا چاہیئے مادام !۔۔۔ یہ رپورٹ ہم سب کی بہتری کے لئے ضروری ہے ۔۔۔ اگر رپورٹ یہ آگئی کہ واقعی عمران ختم ہو چکا ہے تو آپ سے زیادہ اطمینان کا سانس میں لے لونگا اور اگر عمران ختم نہیں ہوا تو پھر اس کے خاتمے کے لئے ہمیں جامع منصوبہ بندی کرنی پڑے گی" ۔۔۔۔ ہنری نے جواب دیا۔

"کب آئے گی یہ رپورٹ" ۔۔۔۔؟ لیڈی ایشلے نے بدستور بُرا سا منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"شاید آج ہی آجائے ۔۔۔ بہرحال جیسے ہی رپورٹ مجھ تک پہنچی میں آپ کو مطلع کر دونگا" ۔۔۔۔ ہنری نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی ایشلے یا ترندی کوئی بات کرتے، درمیان میں رکھی ہوئی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ہنری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ہنری سپیکنگ" ۔۔۔۔ ہنری کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"باس !۔۔۔ آپ کے لئے پاکیشیا سے سپیشل پیغام آیا ہے" ۔۔۔ دوسری

طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یہ پیغام ڈائریکٹ میٹنگ روم میں منتقل کر دو" ۔۔۔۔ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"لیجئے رپورٹ آبھی گئی ۔۔۔ ابھی پتہ چل جائے گا" ۔۔۔ ہنری نے کہا اور لیڈی ایشلے کی آنکھوں میں اُلجھن کے تاثرات اُبھر آئے۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

کمرے میں دس منٹ تک خاموشی طاری رہی۔ پھر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک سنائی دی۔

"یس کم اِن" ۔۔۔۔ ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک سرخ رنگ کے لفافے کو بڑے مؤدبانہ انداز میں ہنری کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا ہے یہ" ۔۔۔۔؟ ہنری نے لفافہ لینے سے پہلے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر !۔۔۔ پاکیشیا سے آپ کے نام سپیشل میسج ہے ۔۔۔ لڑکی نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہنری نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر لفافہ اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"تم جا سکتی ہو" ۔۔۔۔ ہنری نے لفافہ لیتے ہوئے کہا اور لڑکی مؤدبانہ انداز میں سلام کر کے واپس مڑی اور دوسرے لمحے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"لیجئے مادام !۔۔۔ آپ خود ہی رپورٹ دیکھ لیجئے" ۔۔۔۔ ہنری نے

لفافہ مادام ایشلے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں — تم پڑھو اور مجھے بتاؤ کہ کیا رپورٹ ہے" ___ لیڈی ایشلے نے کرخت لہجے میں کہا اور ہنری نے خاموشی سے لفافہ ایک طرف سے چاک کرنا شروع کر دیا۔ لفافے کے اندر ایک چھوٹا سا کاغذ تھا جس پر آڑھی ترچھی لکیریں تھیں۔ یہ مخصوص کوڈ تھا۔

ہنری خاموشی سے کاغذ پر نظریں دوڑاتا چلا گیا اور کمرے میں ایک عجیب سی فضا طاری ہو گئی۔

جب ہنری کی نظریں کاغذ کی آخری سطر پر پہنچیں تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی اور لیڈی ایشلے کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا اس کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ شاید اسے یقین آ گیا تھا کہ رپورٹ اس کے حق میں ہے۔

عمران جیسے ہی ٹرانسمٹ نیوز والا بیگ اٹھائے دانش منزل کے آپریشن روم میں پہنچا، بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا مگر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بات کرتا، کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور بلیک زیرو اور عمران دونوں ہی آواز سن کر اور بلب کو جلتے بجھتے دیکھ کر چونک اٹھے۔ بلب کے جلنے بجھنے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ دانش منزل کے اندر کوئی ایسی چیز آ گئی ہے جس کا تعلق کسی ٹرانسمیشن سے ہے اور دانش منزل کو کسی جگہ پر چیک کیا جا رہا ہے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے بلیک زیرو! ___ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے" ___ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل عمران صاحب! ___ کوئی خفیہ نگاہ ہمارا جائزہ لے رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کی نظریں اس بیگ پر جم گئیں جو عمران

اپنے ہمراہ لایا تھا اور اس وقت میز پر پڑا تھا۔

"اوہ!۔ شاید گڑبڑ اس بیگ میں ہے ۔۔ میں اسے چیک کر لیتا ہوں ۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ عمران بلیک زیرو کی نظروں کا مطلب سمجھ گیا اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور بلیک زیرو اس کے پیچھے تھا۔ بلب ابھی تک مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ دروازے سے گزر کر سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ دونوں مشین روم میں پہنچ گئے۔

یہ ایک جدید ترین لیبارٹری تھی۔ یہاں عمران نے ہر قسم کے آلات کی چیکنگ کے لئے جدید ترین مشین نصب کر رکھی تھی۔ عمران نے بیگ کو درمیانی میز پر رکھا اور پھر اس کا تالا کھولنے میں مصروف ہو گیا لیکن تالا عجیب سی ساخت کا تھا۔ جو کھلنے میں ہی نہ آرہا تھا۔

"اب تمہاری موت یقینی ہو گئی ہے عمران" ۔۔۔ اچانک مشین روم کی دیوار پر نصب ایک چھوٹے سے سپیکر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ عمران بھی اچھل پڑا۔ وہ آواز سنتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ آواز لیڈی ایشلے کی ہے۔

"لیڈی ایشلے!۔۔ یہ لیڈی ایشلے کی آواز ہے" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں ہاتھ پر موجود ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھا۔

"ہاں!۔۔ یہ میری آواز ہے عمران ۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ اب تم اپنی موت کے لئے تیار ہو جاؤ ۔۔۔ پاور لینڈ سے ٹکرانے کے بعد کوئی شخص دوسرا سانس نہیں لے سکتا" ۔۔۔ اس بار لیڈی ایشلے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے قدم بڑھا کر مشین کے سامنے فرش پر لگے ہوئے ایک بٹن پر

پیر رکھ دیا۔ اس کے بٹن پر پیر رکھتے ہی ایک مشین میں گونج سی پیدا ہوئی۔

"ارے تم پاور لینڈ ہو ۔۔۔ واہ میں تو تمہیں پاور ہاؤس ہی سمجھتا رہا لیڈی ایشلے" ۔۔۔ عمران نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر مر جاؤ ۔۔۔ اب مر بھی جاؤ" ۔۔۔ لیڈی ایشلے کی غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میز پر پڑے ہوئے بیگ میں حرکت سی پیدا ہوئی مگر حرکت ہوتے ہی بیگ یوں اچھل کر اس مشین کے ایک بڑے سے خانے میں گھستا چلا گیا جیسے لوہا مقناطیس کی طرف دوڑتا ہے اور اس کے ساتھ ہی مشین پر موجود بے شمار بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین میں سے تیز گونج نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد مشین کی گونج ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مشین کے بلب بھی یکلخت بجھ گئے۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کی نظریں مشین کے درمیان میں لگے ہوئے ایک بڑے سے ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر سرخ رنگ کی سوئی انتہائی بائیں جانب پہنچ کر رک گئی تھی۔

"بال بال بچ گئے ہیں بلیک زیرو!۔۔۔ ورنہ اس وقت میری اور تمہاری لاشیں دانش منزل کے ملبے میں دفن ہو چکی ہوتیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو مشین کا ایک خانہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور اس میں سے ایک کاغذ کی پٹی سی باہر نکل آئی جس پر ٹائپ ہوئے الفاظ موجود تھے۔ عمران نے غور سے اس کاغذ کو دیکھا اور پھر کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"لو اس پر وہ پتہ درج ہے ۔۔ جہاں سے اٹیک کیا گیا ہے ۔۔ اپنے ممبرز کو وہاں فوراً پہنچنے کی ہدایت کرو۔ اس مقام پر احتیاط سے چھاپہ مارا

جلائے ۔۔۔ لیڈی ایشلے شاید ہمارا انجام معلوم کرنے کے لئے رُک جائے ۔ اور اُسے دیکھتے ہی گولی مار دی جائے "۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں بلیک زیرو کو ہدایت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کاغذ پکڑ کر سر ہلاتا ہوا تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

بلیک زیرو کے جانے کے بعد عمران نے مشین کے نیچے بنے ہوئے ایک بڑے سے خانے میں ہاتھ ڈالا ۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں وہی بیگ موجود تھا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا ۔ بیگ کا تالا ٹوٹا ہوا تھا ۔ عمران نے بیگ کو کھولا تو اندر راکھ بکھری ہوئی تھی ۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے اندر ہر چیز جل کر راکھ میں تبدیل ہو چکی ہے ۔

عمران نے ایک نظر راکھ کو دیکھا اور پھر طویل سانس لیتے ہوئے بیگ کو قریب رکھے ہوئے ڈسٹ بن کی طرف اچھال دیا ۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن دبائے اور پھر مڑ کر واپس سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آپریشن روم میں پہنچ گیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے ۔ اُسے رہ رہ کر یہی خیال آ رہا تھا کہ اس بار اس سے بنیادی غلطی ہوئی تھی ۔ لیڈی ایشلے کے ٹرانسمٹ ہوتے ہی اس نے یہی سمجھا تھا کہ لیڈی ایشلے واپس پاورلینڈ چلی گئی ہے ۔ جب کہ وہ یہیں موجود تھی اور نہ صرف موجود تھی بلکہ اس نے انتہائی خوفناک انداز میں حملہ بھی کیا تھا ۔ اب یہ عمران کی خوش قسمتی تھی کہ جس وقت لیڈی ایشلے نے حملہ کیا تھا اس وقت وہ دفاعی مشین کا بٹن دبا چکا تھا ورنہ اس سے پہلے اگر لیڈی ایشلے حملہ کر دیتی تو پھر عمران کی جان بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس باقی نہ رہ سکتا تھا ۔

بلیک زیرو نے ممبرز کو ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھا ہی تھا کہ ٹیلیفون

کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس ایکسٹو "۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا ۔

" سلطان سپیکنگ ۔۔۔ عمران کہاں ہے "۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی ۔

" عمران صاحب موجود ہیں جناب "۔۔۔ بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا ۔

" ہاں جناب عالی ۔۔۔ حضور عالی ۔۔۔ بندہ تو ہو گیا ہے خالی ۔۔۔ بالکل خالی "۔۔۔ عمران نے رسیور ہاتھ میں لیتے ہی قافیے کی گردان شروع کر دی ۔ بلیک زیرو کے لہجے سے ہی اُسے پتہ چل گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والے سر سلطان ہی ہو سکتے ہیں ۔

" عمران ۔۔۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تمہارا فلیٹ بموں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور سلیمان زخمی ہے "۔۔۔ سر سلطان نے افسوس بھرے لہجے میں کہا ۔

" بڑی دیر بعد آپ کو رپورٹ ملی ہے ۔۔۔ میرے خیال میں رپورٹ بھیجنے والے نے بذریعہ ڈاک رپورٹ بھیجی ہوگی اور ہمارے ملک کے ڈاک کا نظام تو بس ماشاء اللہ ہے ۔۔۔ خط بھیجنے والا جب دس سال بعد خود ملنے جاتا ہے تو اس وقت پوسٹ مین خط اٹھائے اور سر جھکائے پہنچتا ہے "۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔

" اوہ ۔۔۔ تمہاری یہی عادت تو مجھے پسند ہے کہ اتنا بڑا نقصان ہونے کے باوجود تمہاری شگفتگی ویسے ہی قائم ہے "۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" جناب ۔۔۔ آپ کی شگفتگی اس وقت ختم ہو جائے گی جب فلیٹ کی

تعمیر کا بل آپ کے پاس پہنچے گا ــــ اور ابھی تو آپ سجدۂ شکر ادا کریں۔ ورنہ دانش منزل کا بل بھی ساتھ ہی پہنچتا اور مزید براں یہ کہ میرے اور بلیک زیرو کے کفن دفن کا خرچہ بھی آپ کو ہی ادا کرنا پڑتا" ــــ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ ؟ کیا دانش منزل پر بھی حملہ ہوا ہے ــــ مگر یہ کون ہیں" ــــ ؟ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حملہ ــــ ارے جناب! ــــ بس یوں سمجھئے کہ دانش منزل پر دس بارہ ہائیڈروجن بم اکٹھے مارے گئے تھے لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے پاس آکسیجن کی کمی نہیں ہے ــــ ہم نے ہائیڈروجن کے ساتھ آکسیجن ملا کر اُسے پانی میں تبدیل کر دیا اور اب مزے سے بیٹھے پانی پی رہے ہیں ــــ ویسے یہ آپ کے پرانے دوست ہیں پاورلینڈ والے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے ــــ یقیناً وہی ہو سکتے ہیں ــــ بہرحال تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ صدر مملکت کو جب تمہارے فلیٹ کی تباہی کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی یہی نتیجہ نکالا کہ یہ کارروائی پاورلینڈ والوں کی ہی ہو سکتی ہے اور انہوں نے یہ سوچا کر یہی بم پریذیڈنٹ ہاؤس پر بھی برسائے جا سکتے ہیں اس لئے انہوں نے تمہارے مشن کی منظوری دے دی ہے" ــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی! ــــ مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ صدر مملکت کا دل اتنا کمزور ہے تو ایک آدھ پٹاخہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں چلوا دیتا ــــ خوامخواہ اپنا فلیٹ تباہ کروا ڈالا اور اب سوپر فیاض سے چھپا بیٹھا ہوں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا ــــ بہرحال فکر نہ کرو ــــ تمہارے فلیٹ کی ازسرنو تعمیر کا بل حکومت ادا کرے گی ــــ تمہیں چھپنے کی ضرورت نہیں۔ سلیمان کا کیا حال ہے" ــــ سر سلطان نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"ابھی مرا نہیں ہے ورنہ اطلاع آجاتی ــــ اور پوچھنے میں نہیں گیا کیونکہ سوپر فیاض یقیناً وہاں مورچہ لگائے تاک میں ہو گا" ــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے! ــــ میری طرف سے پوچھ لینا ــــ گڈ لک" ــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"چلو ایک مسئلہ تو حل ہوا ــــ اب پاورلینڈ کی سیر کا سرکاری خرچ پر انتظام ہو گیا" ــــ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے واقعی وہ کسی تفریحی دورے کا پروگرام بنا رہا ہو۔

"لیکن یہ پاورلینڈ ہے کہاں ــــ ؟ اور اس میں داخلے کا کیا انتظام ہو گا؟" بلیک زیرو نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد کہا۔

"پاورلینڈ کہاں ہے یہ تو مجھے پتہ ہے ــــ لیکن اس میں داخلے والا معاملہ ٹیڑھا ہے ــــ بہرحال وہاں پہنچ کر دیکھا جائے گا۔ وہاں تک تو پہنچیں" ــــ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ــــ عمران صاحب نے عمارت کی تلاشی لینے کا کہا تھا ــــ میں نے اور کیپٹن شکیل نے عمارت کی مکمل تلاشی لی ہے۔ وہاں سے کوئی خاص چیز تو برآمد نہیں ہوئی۔ البتہ ایک چھوٹی سی ڈائری ملی ہے ڈائری میں کسی خاص کوڈ میں تحریر موجود ہے۔ ایسا کوڈ جس سے ہم شناسا

نہیں ہیں" ـــــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ وہ ڈائری دانش منزل پہنچا دو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ابھی بلیک زیرو نے رسیور رکھا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب! ـــــ جو پتہ آپ نے دیا تھا اس پتے کی کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ـــــ بالکل خالی ـــــ البتہ اس کے ایک تہہ خانے میں دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی جسے بم مار کر تباہ کر دیا گیا ہے اس مشین کے پرزے پورے تہہ خانے میں بکھرے ہوئے ہیں" ـــــ جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔کے! ـــــ ٹھیک ہے۔ تم لوگ واپس آجاؤ اور میری طرف سے مزید ہدایات کا انتظار کرو" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور ایک بار پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"شاید صفدر والی ڈائری سے کوئی خاص کلیو مل جائے ـــــ یقیناً یہ ڈائری ولسن کی ہوگی ـــــ وہ خطرناک حد تک ذہین آدمی تھا" ـــــ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا اور آپریشن روم میں خاموشی سی طاری ہو گئی۔

عمران کی پیشانی پر بھی سوچ بچار کی لکیریں نمودار ہو گئی تھیں۔ وہ شاید پاورلینڈ پر حملے کا کوئی لائحہ عمل سوچنے میں مصروف تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد کمرے میں تیز گھنٹی کی آواز گونجی تو بلیک زیرو نے

چونک کر سامنے والی دیوار کی طرف دیکھا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ اور سکرین پر گیٹ سے باہر صفدر کھڑا نظر آ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبا دیا اور پھر سکرین کو دیکھنے لگا ـــــ یہ بٹن پھاٹک میں مخصوص خانہ کھولنے کے لئے تھا۔ صفدر جو خاموش کھڑا ہوا تھا دوسرے لمحے چونکا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈائری نکالی اور ہاتھ بڑھا کر پھاٹک میں کھلنے والے خانے میں ڈال دی اور بلیک زیرو نے سکرین کا بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹاک کی آواز میز کی دراز میں پیدا ہوئی اور بلیک زیرو نے دراز کھول کر وہ ڈائری باہر نکال لی۔ پھاٹک کے اس خانے سے آپریشن روم تک ایک مخصوص سسٹم نصب تھا۔ اس خانے میں جو چیز بھی ڈالی جاتی تھی وہ آٹومیٹک انداز میں چلنے والے پٹے پر سے ہوتی ہوئی میز کی دراز تک پہنچ جاتی تھی۔ تمام سسٹم زیر زمین تھا اس لئے بظاہر نظر نہ آ رہا تھا۔ اس طرح کسی کے صرف کوئی چیز دینے کے لئے اندر آنے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

"دکھاؤ مجھے" ـــــ عمران نے ڈائری کی طرف ہاتھ بڑھایا اور بلیک زیرو نے ڈائری عمران کی طرف بڑھا دی۔

ڈائری سرخ رنگ کی چھوٹی اور پتلی سی تھی۔ یہ ڈائری اس قسم کی تھی جیسے لوگ ٹیلیفون نمبر لکھنے کے لئے اپنے پرس میں رکھتے ہیں۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر غور سے اس میں لکھی ہوئی تحریر کو دیکھنے لگا۔ یہ کوئی نیا ہی کوڈ تھا۔ عام مروجہ کوڈوں سے بالکل ہٹ کر۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے پیپر باکس سے ایک کاغذ نکالا اور پھر قلم اٹھا کر اس نے اس کوڈ کو

حل کرنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار مختلف لکیریں کاغذ پر ڈالتا لیکن بعد میں خود ہی اُسے کاٹ دیتا۔ اس طرح تقریباً سارا صفحہ ہی بھر گیا۔

"یہ تو کوئی بالکل ہی انوکھا کوڈ ہے" ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر صفحہ پلٹ کر دوبارہ اس پر لکیریں ڈالنا شروع کر دیں۔ اس کی پیشانی پر موجود سلوٹیں اور زیادہ گہری ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

کافی دیر تک عمران اسی کوڈ میں سر کھپاتا رہا لیکن شاید وہ کسی طرح پلے ہی نہ پڑ رہا تھا کہ اچانک عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں اور چہرہ بھی کھل اٹھا۔

"کیا ہوا ــــ حل ہو گیا" ــــ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا

"حل کیسے نہ ہوتا ــــ گھنٹہ تو ہو گیا ہے مجھے چمچہ چلاتے ہوئے" ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران نے نیا کاغذ پیپر باکس سے نکالا اور پھر اس نے ڈائری سامنے رکھ کر تیزی سے اس پر قلم چلانا شروع کر دیا۔ وہ ڈائری کے صفحے پلٹتا جاتا اور کاغذ پر لکھتا جاتا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر دی۔ اب کاغذ بھی بھر گیا تھا اور عمران نے قلم واپس ہولڈر میں رکھ کر اطمینان سے اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"گڈ ! ــ کام بن گیا ــــ واقعی اہم دریافت ہے یہ ڈائری" ــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ــــ؟ بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"اس میں جزائر فن لینڈ کے دارالحکومت جینزی میں چند ایسے لوگوں کے

ے دیئے ہوئے ہیں جن کے ذریعے پاور لینڈ پر ہلہ بولا جا سکتا ہے" ــــ
ران نے کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو نے کاغذ کو لے کر پڑھا اور پھر سر ہلاتے ہوئے کاغذ واپس
ران کی طرف بڑھا دیا

"اب آپ نے فیصلہ کر لیا ہے پاور لینڈ سے ٹکرانے کا" ــــ بلیک زیرو
ہ کہا۔

"ظاہر ہے ــــ اگر ان کا تیا پانچہ دہیں نہ کیا گیا تو یہ مجرم پاکیشیا پر لازماً
ریں گے۔ اور اس بار تو ان کا داؤ خالی چلا گیا ہے لیکن یہ ضروری
ں ہے کہ دوبارہ ایسا اتفاق ہو جائے" ــــ ان نے بڑے سنجیدہ
یں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے ساتھ ساتھ ان کا وجود بھی دنیا کے لئے خطرناک ہے۔ ان کا
ضروری ہے" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران
اغذ اور ڈائری جیب میں رکھتے ہوئے تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ
رکھڑا ہو گیا۔

"تم تمام ممبرز کو الرٹ کر دو کہ وہ روانگی کے لئے تیار ہو جائیں ــ میں
ے زیادہ ایک دو روز میں تمام بندوبست کر لونگا اس کے بعد ہم چل
گے" ــــ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا اس مہم میں کسی طرح میری شمولیت بھی ہو سکتی ہے" ــــ؟
زیرو نے اُمید بھرے لہجے میں پوچھا۔

ایک صورت میں ہو سکتی ہے کہ دولہا تم بنو ــــ اور میں یہاں بیٹھکر
، شامیانے اور دریاں گنتا رہوں گا" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے کہ اب بلیک زیرو کے لئے مزید کچھ کہنے کی گنجائش ہی باقی نہ رہی تھی۔

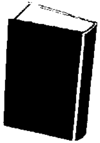

"کیوں ــــ میں نے غلط بات کی تھی کہ میں نے عمران کا خاتمہ کر دیا ہے ــــ لیکن پتہ نہیں تمہیں یقین کیوں نہیں آتا ــــ تم نے عمر... کو خواہ مخواہ ہوا بنا کر رکھا ہوا ہے" ــــ لیڈی اشلے نے بڑے طنزیہ ... میں ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مادام! ــــ عمران ابھی زندہ ہے اور ... زندہ ہے بلکہ وہ پاورلینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سے فن... کی طرف چل بھی پڑا ہے" ــــ ہنری نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر ... مادام کی طرف بڑھا دی۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ــــ؟ اتنا بڑا حصہ ... نہیں ہو سکتا" ــــ مادام اشلے کے لہجے میں بے یقینی کا عنصر نمایاں ... اس نے رپورٹ ہنری کے ہاتھ سے جھپٹی اور پھر اسے پڑھنا شروع ... جیسے جیسے وہ رپورٹ پڑھتی جاتی تھی اس کے چہرے کا رنگ بدلتا چلا جا...

...تھا۔ رپورٹ بالکل واضح تھی اور جس نے بھی رپورٹ تیار کی تھی اس نے واقعی ...نت سے کام کیا تھا۔

"یہ رپورٹ غلط ہے ــــ میں اس پر یقین نہیں کر سکتی" ــــ رپورٹ ...م کر کے لیڈی اشلے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ نتیجہ آپ نے کیسے نکال لیا مادام" ــــ ہنری نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ تمہارا آدمی کوئی مافوق الفطرت تو نہیں کہ جاتے ہی اسے اتنی ...یلی رپورٹ مل گئی ــــ اس نے تو ایسے لکھا ہے جیسے عمران نے اسے ...مہم کی تمام تفاصیل خود بتا دی ہوں" ــــ لیڈی اشلے نے بحث کرتے ...تے کہا۔

"اس نے رپورٹ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اس کا ٹکراؤ اتفاق سے ...ک ایسے آدمی سے ہو گیا جو پہلے اس کی طرح کا مجرم تھا ــــ جوانا ماسٹر کلر ...م ممبر ــــ اور یہ جوانا آجکل عمران کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ اب جوانا کو یہ ...وم نہ تھا کہ متھائس عمران کے سلسلے میں کام کر رہا ہے چنانچہ اس نے ...ے ہی باتوں باتوں میں عمران کا ذکر کر دیا اور اسے تمام تفصیل کا پتہ چل ...ے" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"دیکھو بھئی! ــــ اس طرح آپس میں لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر عمران ...مرا تو اب مر جائے گا ــــ ظاہر ہے وہ پاورلینڈ میں داخل نہیں ...گا۔ اور رپورٹ کے مطابق وہ فن لینڈ کے دارالحکومت ہیزری آ رہا ...ے۔ اس سے وہیں آسانی سے نپٹا جا سکتا ہے۔ ہیزری میں ہمارا خاصا ...ور گروپ موجود ہے" ــــ ترمذی نے جو اس دوران رپورٹ پڑھ ...تھا، درمیان میں ان دونوں کو ٹوکتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے یہ رپورٹ منگوائی تھی۔ کیونکہ میں عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ وہ ایسی بلا ہے کہ جس کے پیچھے لگ جائے اُسے پاتال تک نہیں چھوڑتا۔ اور مادام کی وجہ سے ہم خوامخواہ اُسے چھیڑ بیٹھے ہیں۔ اب ہمیں اس کے خاتمے کے لئے کوئی جامع منصوبہ بندی کرنی ہوگی" ہنری نے کہا۔

"تو میں کب کہہ رہی ہوں کہ نہ کرو جامع منصوبہ بندی ـــــ ضرور کرو ـــــ اس بار یہ مشن تم سنبھال لو" ـــــ لیڈی ایشلے نے فیصلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہی سنبھالنا ہوگا ـــــ مجھے اس سے ولسن کا انتقام بھی لینا ہے ولسن میرا بہترین آدمی تھا اور میں اس کی موت کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ یہ عمران کی بدقسمتی ہے کہ وہ از خود شیروں کی کچھار میں آ رہا ہے۔ جینیری میں میں اسے کتے کی موت مار سکتا ہوں" ـــــ ہنری نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے ہنری! ـــــ یہ مشن تمہارے ذمہ رہا ـــــ تم جیسے مناسب سمجھو۔ اس سے نپٹو۔ ہم دونوں اس معاملے میں کوئی مداخلت نہ کریں گے ـــــ کیوں ڈیئر" ـــــ ترمذی نے لیڈی ایشلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ـــــ اگر عمران زندہ ہے تو پھر میں ہنری کو اجازت دیتی ہوں کہ وہ اس کی لاش کم از کم مجھے دکھلائے ـــــ میں اس کی لاش پر تھوکنا چاہتی ہوں" ـــــ لیڈی ایشلے نے جواب دیا۔

"شکریہ! ـــــ آپ کی خواہش ضرور پوری ہوگی مادام! ـــــ اب مجھے

اجازت دیجئے۔ میں نے انتظامات کرنے ہیں" ـــــ ہنری نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ترمذی اور لیڈی ایشلے کے سر ہلاتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہنری اپنے ڈیپارٹمنٹ کے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ کمرہ کسی دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال لیا۔ ڈبے پر مختلف رنگوں کے بٹن موجود تھے۔ ہنری نے دو بٹن دبائے تو ڈبے میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز ڈبے سے برآمد ہوئی۔

"رچرڈ سپیکنگ فرام جینیری ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ـــــ بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"ہنری فرام پاور لینڈ۔ اوور" ـــــ ہنری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــــ یس سر ـــــ فرمائیے! ـــــ کیسے یاد کیا غلام کو۔ اوور"؟ رچرڈ کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔

"رچرڈ! ـــــ جینیری میں تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ اوور" ـــــ ہنری نے بدستور لہجے کو سخت رکھتے ہوئے پوچھا۔

"بیس آدمی ہیں جناب! ـــــ تمام تجربہ کار اور ہوشیار آدمی ہیں جناب۔ اوور" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"تو سنو! ـــــ ایک اہم مشن کے لئے تیار ہو جاؤ ـــــ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم جینیری میں آ رہی ہے۔ یہ سب پاکیشیائی ہیں۔ البتہ ہو سکتا ہے ان میں ایک کیتھی بھی ہو۔ ماسٹر کلرز کا جوانا[1] ـــــ تم اسے جانتے ہو۔ اوور"؟

---

[1]: اس کیلئے مظہر کلیم ایم اے کا انتہائی خوبصورت ایکشن ناول پڑھئے۔ عمران کی موت

ہنری نے کسی خیال کے تحت پوچھ لیا۔

"ماسٹر کلر کا جوانا ___ بالکل جناب! اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کے متعلق تو یہی سنا گیا تھا کہ وہ کسی ایشیائی ملک میں کسی ایشیائی نوجوان کا ملازم ہو گیا ہے اوور" رچرڈ نے جواب دیا۔

"ہاں! ___ جس کا وہ ملازم ہوا ہے اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہتا ہے ___ بظاہر انتہائی احمق، سادہ لوح، بے ضرر سا نوجوان ہے ___ لیکن درحقیقت انتہائی خطرناک شخص ہے۔ وہ پادرلینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے جنیری آ رہا ہے ___ تم نے اس ٹیم کو ختم کرنا ہے ___ ہر قیمت پر ___ ہر صورت میں ___ چاہے اس کے لئے تمہیں پورے جنیری شہر کو ہی تباہ کیوں نہ کرنا پڑے۔ اوور" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ میں سمجھ گیا حکم کی تعمیل ہو گی جناب! میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ وہ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتے ___ جنیری کا کوئی کونہ ایسا نہیں ہے جو میری نظروں سے اوجھل ہو۔ اور اگر جوانا ساتھ ہوا تو سمجھ لیجئے کہ ہمارا کام انتہائی آسان ہو جائے گا۔ اوور" ___ رچرڈ نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"سنو! ___ انہیں بالکل کوئی موقع نہیں دینا ___ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں کرنی۔ بس دیکھتے ہی گولیوں سے بھون ڈالنا ہے۔ اگر وہ کسی عمارت میں ہوں تو پوری عمارت اڑا ڈالو ___ اگر تم سے ذرا سی بھی غفلت ہوئی تو اس کے نتائج تمہارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوں گے۔ اوور" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ___ یہ کام میرے لئے نیا نہیں ___ میں اور میرے ساتھی تمام عمر یہی کھیل کھیلتے آتے ہیں۔ اوور" ___ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے روزانہ تم نے اپنی کارکردگی کی سپیشل فریکوینسی پر رپورٹ دینی ہے۔ اور سنو! ___ تم سے یا تمہارے کسی بھی آدمی سے معمولی سی بھی کوتاہی ناقابلِ معافی ہو گی۔ اوور" ___ ہنری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں جناب! ___ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" ___ رچرڈ نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ اوور اینڈ آل" ___ ہنری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن دبا دیئے۔ ڈبے میں سے نکلنے والی گونج ختم ہو گئی اس نے ڈبے کو واپس میز کی دراز میں رکھا اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ___ آنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارٹن کو بلاؤ" ___ ہنری نے کہا اور نوجوان سر جھکاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"یس کم ان" ___ ہنری نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت چہرے اور سڈول جسم والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر معصومیت سی چھائی ہوئی تھی۔ آنکھیں یوں چڑھی ہوئی تھیں جیسے جاگتے میں خواب دیکھ رہا ہو۔

"آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے باس" ـــ آنے والے نے بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"ہاں مارٹن! ـــ آؤ بیٹھو" ـــ ہنری نے مسکراتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور مارٹن بڑے اطمینان سے آگے بڑھ کر اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مارٹن! ـــ پاکیشیا کے علی عمران کو جانتے ہو" ـــ؟ ہنری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"عمران! ـــ یعنی پرنس آف ڈھمپ" ـــ مارٹن علی عمران کا نام سنتے ہی بری طرح چونک اٹھا۔ اس کی نیم خوابیدہ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں اور چہرے پر چھائی ہوئی معصومیت یکدم غائب ہو گئی اور اب چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"ہاں ـــ بالکل پاکیشیا کے علی عمران کی ہی بات کر رہا ہوں" ـــ ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل جانتا ہوں باس! ـــ نہ صرف جانتا ہوں بلکہ آکسفورڈ میں اس کے ساتھ پڑھ بھی چکا ہوں۔ اور یہ بھی بتادوں باس! کہ ایک بار جب میں وائٹ فلیگ نامی تنظیم میں شامل تھا تو ایک مشن پر پاکیشیا بھی گیا تھا ـــ صاحب کیا بات ہے عمران کی ـــ ہماری طاقتور تنظیم کو اس نے یوں بکھیر کر رکھ دیا کہ جیسے ہم مجرم نہ ہوں بلکہ بچے ہوں ـــ ہمارا باس اس کے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا بیٹھا ـــ بے شمار ممبر گرفتار ہو گئے اور میں بڑی مشکل سے جان بچا کر وہاں سے بھاگا تھا" ـــ مارٹن نے بڑی صاف گوئی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر علی عمران سے تمہارا دوبارہ مقابلہ ہو تو تمہارے تاثرات کیا ہوں گے"؟ ہنری نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"علی عمران سے دوبارہ مقابلہ ـــ باس! یقین کیجئے یہ میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت ہے ـــ وائٹ فلیگ کے دنوں میں مجھ میں وہ پختگی نہ تھی جو اب ہے ـــ مجھے یقین ہے کہ اب میں علی عمران کو اسی طرح جواب دے سکتا ہوں جس طرح اس نے ہمیں دیا تھا" ـــ مارٹن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ! ـــ واقعی تمہارا اعتماد قابل تعریف ہے ـــ اور تمہاری صلاحیتوں پر مجھے مکمل بھروسہ ہے۔ اب میری بات سنو! ـــ علی عمران ٹیم لیکر پاور لینڈ کے خلاف کام کرنے کے لئے فن لینڈ کے دارالحکومت جینری پہنچنے والا ہے ـــ میں نے وہاں پاور لینڈ کی مقامی تنظیم کے انچارج رچرڈ کو اس کے خاتمے کی ہدایات دے دی ہیں ـــ لیکن مجھے یقین نہیں آتا کہ رچرڈ عمران کے مقابلے میں جم سکے۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے ـــ کیا تم علی عمران کے خلاف باقاعدہ طور پر کام کرنا چاہتے ہو" ـــ؟ ہنری نے کہا۔

"آپ عمران کو اغوا کرانا چاہتے ہیں یا قتل ـــ وضاحت کیجئے" ـــ مارٹن نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔

"قتل ـــ اور اس کی لاش یہاں ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں" ـــ ہنری نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ـــ مارٹن اب اتنا آگے جا چکا ہے کہ عمران جیسے شخص اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے باس" ـــ مارٹن نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے ___ تم فوراً جینیری پہنچو ___ رچرڈ اپنے طور پر کام کرے گا۔ لیکن تمہیں اس کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ___ میں چاہتا ہوں کہ جس قدر جلد ہو سکے عمران کا خاتمہ کر دیا جائے ___ اگر تم کامیاب رہے تو پاور لینڈ میں تمہارا عہدہ بڑھ جائے گا۔ ناکامی کی صورت میں انجام تم بہتر جانتے ہو" ___ ہنری نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ___ ناکامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ___ مارٹن نے ناکامی کا لفظ ہی اپنے مقدر سے کھرچ کر پھینک دیا ہے۔ آپ نے خود دیکھا کہ کس قدر مشکل کیسز مارٹن نے کس طرح چٹکی بجاتے حل کر دیئے ہیں" ___ مارٹن نے کہا۔

"اوکے! ___ کتنے آدمی ساتھ لے جاؤ گے" ___؟ ہنری نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں اپنی مکمل ٹیم لے جاؤں گا جناب! ___ اور آپ جانتے ہیں کہ میری ٹیم میں مجھ سمیت چار افراد ہیں ___ فور کلرز" ___ مارٹن نے جواب دیا۔

"گڈ! ___ تم ابھی روانہ ہو جاؤ ___ رچرڈ کا ٹھکانہ جینیری کلب میں ہے تم چاہو تو اس کا بھی خیال رکھنا۔ چاہو تو اپنے طور پر کام کرنا ___ سب کچھ تمہاری مرضی پر ہے ___ البتہ مجھے روزانہ رپورٹ چاہیئے" ___ ہنری نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میرے کام کرنے کا طریقہ آپ جانتے ہیں ___ میرا اپنا طریقہ ہے۔ اور میں اپنے طریقے پر ہی کام کرونگا ___ میرا طریقہ ایسا ہے کہ عمران کبھی زندہ بچ کر نکل ہی نہیں سکتا" ___ مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ تم طریقہ کار کے لئے آزاد ہو ___ مجھے بس عمران کی

لاش چاہیئے" ___ ہنری نے کہا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک کارڈ نکالا اور اس پر مارٹن اور اس کے ساتھیوں کے نام لکھنے لگا۔ نام لکھنے کے بعد اس نے اپنی مخصوص مہر لگائی اور کارڈ مارٹن کے حوالے کر دیا۔

یہ کارڈ پاور لینڈ سے باہر ٹرانسمٹ ہونے کا اجازت نامہ تھا۔ کیونکہ پاور لینڈ سے بغیر ڈائریکٹر کی تحریری اجازت کے کوئی باہر نہ جا سکتا تھا۔

"تھینک یو باس! ___ آپ جلد از جلد خوشخبری سنیں گے" ___ مارٹن نے کارڈ لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک" ___ ہنری نے کہا اور مارٹن سلام کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اب ہنری کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ مارٹن کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور اسے مکمل یقین تھا کہ مارٹن ہی عمران کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

سپر سٹار ایرلائن کا دیوہیکل مسافر طیارہ ڈی سی ٹین آسمان کی انتہائی بلندیوں پر محو پرواز تھا۔ اُسے لاس ویگاس انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے اڑے ہوئے چار گھنٹے گذر چکے تھے۔ اس کی منزل فن لینڈ کے دارالحکومت جنیری کا انٹرنیشنل ایئرپورٹ تھی اور اب وہاں تک پہنچنے کے لئے صرف آدھے گھنٹے کا وقت باقی رہ گیا تھا۔ طیارے میں موجود دو سو سے زائد مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر اونگھ رہے تھے۔ مسافروں میں زیادہ تعداد عورتوں کی تھی اور تقریباً ہر قومیت کے افراد طیارے میں سوار تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اے کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب بکھرے ہوئے تھے عمران کی ساتھ والی سیٹ پر صفدر تھا جب کہ جولیا اور تنویر اس کے پیچھے والی سیٹ پر براجمان تھے۔ اس طرح باقی ممبر بھی مختلف سیٹوں پر موجود تھے جوانا اور جوزف اکانومی کلاس میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ سوائے جوانا اور جوزف کے باقی سب نے چہروں پر میک اپ کر رکھا تھا اور وہ سب

ایکریمین شہری لگتے تھے۔

مہم پر روانہ ہونے سے پہلے عمران نے انہیں مہم کی تمام تفصیلات سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا تاکہ وہ اس مشن میں پوری طرح مستعد رہیں۔

" عمران صاحب!۔۔۔ جنیری میں ہمارا مین مشن کیا ہو گا" ۔۔۔ صفدر نے عمران سے سرگوشیانہ انداز میں پوچھا۔

" جینز پہن کر جنیری کی سیر کریں گے ۔۔۔ اور کیا کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کوئی جواب دیتا۔ مائیک پر چیف پائلٹ کی آواز گونج اٹھی اور وہ جنیری ایئرپورٹ پر طیارے کے پہنچنے اور بیلٹس باندھ لینے اور سگریٹ بجھا دینے کی ہدایت کر رہا تھا۔

اس اعلان کے ہوتے ہی جیسے اونگھتے ہوئے ماحول میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ ہر شخص سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سب بیلٹس باندھنے میں مصروف ہو گئے۔ کامیاب اور محفوظ سفر کی وجہ سے سب کے چہرے کھل اٹھے تھے

عمران اور صفدر بھی سیدھے ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد جنیری ایئرپورٹ کی عمارات نظر آنے لگ گئیں۔ موسم خوشگوار لگتا تھا کیونکہ سنہری دھوپ چمک رہی تھی۔ طیارے نے ایئرپورٹ کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر وہ نیچے رن وے کے اینڈ پر جھکتا چلا گیا۔ ہلکا سا دھچکا لگتے ہی سب سمجھ گئے کہ طیارے کے پہیوں نے رن وے کو چھو لیا ہے اور پھر رن وے پر بھاگتا ہوا طیارہ جلد ہی سٹینڈ کی طرف بڑھا اور پھر اس کی رفتار آہستہ ہوتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ مخصوص جگہ پر رک گیا۔ اور طیارے کے دروازے کے ساتھ سیڑھی لگا دی گئی۔ اور پھر دروازہ کھلتے ہی مسافر بڑے

اطمینان سے ایک ایک کر کے نیچے اترتے چلے گئے۔

جوزف اور جوانا چونکہ اکانومی کلاس میں تھے اس لئے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے پہلے نیچے اتر گئے۔ عمران نے جوزف اور جوانا دونوں کو لینے سے علیحدہ رہنے کی ہدایات دی تھیں کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جوانا کی وجہ سے وہ کسی کی نظروں میں آجائے۔ ان کے لئے سیگال ہوٹل میں کمرے ریزرو کرا دیئے گئے تھے۔ جب کہ عمران نے اپنے ساتھیوں کے لئے سٹی چارمنگ ہوٹل میں کمرے محفوظ کرالئے تھے۔ البتہ اپنے لئے اس نے کوئی کمرہ ریزرو نہ کرایا تھا۔ وہ خود ٹیم سے علیحدہ رہنا چاہتا تھا۔ پاسپورٹوں کے مطابق وہ سب صرف سیر و تفریح کے لئے آئے تھے۔ پاسپورٹ پر عمران کے میک اپ والی تصویر لگی تھی اور نام وکٹر مارک تھا۔ قومیت اطالوی تھی

جب عمران کے سب ساتھی نیچے اتر گئے تو سب سے آخر میں عمران دروازے سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آیا اور پھر ٹرانزٹ بس میں سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی پہلی بس میں جا چکے تھے۔ اس لئے اس بس میں عمران اکیلا تھا۔ بس نے انہیں کسٹمز اور امیگریشن کاؤنٹر کے سامنے لا کر اتار دیا۔ عمران کے ہاتھ میں موجود بیگ کو بڑی تفصیل سے چیک کیا گیا لیکن اس میں جب کوئی قابلِ اعتراض چیز نظر نہ آئی تو اس پر او۔ کے کا مارک لگا دیا گیا۔ عمران کے پاسپورٹ پر مہریں لگ جانے کے بعد عمران بیگ سنبھالے بڑے اطمینان سے چلتا ہوا ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر نکل آیا۔ وہ یوں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے اُسے کسی کے آنے کا انتظار ہو اور آنے والا اُسے نظر نہ آرہا ہو۔ چند لمحوں تک اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد وہ ڈھیلے

قدموں سے چلتا ہوا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آرہے تھے وہ شاید پہلے ہی نکل گئے تھے۔

ٹیکسی ڈرائیور نے عمران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اُسے بڑے ادب سے سلام کیا اور پھر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا اور عمران خاموشی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے میٹر ڈاؤن کیا اور پھر مڑ کر عمران سے اس کی منزل پوچھی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔ ٹیکسی ڈرائیوروں کا یہ رویہ جینیری کی روایت تھی۔ یہاں کے ٹیکسی ڈرائیور باقی دنیا کے ٹیکسی ڈرائیوروں سے بالکل ہی اُلٹ تھے۔ انتہائی مؤدب۔ انتہائی بااخلاق۔

”کیسینو ڈی سکس“ ——— عمران نے اُسے پتہ بتایا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی اور پھر صاف ستھری اور وسیع و عریض خوبصورت سڑک پر ٹیکسی دوڑتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی شہر کے شمالی حصے میں پہنچ گئی۔ اور پھر ایک تین منزلہ شاندار عمارت کے سامنے رک گئی عمارت پر نیون سائن چمک رہا تھا جس پر ”کیسینو ڈی سکس“ کے الفاظ تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے پورچ میں کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا۔ عمران بڑے اطمینان سے باہر آیا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ پر رکھا اور پھر بڑی بے نیازی سے اندر کی طرف چل دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اتنی بڑی بخشش پر جھک کر سلام کیا لیکن عمران اس کی طرف توجہ کئے بغیر شیشے کے گیٹ کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہ بہت بڑا

ہال تھا جس میں جوئے کی مختلف مشینیں نصب تھیں۔ ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی میزوں پر بھی جوا ہو رہا تھا۔

ہال میں خاصی گہما گہمی تھی۔ عمران بڑے اطمینان سے اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں ایک خوبصورت سی لڑکی اونچے سے سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کاؤنٹر پر سُرخ رنگ کا خوبصورت ٹیلیفون رکھا ہوا تھا۔

عمران کاؤنٹر کے سامنے جا کر رُک گیا اور لڑکی نے بڑے اطمینان سے بغیر کچھ پوچھے ٹیلیفون اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے بیٹھنے کا شاید مقصد ہی یہی تھا کہ لوگوں کو ٹیلیفون کی سہولت مہیا کرے۔

"نمبر بھی بتا دیجیے" ـــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کس کا جناب" ـــــ ؟ لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

"اپنے پرنس چارمنگ کا" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیا اور لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"میں شادی شدہ ہوں مسٹر" ـــــ چند لمحوں بعد لڑکی نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا ـــ شوہر اپنی جگہ ـــ پرنس چارمنگ اپنی جگہ" ـــ عمران نے ڈھیٹوں کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں" ـــــ ؟ لڑکی نے اس بار جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔ اور عمران نے یوں اطمینان سے رسیور واپس کریڈل پر رکھا جیسے وہ اسی فقرے کا انتظار کر رہا تھا۔

"ایک خوبصورت لڑکی سے کیا چاہا جا سکتا ہے ـــ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں" ـــــ عمران نے دونوں کہنیاں کاؤنٹر پر ٹکاتے ہوئے خالص عاشقوں کے انداز میں جواب دیا۔

"سوری! ـــ میں فلرٹ نہیں ہوں ـــ آپ کہیں اور ٹرائی کریں"۔ لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کسی غیر ملکی سے اتنی جلدی بے تکلف ہونے پر تیار نہ تھی۔

"کہاں ٹرائی کروں ـــ وہاں کا فون نمبر" ـــــ ؟ عمران نے دوبارہ ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے لڑکی نے کاؤنٹر کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا اور سامنے والی دیوار پر لگی ہوئی گھنٹی کی مترنم آواز گونج اٹھی اور دوسرے لمحے دیوار کے نیچے کھڑا ہوا ایک غنڈہ ٹائپ شخص تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے آدھی آستین کی بنیان سی پہنی ہوئی تھی۔ جو اس کے سڈول جسم پر تقریباً چپکی ہوئی تھی اور اس کے بازوؤں کی تنی ہوئی مچھلیاں بتا رہی تھیں کہ وہ لڑائی بھڑائی کا عادی ہے۔

"کیا بات ہے مِس جولینا" ـــــ ؟ غنڈہ ٹائپ نے کاؤنٹر کے قریب آکر بڑے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے لڑکی سے پوچھا۔

"یہ صاحب خوامخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ انہیں باہر کا راستہ دکھاؤ" ـــــ لڑکی نے تلخ لہجے میں عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو بڑے اطمینان سے کھڑا اس وقت ہال میں ہونے والے جوئے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار یہ تماشہ دیکھنے کا موقعہ ملا ہو۔

"اے مسٹر" ـــ آنے والے نے ذرا سخت سے انداز میں عمران کے

کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے تنک کر کہا۔

"یار!۔۔۔ بڑا سخت ہاتھ ہے تمہارا۔۔۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا جیسے میرے کاندھے کی ہڈی ہی ٹوٹ گئی ہو"۔۔۔ عمران نے مڑ کر بڑے تعریفی انداز میں نوجوان کے بازوؤں کی پھڑکتی ہوئی مچھلیوں کو دیکھ کر کہا۔

"تمہاری آمد کا مقصد"۔۔۔؟ نوجوان شاید اپنی تعریف سے خوش ہو گیا تھا اس لئے اس کا لہجہ اخلاق کی حد میں ہی رہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ کھاتے کیا ہو۔۔۔؟ کیا خوبصورت جسم ہے۔ واہ واہ"۔۔۔ عمران بدستور اسے بناتے چلا جا رہا تھا۔

"تم میری بات چھوڑو۔۔۔ اپنی آمد کا مقصد بتاؤ"۔۔۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بس یار بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا تو میں نے سوچا کہ چلو خوبصورت لڑکی اور خوبصورت نوجوان دیکھ لوں۔۔۔ لڑکی نے تو گھاس ہی نہیں ڈالی"۔۔۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہاں صرف جوا ہوتا ہے اور بس۔۔۔ اگر کھیلنا ہے تو جاؤ کھیلو۔ ورنہ۔۔۔" نوجوان کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"ورنہ کیا"۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ورنہ باہر کا راستہ دیکھو"۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"وہ میں نے دیکھا ہوا ہے۔ اور کوئی بات کرو"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کوئی خاص چیز ہی لگتے ہو۔۔۔ غیر ملکی ہو"۔۔۔؟ نوجوان نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اطالوی ہوں۔۔۔ ڈکٹر مارک میرا نام ہے۔۔۔ اور یہ بھی سن لو کہ تم جیسے خوبصورت جسموں والے نوجوانوں کو اپنا ملازم رکھنا میری ہابی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ خوبصورتی کے ساتھ ساتھ کچھ جان وان بھی ہونی چاہیئے۔ بودے اور بزدل لوگ مجھے ہرگز پسند نہیں ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"زیادہ باتیں نہ کرو۔۔۔ اور باہر نکلو"۔۔۔ نوجوان نے چڑ کر کہا۔ اس نے عمران کے فقرے کو اپنے لئے طنز سمجھ لیا تھا۔

"اور اگر نہ نکلوں تو۔۔۔" عمران نے اسے مزید چڑاتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھک گیا اور نوجوان کا گھومتا ہوا ہاتھ اس کے سر کے اوپر سے گھومتا چلا گیا۔ وار خالی جانے کی وجہ سے نوجوان بھی ذرا گھوم گیا تھا۔

دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی نوجوان تقریباً اڑتا ہوا اسی دیوار سے جا ٹکرایا جس کے نیچے وہ کھڑا تھا۔

"ایسے مارتے ہیں ہاتھ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ کسی استاد سے تم نے کچھ نہیں سیکھا"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ جیسے اسے سبق پڑھا رہا ہو۔

چٹاخ کی زوردار آواز اور نوجوان کے دیوار سے ٹکرانے پر کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہال میں ایک لمحے کے لئے گمبھیر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہر شخص چونک کر کاؤنٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

" تمہاری یہ جرأت کہ تم جیگر پر ہاتھ اٹھاؤ ——— میں تمہارا لہو پی جاؤں گا۔"
نوجوان گال پر ہاتھ رکھے تیزی سے اٹھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

" اچھا! ——— اب پتہ چلا کہ تم نے لہو پی پی کر یہ جسم پال رکھا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم گیدڑوں کا لہو پیتے ہو" ——— عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

عمران کا فقرہ سنتے ہی جیگر کے جسم میں جیسے شعلے سے بھڑک اُٹھے ہوں۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔

" کیا ہو رہا ہے جیگر" ——— اچانک مختلف کونوں سے چیختی ہوئی آوازیں سنائی دیں لیکن جیگر تو بھرے ہال میں اپنی بے عزتی پر شاید پاگل ہو گیا تھا اس نے انتہائی مہارت سے خنجر کا بھرپور وار عمران پر کیا جو اب بھی بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

جیسے ہی خنجر عمران کے قریب آیا، عمران کا بازو تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے جیگر اس کے سر سے بلند ہوتا ہوا دوسری طرف ایک میز پر جا گرا۔ اور اب خنجر عمران کے ہاتھ میں تھا جو اس کی دھار پر انگلی پھیر کر دیکھ رہا تھا۔

" ارے یہ تو اصلی ہے ——— ارے باپ رے" ——— عمران نے یوں خوفزدہ ہو کر خنجر ایک طرف پھینکا جیسے اب تک وہ اُسے طیمرن کا ہی سمجھ رہا ہو۔

جیگر کے میز پر گرنے سے ہال میں بھگدڑ سی مچ گئی اور پھر مختلف کونوں سے کئی غنڈہ ٹائپ افراد تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

" کون ہو ——— ؟ کون ہو تم" ——— ؟ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک سائیڈ کی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم پہلوان نما آدمی باہر نکل آیا اس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے ملے جلے آثار نمایاں تھے۔

" یہاں کیا ہو رہا ہے" ——— ؟ اس نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا اور عمران کی طرف بڑھتے ہوئے قدم یکلخت یوں رک گئے جیسے چابی والے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر خودبخود رک جاتے ہیں۔

" باس! ——— اس نوجوان نے جیگر پر حملہ کیا ہے" ——— ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جیگر پر حملہ کیا ہے ——— کیوں" ——— ؟ اس لحیم شحیم پہلوان نما باس نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ لہجے میں غراہٹ بدستور موجود تھی۔

" ارے جناب! ——— یہ جھوٹ بول رہا ہے سفید جھوٹ ——— بالکل ٹ۔ سفید جھوٹ ——— بھلا میری کیا جرأت کہ میں جیگر جیسے لڑاکے پر ملہ کروں ——— میں تو اس کے جسم کی تعریف کر رہا تھا جناب" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

" تم ہو کون" ——— ؟ لحیم شحیم باس نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

" میرا نام ڈاکٹر مارک ہے ——— اور میں اطالوی ہوں" ——— عمران نے رف جواب میں اپنا تعارف کرایا بلکہ مصافحے کے لئے ہاتھ بھی بڑھا دیا ن باس نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نظرانداز کر دیا۔

"سنو! — تم جو بھی ہو — میرے کیبنیو سے باہر نکل جاؤ — تم اجنبی ہو اور میں اجنبیوں پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ہوں — ورنہ شارلی کے آدمی پر ہاتھ اٹھانے والا دوسرا سانس نہیں لے سکتا" — باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چلو دوسرا نہیں تو تیسرا، چوتھا سانس تو لے سکتے ہوں گے۔ دوسرا سانس نہ بھی لیں گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا" — عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں! — تم دلیر بننے کی کوشش کر رہے ہو" — شارلی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — دلیر کی صرف دال ہی بنتا ہوں — اور اسی دال نے تو میرا ٹیڑھا کر دیا ہے — کم بخت ہضم ہی نہیں ہوتی" — عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ باس کی بات اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔ اور ہال میں موجود ہر شخص عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔ ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اب انہیں عمران کی موت کا پوری طرح یقین ہو گیا ہو۔

"تم نے اپنی موت کو آواز دے ہی دی آخر" — شارلی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں شعلے سے بھڑک اٹھے تھے۔ اتنے لوگوں میں عمران جس طرح اطمینان سے کھڑا اس کا مذاق اڑا رہا تھا اس کا نتیجہ تو ظاہر ہے یہی نکلنا تھا۔

دوسرے لمحے شارلی نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتا، عمران کی ٹانگ تیزی سے

حرکت میں آئی اور ریوالور شارلی کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہوا اور پلک جھپکنے میں عمران کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔

"واہ! — بڑا خوبصورت ریوالور ہے — بالکل اصلی لگتا ہے" — عمران نے بڑے تعریف بھرے انداز میں ریوالور کو ہاتھ میں تولتے ہوئے کہا اور اس بار شارلی کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے اس قدر پھرتی اور مہارت کی تو شاید اسے خواب میں بھی توقع نہ تھی لیکن وہ خاموش کھڑا کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ہال میں موجود ہر شخص دم بخود تھا۔ عمران کے کرتب ہی انوکھے تھے۔ ایسے کرتب تو شاید انہوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

"اچھلتے — لو اسے جیب میں رکھ لو — گر گیا تو ٹوٹ جائیگا۔ بہرحال بچوں کے ڈرانے کے لئے اچھی چیز ہے" — عمران نے ریوالور واپس شارلی کی طرف اچھال دیا۔ اس کا انداز بڑا بے نیازانہ تھا اور شارلی نے مکینکی انداز میں ریوالور واپس تھام لیا۔ البتہ اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے تھے۔

"تم آخر ہو کیا چیز — ؟ بیک وقت بھیڑ کی طرح معصوم بھی ہو — اور چیتے کی طرح پھرتیلے بھی" — شارلی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یار! — تم لوگ تو خوامخواہ میری تعریفیں کئے جا رہے ہو — مجھے شرم آ رہی ہے۔ میں تو ویسے ہی گھومتا پھرتا ادھر آ نکلا تھا۔ پہلے یہ جنگیر صاحب مجھ پر چڑھ دوڑے۔ حالانکہ میں نے ان کے خوبصورت جسم کی تعریف کی تھی — اور اب تم کھلونے نکال کر مجھے ڈرا رہے ہو" — عمران نے یوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا جیسے یہ سب کچھ اس کے نزدیک

ایک مذاق ہو۔

"اب تم جیسے معصوم سے آدمی پر ہاتھ اٹھانا بھی میرے شایانِ شان نہیں ہے ـــــ بہرحال میں نے تمہیں معاف کیا ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــــ میں تم سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں" ـــــ شارٹی نے نرم لہجے میں کہا۔ یا تو وہ عمران کی معصومیت کا قائل ہو گیا تھا یا پھر عمران کی مہارت سے خوفزدہ ہو گیا تھا اور اُسے خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اگر وہ عمران کے ہاتھوں پٹ گیا تو اس کی بنی بنائی عزت بھی خاک میں مل جائے گی۔

"کوئی مشروب پلاؤ گے ـــــ یا گفتگو سوکھی ہی رہے گی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جسے شارٹی پسند کرنے لگ جاتے ـــــ اُسے پھر کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی" ـــــ شارٹی نے پُرغرور لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کو اپنے ہمراہ لئے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"بیٹھو" ـــــ دفتر میں پہنچ کر شارٹی نے عمران کو ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ شارٹی نے اٹھ کر دروازے کی چٹخنی چڑھا دی اور دوسرے لمحے اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدل گئے۔ ریوالور اس کے ہاتھ میں ظاہر ہو گیا۔

"اب اپنی اصل حقیقت بتا دو ـــــ تم شارٹی کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔" شارٹی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ حقیقت تم باہر ہال میں بھی پوچھ سکتے تھے مسٹر شارٹی! ـــــ اس کے لئے بند کمرے کی کیا ضرورت تھی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اطمینان دیکھ کر مجھے شک ہوا تھا کہ ہال میں تمہارے ساتھی بھی

موجود ہیں۔ اس لئے میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں" ـــــ شارٹی نے زہرخند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تم کب سے اتنے بزدل ہو گئے ہو شارٹی! ـــــ پرنس آف ڈھمپ نے تو تمہاری جی داری کی بڑی تعریف کی تھی لیکن ـــــ" عمران نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا۔

"کک ـ کک ـ کس نے ـ کس نے ـ تم نے کس کا نام لیا" ـــــ؟ شارٹی یوں اچھلا جیسے اُسے بجلی کا طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو۔

"پرنس آف ڈھمپ نے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے تم پرنس آف ڈھمپ کے آدمی ہو ـــــ؟ اوہ تبھی اتنے بے جگر ہو ـــــ اوہ! تم نے کس کا نام لے دیا ـــــ کہاں ہے پرنس آف ڈھمپ؟ مجھے کتنی حسرت تھی کہ کاش کبھی اس سے دوبارہ ملاقات ہو جاتی" ـــــ شارٹی کے الفاظ اور تاثرات یکلخت بدل گئے اور اس نے ریوالور یوں جیب میں ڈال لیا جیسے صدیوں سے بچھڑے ہوئے مجنوں کو لیلیٰ کے متعلق بتا دیا گیا ہو۔

"اگر پرنس آف ڈھمپ سے ملوا دوں تو کیا انعام ملے گا" ـــــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ـ تم پرنس آف ڈھمپ سے ملوا سکتے ہو ـــــ کاش یہ سچ ہو۔ تم انعام کی بات کر رہے ہو۔ تم میری جان بھی لے سکتے ہو" ـــــ شارٹی نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"چلو تمہیں اتنی ہی حسرت ہے تو پھر مل لو۔ پرنس آف ڈھمپ حاضر ہے" ـــــ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا اور عمران کی

اصل آواز سنتے ہی شارٹی چند لمحوں کے لئے بُت کی طرح ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" پرنس.... پرنس تم ... ارے پرنس" ___ شارٹی نے اچھلتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں عمران سے چمٹ گیا جیسے بازوؤں میں بھینچ کر ہی مار ڈالے گا۔

" ارے ... ارے ___ میری پسلیاں ... بھائی شارٹی مجھ پر رحم کرو۔ ورنہ میں دوبارہ وکٹر بن جاؤں گا" ___ عمران نے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا۔ اور شارٹی نے اُسے چھوڑ دیا۔

" اوہ پرنس! ___ تم نے مجھے اپنے آنے کی اطلاع کیوں نہیں دی۔ میں تمہارا استقبال ایئر پورٹ پر کرتا" ___ شارٹی نے خوشی سے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

" تاکہ تم پرنس کا جنازہ اٹھا کر کیسینو پہنچتے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور شارٹی کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔

" اوہ! ___ تو یہ بات ہے ___ تم کسی مشن پر آئے ہو ___ اوہ! میں سمجھ گیا۔ اسی لئے تم نے ہال میں اپنی شناخت نہ کرائی تھی" ___ شارٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اب وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

" مشن بھی چھوٹا موٹا نہیں ___ بڑا تگڑا مشن ہے ___ پاورلینڈ کے متعلق کچھ جانتے ہو" ___ عمران نے براہ راست سوال کیا۔ اُسے شارٹی کے بارے میں اچھی طرح علم تھا کہ اگر شارٹی کا تعلق پاورلینڈ سے ہوا بھی تب بھی وہ عمران سے اسے نہ چھپائے گا۔ شارٹی کی زندگی ایک بار اس نے ایک بہت بڑی تنظیم کے ہاتھوں سے بچائی تھی اور اس تنظیم کا مقابلہ

کرتے ہوئے عمران شدید زخمی بھی ہو گیا تھا لیکن اس نے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا تھا۔ یہ دس بارہ سال قبل کی بات تھی۔ تب سے شارٹی اس کا بے دام غلام بن گیا تھا۔

" پاورلینڈ! ___ اوہ تم پاورلینڈ کے خلاف کام کر رہے ہو ___ میں نے اس کے بارے میں سُنا تو ضرور ہے لیکن توجہ نہیں کی کبھی۔ کیونکہ بس اس کا نام ہی سُننے میں آیا ہے۔ کام کبھی نہیں دیکھا" ___ شارٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" پھر ٹھیک ہے ___ مجھے بس یہی خطرہ تھا کہ ہمارا یار شارٹی بھی کہیں پاورلینڈ کا غلام نہ ہو" ___ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میں اور غلام ___ پرنس! وہ زمانے گئے جب شارٹی کسی تنظیم کا غلام ہوا کرتا تھا ___ اب تو شارٹی خود ایک طاقتور تنظیم کا باس ہے۔ ریڈ فاکس جنیزی میں خاصی طاقتور تنظیم سمجھی جاتی ہے" ___ شارٹی نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

" اوہ تب ٹھیک ہے ___ پھر تم تو رچرڈ رافیل کے بارے میں بھی جانتے ہو گے۔ اس کا پتہ ہے تھرٹی ایونیو سکس سائیڈ اے جنیزی" ___ عمران نے ولسن کی جیب سے ملنے والی ڈائری سے ایک پتہ بتلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ کنگ ڈاگ! ___ بڑی اچھی طرح جانتا ہوں ___ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس کے پاس خاصا طاقتور گروپ ہے" ___ شارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا تم کسی طرح اس کی شناخت کرا سکتے ہو ___ صرف شناخت" ___ عمران

نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

" بالکل کرا سکتا ہوں ــــ وہ اس وقت ہوٹل برگنزا میں ہوگا۔ وہی اس کا مخصوص اڈہ ہے" ــــ شارٹی نے جواب دیا۔

" تو پھر چلو ــــ بس تم دور سے مجھے بتا دینا۔ اس کے بعد تمہارا کام ختم" ــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے پرنس یہ بھی ہو جائے گا ــــ بیٹھو تو سہی ــــ اتنے عرصے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ میں تمہاری شایان شان دعوت کرنا چاہتا ہوں" ــــ شارٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" تم میری عادت جانتے ہو شارٹی! ــــ اور ابھی تک میری یہ عادت قائم ہے کہ پہلے کام پھر طعام" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شارٹی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" لیکن ایک شرط ہے کہ تم جب تک جینیری میں رہو گے، مجھ سے ملتے رہو گے ــــ اور سنو! ریڈ فاکس تمہاری ہر خدمت کے لئے تیار ہوگی۔ بس تم اشارہ کر دینا ــــ اور اگر تم چاہو تو میں کنگ ڈاگ کو اغوا کر کے یہاں تمہارے سامنے پیش کر دوں" ــــ شارٹی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" شکریہ ــــ ضرورت پڑی تو میں ضرور تمہیں تکلیف دوں گا۔ ابھی تو صرف میں اس سے ملنا چاہتا ہوں اور بس" ــــ عمران نے جواب دیا اور شارٹی اسے لئے ہوئے ایک اور دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے سے گزر کر وہ ایک گیلری میں سے گزرتے ہوئے عمارت کی پچھلی طرف بنے ہوئے ایک بڑے سے پورچ میں پہنچ گئے۔

پورچ میں سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی۔ شارٹی نے ڈرائیونگ

سیٹ سنبھالی اور عمران بڑے اطمینان سے ساتھ والی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔ کار ایک جھٹکے سے حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے عمارت سے نکل کر سڑک پر آئی اور ٹریفک کے اژدھام میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

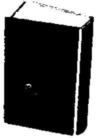

مارٹن کیفے شائی لاک کے خوبصورت ہال میں بیٹھا اپنے سامنے رکھے مشروب کی چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کے جسم پر بہترین تراش کا ایک قیمتی سوٹ تھا۔ آنکھوں پر جدید سٹائل کی گاگل لگی ہوئی تھی اور وہ اس وقت خاصا چارمنگ لگ رہا تھا۔ ہال میں موجود نوجوان لڑکیوں کی نظریں اپنے ساتھیوں سے بچ بچا کر بار بار اس پر جم جاتیں۔ وہ اپنی میز پر اکیلا بیٹھا ہوا تھا۔ کئی اکیلی لڑکیوں نے اس کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کی لیکن مارٹن نے انہیں لفٹ نہ کرائی اور وہ مایوس ہو کر چلی گئیں۔

مارٹن کو یہاں بیٹھے ہوئے ایک گھنٹے سے زائد گزر چکا تھا۔ اس کے ساتھی شہر میں پھیلے ہوئے تھے۔ مارٹن کو یقین تھا کہ عمران اپنی شکل میں کبھی بھی جینیری میں نہ آئے گا۔ اس لئے اس کے پہچانے جانے کا تو سوال

ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ البتہ صرف ایک امکان تھا کہ اگر باس کے کہنے کے مطابق ماسٹر کلر کا جوانا اس کے ساتھ ہے تو پھر جوانا کو آسانی سے پہچانا جا سکتا تھا۔ اگر وہ میک اپ میں بھی ہوگا تب بھی اپنے مخصوص ڈیل ڈول کی وجہ سے آسانی سے پہچان لیا جائے گا۔

مارٹن نے اپنے ساتھیوں کو پورے شہر میں پھیلا رکھا تھا تاکہ جیسے ہی جوانا نظر آئے وہ اُسے اطلاع کر دیں تاکہ وہ فوری طور پر ایکشن میں آ جائے اس نے اپنے ایک ساتھی کو رچرڈ کی نگرانی پر لگا رکھا تھا تاکہ اگر رچرڈ عمران کو تلاش کرے تو وہ اس پر جھپٹ سکے۔ مارٹن نے عارضی طور پر کیفے شائی لاک کی اوپری منزل میں ایک کمرہ بک کرایا ہوا تھا اور وہ اس میں رہائش پذیر تھا۔

ابھی مارٹن مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے عمران کے متعلق سوچ رہا تھا کہ ایک ویٹر ہاتھ میں پلیٹ اٹھائے تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"آپ کا ٹیلیفونک پیغام" ــــــ ویٹر نے بڑے مودبانہ انداز میں پلیٹ جس میں ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ مارٹن کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"ٹھیک ہے" ــــــ مارٹن نے بڑے نیازانہ انداز میں جواب دیا اور ویٹر مودبانہ انداز میں پیچھے ہٹا اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے مشروب کی آخری چسکی لی اور پھر جام کو واپس میز پر رکھ کر اس نے پلیٹ میں سے کاغذ اٹھا لیا۔ اس پر چند لائنیں ٹائپ شدہ موجود تھیں۔

"مارکیٹ کھل گئی ہے ــــــ ہوٹل برگنزا میں میٹنگ ہو رہی ہے۔ کنگ ڈاگ نامی فرم زیادہ بولی دے رہی ہے" ــــــ کاغذ پر لکھی ہوئی سطروں پر مارٹن کی نظریں پھسلتی چلی جا رہی تھیں اور ساتھ ہی اس کے

لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ کوڈ پیغام کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ رچرڈ جسے عرف عام میں کنگ ڈاگ کہا جاتا ہے، نے جوانا کو تلاش کر لیا ہے اور اُسے اغوا کر کے ہوٹل برگنزا میں لایا گیا ہے۔

مارٹن نے کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر کرسی سے اُٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا چند لمحوں میں ہی لفٹ نے اُسے اوپر والی منزل میں پہنچا دیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر مارٹن نے الماری کھولی اور اس میں رکھا ہوا ایک جدید ساخت کا کیسٹ ریکارڈر اٹھا کر کمرے میں رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے اس نے کیسٹ ریکارڈر کو اٹھایا اور باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ باتھ روم میں پہنچ کر اس نے اس کا دروازہ بند کر دیا اور پھر شاور کھولنے کے بعد اس نے کیسٹ ریکارڈر کا ایریل اونچا کیا اور اس کے بٹن کو آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد کیسٹ ریکارڈر سے ڈسکو میوزک کا شور بلند ہونے لگا۔ میوزک آہستہ آہستہ پس منظر میں چلا گیا اور ایک مردانہ آواز غالب آ گئی۔

"سٹار بول رہا ہوں باس۔ اوور" ــــــ بولنے والے کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"بلیک سن کالنگ ــــــ مکمل رپورٹ دو۔ اوور" ــــــ مارٹن نے جواب دیا۔ لہجہ تحکمانہ تھا۔

"باس! ــــــ میں ایئرپورٹ پر موجود تھا کہ جوانا اور ایک اور حبشی اس جہاز سے اترے۔ کنگ ڈاگ کے کئی ساتھی ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ اور پھر جوانا اور دوسرا حبشی انہی کی ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے ــــــ ٹیکسی انہیں لے کر ہوٹل برگنزا پہنچ گئی ــــــ وہاں کنگ ڈاگ موجود تھا۔ انہیں ہوٹل کے تہہ خانے میں لے جایا گیا ہے۔ کنگ ڈاگ تہہ خانے میں گیا ہے اور اس

کا پورا گینگ نگرانی پر مامور ہے۔ اوور" ـــــ سٹار نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جہاز سے ان کے دوسرے ساتھی بھی اُترے ہوں گے ـــــ عمران کے قدوقامت کی کوئی شخصیت۔ اوور" ـــــ مارٹن نے پوچھا۔

ایک نوجوان پر شک ہوا تھا ـــ وہ اطالوی تھا لیکن وہ بالکل اکیلا تھا۔ مون نے میرے کہنے پر اس کا تعاقب کیا تھا۔ اس نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ وہ نوجوان کینیوڈی سکس میں گیا ہے ـــ وہاں اُسے کوئی نہیں پہچانتا ـــ اس کا وہاں جھگڑا ہوا جس میں اس نے حیرت انگیز شعبدے دکھائے ہیں اور اب وہ شارلی کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا نام وکٹر مارک ہے۔ اطالوی ہے۔ اوور" ـــــ سٹار نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"جھگڑے میں شعبدے ـــــ ارے وہی تو عمران ہے۔ اس کی لڑائی کا طریقہ یہی ہے۔ مون اب کہاں ہے جلدی بتاؤ۔ اوور" ـــــ مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔ اُسے سو فیصد یقین ہو گیا تھا کہ عمران ہی وکٹر مارک کے میک اپ میں ہے۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا کہ اس نے عمران کو تقریباً تلاش کر ہی لیا ہے۔

"مون ابھی تک کیسینو میں ہی ہے۔ اوور" ـــــ سٹار نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ تم ہوٹل برگنزا میں نگرانی کرو ـــ جب تک میں حکم نہ دوں مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے نابے گھمانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ریکارڈر سے ایک نئی طرز کا میوزک گونجنے لگا اور مارٹن نے ہاتھ روک لیا۔ میوزک تین منٹ تک مسلسل بجتا رہا۔ پھر اس پر ایک مردانہ آواز گونجی۔

"مون سپیکنگ۔ اوور" ـــــ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کال ریسیو کرنے میں اتنی دیر کیوں کر دی۔ اوور" ـــــ مارٹن نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"سوری باس! ـــ موقع ہی نہ تھا ـــــ میں اس وقت کار میں سفر کر رہا تھا اور ارد گرد کاریں میرے متوازی چل رہی تھیں۔ اوور" ـــــ مون نے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ کار میں سفر ـــ کیوں ـــ؟ تم تو کیسینو ڈی سکس میں تھے۔ اوور" مارٹن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ـــ میں ائیر پورٹ سے سٹار کے کہنے پر ایک اطالوی نوجوان کا تعاقب کرتے ہوئے کیسینو پہنچا ـــ وہاں اطالوی نوجوان کا کیسینو کے غنڈے سے جھگڑا ہو گیا جس میں اس غنڈے نے بُری طرح شکست کھائی۔ اس پر شارلی جو ریڈ فاکس کہلاتا ہے۔ باہر آگیا ـــ اس نوجوان نے اس سے بھی بڑے حیرت انگیز طریقے سے ریوالور چھین لیا۔ اور پھر بڑی معصومیت سے بھرا ہوا ریوالور واپس کر دیا۔ اس پر شارلی اس سے بے حد متاثر ہوا اور وہ اسے لے کر دفتر میں گیا۔ میں سٹار کو رپورٹ دینے کے لئے کیسینو سے باہر آکر ایک کونے میں پہنچا۔ میں نے سٹار کو رپورٹ دے کر ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ میں نے کیسینو کی بیک سائیڈ سے ایک کار میں شارلی اور اس نوجوان کو بڑے پُراسرار انداز میں عمارت سے باہر نکلتے دیکھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کار میں ان کا تعاقب کیا تو وہ دونوں ہوٹل برگنزا پہنچے ہیں ـــ اب شارلی اور وہ نوجوان ہوٹل کے اندر موجود ہیں اور ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اوور" ـــــ مون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ سٹار بھی وہیں ہے ــــ وہ دو حبشیوں کی نگرانی کر رہا ہے ـــــ تم اس اطالوی نوجوان کا خیال رکھنا۔ میں خود وہیں پہنچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا مشن ابھی پورا ہو جائے گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ مارٹن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ناب گھمانی شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد ایک اور طرز کا میوزک ریکارڈر پر ابھرا اور پھر چند ہی لمحوں بعد ایک نئی آواز ابھری۔

"اسکائی سپیکنگ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پرجوش تھا۔

"بلیک سن کالنگ ـــ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ـــــ مارٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں ہوٹل چیک کر رہا ہوں جناب! ـــــ اس وقت ہوٹل سیلی گیٹ کے پاس ہوں۔ اوور" ـــــ اسکائی نے جواب دیا۔

"او۔کے! ـــ تم فوراً ہوٹل برگنزا پہنچو ـــــ سٹار اور مون بھی وہاں موجود ہیں ــ میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں ـــــ فی الحال تم نے مون کے ساتھ مل کر ایک آدمی کی نگرانی کرنی ہے۔ باقی ھدایات میں خود وہیں آ کر دوں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ مارٹن نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کیسٹ ریکارڈر آف کیا اور شاور بند کر کے وہ واپس کمرے میں آ گیا۔

مارٹن نے کیسٹ ریکارڈر دوبارہ الماری میں رکھا اور الماری کو لاک کر دیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے اپنا کوٹ اتارا۔ اور پھر ایک دوسری الماری میں

لٹکی ہوئی اس نے سیاہ رنگ کی بند گلے کی جیکٹ اتار کر پہنی اور کوٹ دوبارہ اس کے اوپر پہن لیا۔

یہ مارٹن کی مخصوص جیکٹ تھی جس میں بے شمار خفیہ جیبیں تھیں۔ جن میں عجیب و غریب قسم کے جدید ترین ہتھیار ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جیکٹ بلٹ پروف بھی تھی۔ اس جیکٹ کی وجہ سے اسے سینے پر گولی نہ لگ سکتی تھی۔

کوٹ پہننے کے بعد وہ تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آیا۔ دروازہ لاک کیا اور پھر لفٹ کے ذریعے چند ہی لمحوں میں وہ ہال میں پہنچ گیا۔ ہال کراس کرنے میں اسے چند منٹ لگے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی مخصوص ساخت کی سپورٹس کار انتہائی تیزی سے اڑتی ہوئی ہوٹل برگنزا کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بچے کی آنکھوں میں اپنا پسندیدہ کھلونا دیکھ کر آتی ہے۔

جوانا اور جوزف طیارے سے اترتے ہی ہیلی ٹرانزٹ بس میں بیٹھ کر کسٹم اور امیگریشن کاؤنٹر پر سب سے پہلے پہنچے۔ چونکہ ان کے پاس کوئی سامان نہ تھا اس لئے کسٹم کاؤنٹر پر تو وہ رکے ہی نہیں، البتہ امیگریشن کاؤنٹر پر انہیں چند منٹ لگے اور پھر انہیں کلیرنس کا اشارہ مل گیا اور وہ دونوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ائیرپورٹ کی عمارت سے باہر آگئے

" اوہ! ___ خاصا خوبصورت شہر ہے " ___ جوزف نے باہر نکلتے ہی ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ زندگی میں پہلی بار جنیزی آیا تھا۔

" ہاں! ___ یہ بہت ہی خوبصورت اور رومانی شہر ہے ___ میں نے اپنی زندگی کا کافی حصہ یہاں گزارا ہے۔ اگر وقت ملا تو میں تمہیں جنیزی شہر کے ایسے ایسے گوشوں کی سیر کراؤں گا کہ تم نے خواب میں بھی ایسے گوشوں کا تصور نہ کیا ہوگا " ___ جوانا نے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ دونوں ٹیکسی اسٹینڈ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک طرف

ایک خالی ٹیکسی رینگتی ہوئی ان کے قریب آکر رکی اور ڈرائیور نے پھرتی سے باہر نکل کر انہیں بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے ٹیکسی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا۔

" آؤ اسی میں بیٹھ جاتے ہیں " ___ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف نے بھی سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں ٹیکسی کی پچھلی نشست پر سوار ہو گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے میٹر ڈاؤن کیا۔

" ہوٹل سیگال چلو " ___ جوانا نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

جوانا، جوزف کو شہر کی مختلف عمارتوں اور سڑکوں کے متعلق بتانے لگا۔ ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر جب وہ ایک موڑ مڑی تو جوانا چونک پڑا۔

" اے مسٹر! ___ تم بلیک اسٹریٹ کی طرف کیوں آگئے ___ ادھر تو ہوٹل سیگال نہیں ہے " ___ جوانا نے کرخت لہجے میں کہا۔

" ادھر سڑک زیر تعمیر ہے جناب! ___ اس لئے ادھر سے گھوم کر جانا پڑتا ہے جناب " ___ ٹیکسی ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور جوانا مطمئن ہو گیا۔ اور ایک بار پھر جوزف سے مخاطب ہو گیا۔ جوزف اس کی باتیں سننے کے ساتھ ساتھ جیب سے بوتل نکال کر بڑے مزے سے شراب کے گھونٹ چڑھاتے چلا جا رہا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی ٹیکسی ہوٹل سیگال کے سامنے پہنچی، ٹیکسی ڈرائیور نے کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ کر پورچ سے ذرا آگے

کر کے کھڑی کر دی۔

"یہ تو ہوٹل برگنزا ہے ۔۔۔ احمق آدمی! میں نے ہوٹل سیگال کہا تھا ۔۔۔ تم بہرے ہو" ۔۔۔ جوانا نے ہوٹل برگنزا کے سامنے ٹیکسی رکتے دیکھ کر غصے سے چیخ کر کہا۔

"میں جانتا ہوں سر! ۔۔۔ میں نے یہاں ایک ضروری پیغام دینا ہے سر۔ صرف ایک منٹ سر ۔۔۔ ویری سوری سر" ۔۔۔ ڈرائیور نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے اترا اور عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسی لمحے ٹیکسی کے دونوں اطراف میں دو کاریں آکر رکیں اور پھر ان میں سے چھ افراد انتہائی پھرتی سے نیچے اترے پھر اس سے پہلے کہ جوانا اور جوزف سچوئیشن کو سمجھتے، کار کے دونوں اطراف کے پچھلے دروازے ایک جھٹکے سے کھلے اور ان دونوں کے پہلوؤں سے سٹین گنوں کی نالیں چپک گئیں۔ اور وہ دونوں چونک پڑے۔

"خاموشی سے نیچے اتر آؤ ۔۔۔ خبردار! اگر غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں بھون دیئے جاؤ گے" ۔۔۔ انتہائی کرخت لہجے میں انہیں حکم دیا گیا اور جوانا اور جوزف حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کو شاید اس بات کا خیال تک نہ تھا کہ یوں اترتے ہی کارروائی شروع ہو جائے گی۔ ورنہ وہ پہلے ہی ہوشیار ہو جاتے۔ بہرحال سٹین گنوں کی موجودگی میں انہیں مجبوراً نیچے اترنا پڑا اور پھر انہیں سٹین گنوں کے زور پر ہوٹل کے عقب میں لے جاکر ایک خفیہ دروازے کے ذریعے ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا۔ یہ تہہ خانہ خاصا بڑا تھا۔ اس میں چار ستون تھے۔ دیواروں کے ساتھ تشدد کے

جدید ترین آلات نصب تھے۔

"تم لوگ آخر کون ہو" ۔۔۔ جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری موت" ۔۔۔ ایک نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی سٹین گن کا بٹ جوانا کے پہلو میں زور سے مارا۔ اور اسی لمحے جوانا کا دماغ گھوم گیا وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے بٹ مارنے والا بری طرح چیختا ہوا ایک زوردار دھماکے سے تہہ خانے کی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا اس کے ساتھیوں نے فائر کھولنا چاہا، مگر جوزف اس دوران حرکت میں آچکا تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا دو آدمیوں سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ جوانا پہلے کو اچھالتے ہی انتہائی تیزی سے اچھل کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا اور اس طرح باقی افراد کی سٹین گنوں سے نکلنے والی گولیوں کی بوچھاڑ سے بال بال بچ گیا۔

جوزف نے ان دونوں کو گراتے ہی انتہائی تیزی سے ایک طرف گری ہوئی سٹین گن اٹھالی۔ اور پھر ہال انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جوزف نے گھومتے ہوئے ایک ہی وار میں چار افراد کو ڈھیر کر دیا تھا۔ ان میں سے تین تو وہ تھے جنہوں نے جوانا پر فائر کھولا تھا اور ایک وہ جس نے جوانا کو بٹ مارا تھا اور جوانا نے اسے بازو سے پکڑ کر دیوار سے دے مارا تھا وہ اس وقت اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ان چاروں کو گراتے ہی جوزف انتہائی پھرتی سے مڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا۔ اس طرح وہ ایک آدمی کی سٹین گن کی گولیوں سے بال بال بچ گیا۔ دوسرا آدمی البتہ نہتا ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی سٹین گن اب

جوزف کے ہاتھوں میں تھی۔ جوزف نے دوسرا برسٹ مارنے کی نوبت ہی نہ آنے دی اور اس کی سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں نے باقی دو کو بھی چاٹ لیا۔ اس طرح انہوں نے صرف اپنی پھرتی اور مہارت سے بیک وقت چھ مسلح افراد کو ڈھیر کر دیا تھا۔

ان افراد کے مرتے ہی جوانا اور جوزف تیزی سے دروازے کی طرف مڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے ایک زوردار آواز کے ساتھ ہی تہہ خانے کے دروازے پر لوہے کی آہنی چادریں آکر گریں اور دروازہ بلاک ہو گیا۔ اور پھر صرف دروازہ ہی بلاک نہیں ہوا بلکہ دوسرے لمحے ایک اور حیرت انگیز کام ہوا کہ جوزف کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے نکل کر چھت سے جا چمٹی اور صرف اس کے ہاتھ والی ہی نہیں بلکہ کمرے میں موجود باقی سٹین گنیں بھی تیزی سے اڑ کر چھت کے ساتھ چپک گئیں۔

ابھی جوزف اور جوانا حیرت سے یہ کارروائی دیکھ ہی رہے تھے کہ تہہ خانے میں نیلے رنگ کا دھواں بھرنا شروع ہو گیا۔ جب ان دونوں کو دھوئیں کا احساس ہوا تو شاید کافی دیر ہو چکی تھی کیونکہ ان دونوں نے لاشعوری طور پر اپنے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن ان کے ذہنوں پر طوفان کی رفتار سے اندھیرے چھاتے چلے گئے۔

جب ان کی آنکھ دوبارہ کھلی تو ان کے حلق سے طویل سانسیں نکل گئیں کیونکہ اس بار وہ دونوں تہہ خانے کے ستونوں سے مضبوط زنجیروں سے اس طرح جکڑے ہوئے تھے کہ ان کے لئے اپنے جسم کے کسی حصے کو حرکت دینے کا اختیار نہ رہا تھا۔ ان کے سامنے چھ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں لئے کھڑے

تھے۔ کمرے میں موجود چھ لاشیں اب غائب ہو چکی تھیں۔

دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بگڑی ہوئی صورت کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔ ایک گال پر زخم کا لمبا سا نشان تھا جس نے اس کا چہرہ اور زیادہ بدزیب بنا دیا تھا۔ اس کا جسم گٹھا ہوا اور انتہائی سخت دکھائی دیتا تھا۔

جوانا کی نظریں اس آدمی پر جم گئیں۔ اُسے یہ چہرہ کچھ مانوس سا لگ رہا تھا۔ اس نے اپنے دماغ پر زور دیا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ اُسے پہچان گیا۔ یہ رچرڈ تھا۔ جینزی کا مقامی غنڈہ۔ کافی عرصہ پہلے ایک کیس کے سلسلے میں اس سے جوانا کی جھڑپ ہو چکی تھی اور جوانا نے اُسے اتنا مارا تھا کہ وہ چھ ماہ تک ہسپتال میں پڑا رہا تھا۔ رچرڈ تیزی سے قدم آگے بڑھاتا ہوا جوانا کے سامنے آکر رک گیا۔

"مجھے پہچانتے ہو جوانا ——— ؟" رچرڈ نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

"ہاں ——— اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم جینزی کے کیڑے مکوڑوں میں شامل ایک حقیر سے کیڑے ہو ———" جوانا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

رچرڈ کا چہرہ جوانا کا فقرہ سن کر اور زیادہ بگڑ گیا۔ لیکن وہ چند لمحے خاموش کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے جوانا کو دیکھتا رہا۔

"دیکھو جوانا ——— تم ہماری لائن کے ہی آدمی ہو۔ اس لئے میری تم سے براہ راست کوئی دشمنی نہیں ——— مجھے تم سے صرف چند معلومات چاہئیں اگر تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو تم آزاد ہو گے ———" رچرڈ نے لفظ چبا چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم شاید وہ مار بھول گئے ہو رچرڈ! ۔۔۔ جس کی وجہ سے تمہیں چھ ماہ تک ہسپتال میں رہنا پڑا تھا ۔۔۔ تم جیسے حقیر اور بزدل چوہے تو جوانا کا نام سنتے ہی بلوں میں دبک جاتے تھے۔ آج تمہیں یہ جرأت ہو گئی کہ تم جوانا کے سامنے اکڑے کھڑے ہو" ۔۔۔ جوانا نے پہلے سے زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم کچھ بتانے کے لئے تیار نہیں ہو ۔۔۔ تو ٹھیک ہے۔ پھر مجبوری ہے ۔۔۔ تمہارا جسم گولیاں مانگتا ہے تو میں تمہیں سٹین گن کی سینکڑوں گولیاں دینے پر مجبور ہوں" ۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا اور پھر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دروازے کے سامنے پہنچ کر اس نے اشارے سے ساتھ کھڑے ایک سٹین گن بردار کو سٹین گن دینے کے لئے کہا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک سٹین گن پہنچ گئی۔ اس نے سٹین گن کو کاندھے سے لگایا اور پھر نال کا رُخ تیزی سے جوزف کی طرف موڑ دیا وہ شاید جوزف کو قتل کر کے جوانا پر دہشت ڈالنا چاہتا تھا۔

"سنو رچرڈ! ۔۔۔ تم میرے ساتھی کو قتل کر کے مجھ پر رعب نہیں ڈال سکتے تم نے پہلے بھی اپنے چھ ساتھیوں کی لاشیں یہاں سے اٹھائی ہیں۔ اور اگر تمہاری سٹین گن سے ایک گولی بھی نکلی تو پھر یہ پورا ہوٹل لاشوں سے پٹ جائے گا" ۔۔۔ جوانا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو پھر میرے سوال کا جواب دے دو ۔۔۔ صرف اتنا بتا دو کہ عمران کہاں ہے" ۔۔۔ رچرڈ نے سٹین گن کاندھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"عمران! ۔۔۔ کس عمران کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔؟ جوانا نے پوچھا۔

"جس کی تم آجکل ملازمت کر رہے ہو ۔۔۔ اور جس کے ساتھ تم پاور لینڈ

کے مشن پر یہاں پہنچے ہو" ۔۔۔ رچرڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق پاور لینڈ سے ہے" ۔۔۔؟ جوانا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنا سوال کر دیا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں پاور لینڈ کا نمائندہ ہوں" ۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"گڈ! ۔۔۔ پھر تو تمہارے ساتھ بات ہو سکتی ہے ۔۔۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا کہ کوئی پاور لینڈ کا نمائندہ ملے تو اس سے بات کی جائے۔ لیکن تم جوانا کو اچھی طرح جانتے ہو ۔۔۔ وہ جبر و تشدد کو قبول نہیں کرتا ۔۔۔ تم چاہے مجھے گولیوں سے بھون ڈالو۔ لیکن میری مرضی کے بغیر تم میری زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکلوا سکتے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ ۔۔۔ میرے اور تمہارے مفادات مشترک ہیں۔ ایسی صورت میں تمہیں بھی فائدہ ہو سکتا ہے اور مجھے بھی" ۔۔۔ جوانا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے مفادات" ۔۔۔؟ رچرڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو رچرڈ! ۔۔۔ مجھے جھوٹ بولنے کی عادت نہیں ہے اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ درست ہے ۔۔۔ میں نے پاکیشیا میں عمران سے متاثر ہو کر اس کی ملازمت کر لی تھی ۔۔۔ یہ جوزف پہلے سے اس کا ساتھی تھا۔ لیکن یہ بھی میری ٹائپ کا آدمی ہے۔ بہرحال عمران ایک عام آدمی نکلا اور میری طبیعت اس سے بھر گئی ہے اور میں نے واپسی کی ٹھانی ۔۔۔ ماسٹر کلر تنظیم ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے مجھے ایسی تنظیم کی ضرورت تھی جو میرے معیار کی ہو پھر مجھے عمران سے ہی پاور لینڈ کی اطلاع ملی اور اس کے متعلق معلومات بھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاور لینڈ کے خلاف کام کرنے ایک ٹیم کی صورت میں

یہاں پہنچا ہے ۔۔۔۔ میں اور جوزف بظاہر اس کے ساتھ آئے ہیں۔ لیکن ہمارا مقصد دراصل یہاں ایسے آدمی کو ڈھونڈنا تھا جس کا براہ راست تعلق پاور لینڈ سے ہو۔ تاکہ اس کے ذریعے ہم دونوں پاور لینڈ میں شامل ہو سکیں اب اتفاق سے تم سے ملاقات ہو گئی ہے ۔۔۔۔ تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ چاہیئے اور مجھے پاور لینڈ میں شمولیت چاہیئے۔ اس طرح ہمارے اور تمہارے مفادات مشترک ہو گئے ہیں" ۔۔۔۔ جوانا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا! تو یہ بات ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سودا بازی کرنا چاہتے ہو" ۔۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"بالکل ۔۔۔ میں تمہیں عمران اور اس کی پوری ٹیم کا پتہ بتا دیتا ہوں۔ بلکہ ان کی نشاندہی بھی کر دیتا ہوں ۔۔۔ تم ہم دونوں کو پاور لینڈ سے متعلق کرادو" جوانا نے سر جھٹکتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے منظور ہے ۔۔۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ ۔۔۔ اگر تمہاری نشاندہی درست ثابت ہوئی تو یہ میرا وعدہ رہا۔ کہ تم اپنے آپ کو پاور لینڈ میں شامل سمجھو" ۔۔۔۔ رچرڈ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے کب سے جوانا کو بیوقوف سمجھ لیا ہے ۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اسی طرح تمہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ بتا دوں گا تاکہ تم دونوں طرف سے فائدہ اٹھالو ۔۔۔ پہلے انہیں ختم کردو ۔۔۔ پھر ہمیں مار ڈالو" ۔۔۔ جوانا کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"اوہ دیکھو ۔۔۔ مجھ پر یقین کرو ۔۔۔ میں نے پہلے عمران کے قتل کا مشن

مکمل کرنا ہے۔ اس کے بعد باقی باتیں ہو سکتی ہیں" ۔۔۔۔ رچرڈ نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کم از کم اپنے عمل سے تو اس کا ثبوت دو ۔۔۔ ہمیں کھول دو اور پھر بیٹھ کر ایک ٹیبل پر لین دین بھی ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ مجھے منظور ہے ۔۔۔ اور سنو جوانا! ۔۔۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مجھے کوئی دھوکہ کر سکتے ہو۔ تو یہ تمہاری خام خیالی ہے ۔۔۔ اس کمرے کی دیواروں میں سینکڑوں سٹین گنوں کے دہانے موجود ہیں۔ جو میرے صرف ایک اشارے پر کام شروع کر دیں گی ۔۔۔ تم نے پہلے دیکھا ہے کہ سٹین گنوں کا کیا حشر ہوا ہے ۔۔۔ وہ چھت سے کیسے چپک گئی ہیں اور کس طرح بیہوش کر دینے والی گیس نے تم پر اچانک غلبہ پا لیا تھا" ۔۔۔ رچرڈ نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"میں سب جانتا ہوں ۔۔۔ مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں" ۔۔۔ جوانا نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ۔۔۔۔ رچرڈ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ جوانا سے معلومات اگلوا کر مشن مکمل کرے۔ اس کے بعد باس سے بات ہو جائے گی۔ اگر باس اُسے شامل کرنے پر راضی ہو گیا تو ٹھیک۔ ورنہ انہیں کسی بھی وقت ختم کیا جا سکتا ہے۔

"زنجیریں کھول دو" ۔۔۔۔ رچرڈ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ستونوں کی طرف بڑھے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوانا اور جوزف دونوں زنجیروں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ جوانا اور جوزف نے اپنے بازو ہلائے اور پھر ان کے چہروں پر اطمینان

ساچھا گیا۔

"اب میں نے اپنی شرط پوری کر دی ہے ـــــ اب تم بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" ـــــ ؟ رچرڈ نے کہا۔

"وہ سب میک اپ میں ہیں۔ تم انہیں پہچان نہ سکو گے جب تک میں ان کی شناخت نہ کرا دوں ـــــ ایسا کرو کہ تم میرے ساتھ چلو۔ تم مجھ سے علیحدہ رہنا۔ میں جا کر ان سے بات چیت کروں گا اور پھر تمہیں اشارہ کر کے ایک طرف ہٹ جاؤں گا۔ اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے تم پر اعتماد ہے ـــــ جوانا غلط بات نہیں کہہ سکتا۔ آؤ میرے ساتھ" ـــــ رچرڈ نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جوانا اور جوزف دونوں اس کے پیچھے تھے۔ اس کمرے سے نکل کر وہ عقبی دروازے سے ہوتے ہوئے عمارت سے باہر نکل آئے۔ رچرڈ انہیں لئے ہوئے ایک اور راستے سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا ایک کمرے میں لے آیا۔ یہ خاصا کشادہ کمرہ تھا جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ اس آپریشن کے لئے کتنے آدمی چاہئیں" ـــــ ؟ رچرڈ نے کہا۔

"جتنے بھی اکٹھے کر سکو کم ہیں" ـــــ جوانا نے مختصر سا جواب دیا۔ جوزف شروع سے لے کر اب تک خاموش تھا اور اب بھی وہ خاموشی سے بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے پاس چودہ آدمی ہیں ـــــ کیا اتنے آدمی کافی ہیں" ـــــ ؟ رچرڈ

نے کہا۔

"بالکل کافی نہیں ہیں ـــــ عمران کے ساتھیوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے ـــــ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں عمران کو یہاں بلا لیتا ہوں۔ وہ میری کال پر خود بخود چلا آئے گا ـــــ پھر شاید تمہارے چودہ آدمی کافی ہو جائیں"۔ جوانا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اگر ایسا ہو جائے تو اور زیادہ درست ہو گا" ـــــ رچرڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے! ـــ مجھے ایک ٹرانسمیٹر لا دو ـــ وسیع حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر" ـــــ جوانا نے کہا اور رچرڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مگر اس سے پہلے کہ رچرڈ الماری تک پہنچتا، اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے عمران اور شارٹی دونوں اندر پہنچ گئے۔ عمران اسی طرح اطالوی میک اپ میں تھا۔

"کال کرنے کی کیا ضرورت ہے ـــــ میں خود ہی حاضر ہو گیا ہوں"۔ عمران نے اصل لہجے میں کہا اور رچرڈ جو دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا تھا، عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کون ہو تم" ـــــ ؟ رچرڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"علی عمران" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رچرڈ نے بے اختیار جوانا کی طرف دیکھا۔

"ہاں! ـــ یہ عمران ہے" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

"تو تم مجھے فروخت کر رہے تھے جوانا" ـــــ عمران نے اس بار مسکراتے

ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ جوانا کوئی جواب دیتا۔ رچرڈ نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا، اس کے قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے جوزف کا ہاتھ حرکت میں آیا اور پھر رچرڈ کے ہاتھ سے ریوالور نکلتا چلا گیا۔

رچرڈ نے اچھل کر جوزف کے سینے پر لات مارنی چاہی مگر دوسرے لمحے جوانا حرکت میں آیا اور اس کا ہاتھ پوری قوت سے رچرڈ کی گردن پر پڑا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور رچرڈ گیند کی طرح اچھل کر بائیں ہاتھ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

"تم حقیر چوہے! — تم کیا سمجھتے تھے کہ تم جوانا کو خرید لوگے" — جوانا نے اس پر چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

رچرڈ نے دیوار سے ٹکرا کر تیزی سے پلٹنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے سینے پر جوزف کی لات پوری قوت سے پڑی اور رچرڈ چیخ مار کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گیا۔

"کہیں مر تو نہیں گیا" — ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ڈھیٹ آدمی ہے — اتنی جلدی مرنے والوں میں سے نہیں"۔ جوانا نے کہا اور پھر اس نے فرش پر پڑے ہوئے رچرڈ کو گردن سے پکڑ کر یوں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

"یہ بیہوش ہے باس!" — جوانا نے یوں کہا جیسے ڈاکٹر کسی مریض کی تشخیص کرنے کے بعد اپنی مہارت کا اعلان کرتا ہے۔

"ٹھیک ہے — اسے اٹھا کر لے آؤ" — عمران نے کہا اور

پھر واپس دروازے کی طرف مڑا۔ شارٹی جو نامدش کھڑا تھا وہ بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب رچرڈ کو ہمراہ لئے سیڑھیاں اتر کر نیچے راہداری میں پہنچے اور پھر عقبی گلی سے ہوتے ہوئے وہ عمارت کی پشت والی سڑک پر پہنچ گئے۔ جہاں پہلے سے ہی شارٹی کی کار موجود تھی۔ شارٹی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ عمران ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور جوانا اور جوزف پچھلی سیٹوں پر براجمان ہو گئے۔ بیہوش رچرڈ کو دونوں سیٹوں کے درمیان ڈال دیا گیا اور پھر شارٹی نے کار آگے بڑھا دی۔

"کسی پرائیویٹ کوٹھی میں لے چلو شارٹی — مجھے اس رچرڈ سے بہت کچھ معلوم کرنا ہے" — عمران نے شارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور شارٹی نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

ابھی کار نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک کار کو ایک جھٹکا سا لگا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کی وجہ معلوم کرتے۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا کار کے گرد دھوئیں اور گرد کا بادل سا اٹھا اور پھر کار کے پرزے سڑک پر بکھرتے چلے گئے۔

ختم شد

ہنگاموں سے بھرپور ایک نئے انداز کا جاسوسی شاہکار

پاور لینڈ

(حصہ دوم)

مصنف۔ مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

• کیا عمران جوزف اور جوانا موت کے پنجے سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ——— ؟

• فورکلرز کا سربراہ مارٹن کیا عمران سے اپنا انتقام لینے میں کامیاب ہو گیا ؟

• کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پاور لینڈ کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ——— یا تباہی ان کا اپنا مقدر بن گئی ——— ؟

• فن لینڈ کے دارالحکومت جینزی میں عمران اور پاور لینڈ کے سپر ایجنٹوں کے درمیان ہولناک ٹکراؤ کا انجام کیا نکلا ؟

• انتہائی حیرت انگیز، دلچسپ اور انوکھے انداز کی کہانی۔ (آج ہی طلب فرمائیں)

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان ۵

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

عمران کا اغوا

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

☼ عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا۔ کیوں، کس لئے ——— ؟

☼ عمران جو زندگی میں پہلی بار انتہائی بے بسی کے عالم میں مسلسل ایک تنظیم سے دوسری تنظیم کے ہاتھوں اغوا ہوتا رہا۔ کیا وہ واقعی بے بس تھا ؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس جو عمران کی تلاش میں مسلسل جگہ جگہ دھکے کھاتی رہی لیکن عمران کو تلاش نہ کر سکی۔ کیوں ——— ؟ انتہائی دلچسپ سچویشن

جوزف جس نے اپنی پراسرار صلاحیتوں سے آخرکار عمران کو تلاش کر لیا۔ کیسے ؟

مادام سوسن بلیک شیڈو کی چیف جس نے عمران کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے ہمیشہ کے لئے اسے ٹانگوں سے معذور کر دیا۔ کیا واقعی عمران معذور ہو گیا ؟

☼ وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا کہ اب عمران کبھی اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکے گا۔ پھر کیا ہوا ——— ؟ انتہائی کربناک سچویشن

☼ کیا عمران اپنی معذوری کا کوئی علاج کر سکا یا ہمیشہ کیلئے فیلڈ سے غائب ہو گیا؟

عمران کے اغوا کا اصل مقصد کیا تھا اور کیا عمران کو اغوا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا ——— ؟

انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں خیر و شر کی آویزش پر انتہائی پراسرار اور تحیر خیز ناول

سپیشل نمبر

شودرمان

مصنف مظہر کلیم ایم اے

شودرمان شیطان کے پجاریوں کی مرکزی عمارت جسے شیطانی قوتوں نے ناقابل تسخیر بنادیا تھا۔

شودرمان کافرستان کے پہاڑی جنگل میں صدیوں سے قائم ایسی عمارت جہاں مکمل شیطانی قوتوں کا راج تھا۔

کاجلا شیطانی دنیا کا ایک ایسا شیطانی مذہب جو خیر و شر کی آویزش میں شر کی قوتوں کی نمائندگی کرتا تھا۔

مہامہان کاجلا کا سب سے بڑا پجاری' شیطان کا خصوصی پیروکار اور شودرمان کا رکھوالا جو انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا حامل تھا۔

کاجلا جس کے پیروکاروں نے عمران کو پاکیشیا سے اغوا کر کے اپنے قبضے میں کرلیا۔
کیا عمران شیطان کا پیروکار بن گیا ——— یا ——— ؟

* وہ لمحہ جب خیر اور روشنی کی قوتوں نے عمران کو ہی شودرمان کی تباہی اور مہامہان کی ہلاکت کا مشن سونپ دیا۔ پھر کیا ہوا ؟
* وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھ جوزف' جوانا اور ٹائیگر کو لے کر شودرمان کی تباہی اور کاجلا کی سرکوبی کے لئے کافرستان کے قدیم پہاڑی جنگل میں داخل ہوگیا۔ وہ علاقہ جہاں انتہائی خوفناک شیطانی قوتوں کا مکمل راج تھا۔
* وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیطانی قوتوں کے خوفناک شکنجے میں جکڑے جانے کے بعد بے بس ہوگئے۔ کیا عمران واقعی شیطانی قوتوں سے شکست کھا گیا ——— یا ——— ؟
* کیا عمران شودرمان کو تباہ کرنے اور مہامہان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ یا خود ان کا شکار ہوگیا ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام
* کیا عمران شیطانی قوتوں کے انتہائی خوفناک جال کو توڑنے میں کامیاب ہوسکا۔

خیر و شر کے درمیان ہونے والی ایک ایسی آویزش
جس کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا
پراسرار' حیرت انگیز' منفرد اور دلچسپ واقعات سے بھرپور
ایک ایسا انوکھا ناول جو جاسوسی ادب میں یادگار حیثیت کا حامل ہے

شائع ہوگیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ساجان سنٹر	مکمل	لائٹ ہاؤس	مکمل
ریڈ پاور	مکمل	سیکرٹ سروس مشن	مکمل
لیڈی کلرز	مکمل	فور کارنرز	اول
پاور لینڈ کی تباہی	مکمل	فور کارنرز	دوم
پریشر لاک	مکمل	سلور ہینڈز	مکمل
ون مین شو	مکمل	ایڈونچر مشن	مکمل
لیڈیز مشن	اول	گولڈن سینڈ	اول
لیڈیز مشن	دوم	گولڈن سینڈ	دوم
فاؤل پلے	اول	ری بائٹ	اول
فاؤل پلے	دوم	ری بائٹ	دوم
زیرو اوور زیرو	اول	جاسوس اعظم	مکمل
زیرو اوور زیرو	دوم	ریڈ پوائنٹ	مکمل
سپر ایجنٹ صفدر	اول	الرٹ کیمپ	اول
سپر ایجنٹ صفدر	دوم	الرٹ کیمپ	دوم
بلڈ ہاؤنڈز	مکمل	ٹائٹ پلان	اول
ایزی مشن	مکمل	ٹائٹ پلان	دوم

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
پاور لینڈ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔

"پاورلینڈ" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پاورلینڈ ایک ایسی مملکت ہے جسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ جسے تخلیق کرنے والوں کا دعویٰ ہے کہ پوری دنیا کے لوگ مل کر بھی کوشش کریں تو پاورلینڈ کو تباہ کرنا تو ایک طرف ——— اس کی طرف ٹیڑھی نظروں سے دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ ان کے دعویٰ کے مطابق پاورلینڈ ایک ایسی مملکت ہے جس کی تباہی کا خواب تو دیکھا جا سکتا ہے لیکن عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے۔

پاورلینڈ کے خالق جدید ترین دور کے مجرم ہیں۔ ایسے مجرم جن کے پاس بے پناہ ذہانت بھی ہے اور لامحدود وسائل بھی۔ جو سائنس میں عام دنیا سے سینکڑوں سال آگے ہیں۔ لیکن ہر فرعونے را موسیٰ کے مصداق ان کے مقابل ایسا شخص آ جاتا ہے جس کی ریڈی میڈ کمپیوٹر کو خدا نے فرصت کے وقت تخلیق کیا ہے اور اس میں ایسی صلاحیتیں بدرجہ اتم بھر دی ہیں کہ ناممکن کو ممکن بنانا اور ناقابلِ تسخیر کو مسخر کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

جی ہاں! علی عمران واقعی ایسی ہی خداداد صلاحیتوں کا مالک ہے اور پھر جب خداداد صلاحیتوں کا مالک علی عمران اور بے پناہ ذہانت اور لامحدود وسائل کے حامل پاورلینڈ کے تخلیق کاروں کے درمیان ٹکراؤ شروع ہو جاتا ہے

نتیجہ ٹکراؤ ایسی صورت اختیار کر جاتا ہے جس کی ہولناکی اور بے پناہ شدت، کو الفاظ کی گرفت میں نہیں لایا جاسکتا۔ نہ ہی پاور لینڈ آسانی سے تباہ ہوسکتا ہے ___ اور نہ ہی علی عمران پیچھے ہٹ سکتا ہے ___ تو پھر اس کا نتیجہ کیا ہوسکتا ہے۔ اس کی تفصیلات تو آپ کہانی میں ہی پڑھیں گے البتہ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ پاور لینڈ جیسے ارادے اتنی جلد ختم نہیں ہوسکتے۔ اس کے لئے نجانے ابھی عمران کو مزید کس قدر جانگاہ مراحل سے گذرنا ہوگا۔ خون اور آگ کے نجانے کتنے دریا عبور کرنے ہوں گے۔

بہرحال خوفناک اور ہولناک جیسے لفظوں کی صحیح تفسیر آپ کو اس کہانی میں ہی پڑھنے کو ملے گی۔

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم اے

مارٹن نے کار ہوٹل برگنزا کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ جیسے ہی ہوٹل کی بیرونی راہداری میں پہنچا، اچانک ستون کی آڑ سے ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر آگیا۔

"کیا رپورٹ ہے سٹار" ___ مارٹن نے دبے لہجے میں پوچھا۔

"باس! ___ وہ دونوں حبشی پہلے تہہ خانے میں لے جائے گئے ___ کنگ ڈاگ بھی وہاں گیا تھا۔ اس کے بعد ابھی ابھی کنگ ڈاگ انہیں اپنے ہمراہ دوستانہ انداز میں لے کر اوپر اپنے دفتر میں گیا ہے" ___ نوجوان نے سرگوشیانہ انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"مون اور اسکائی کہاں ہیں" ___ مارٹن نے پوچھا۔

"وہ اندر ہال میں ہیں ___ وہ اطالوی کی نگرانی کر رہے ہیں جس کے ساتھ شارٹی ہے" ___ سٹار نے جواب دیا۔ اور مارٹن سر ہلاتا ہوا مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے مون اور

اسکائی دونوں کو تیزی سے ایک لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ لفٹ کو شاید دیر تھی اس لئے وہ دونوں اس کے انتظار میں رک گئے۔ مارٹن تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے" ——؟ مارٹن نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ ان کی چونکہ ہال کی طرف پشت تھی اس لئے وہ دونوں مارٹن کی آواز سنتے ہی چونک پڑے

باس! —— وہ دونوں لفٹ کے ذریعے اوپر کنگ ڈاگ کے آفس میں گئے ہیں —— انہیں ایک بیرے نے کوئی اطلاع دی ہے" —— اسکائی نے جواب دیا۔

"او۔ کے! —— تم ان کے پیچھے جاؤ —— لیکن صرف نگرانی کرنی ہے۔ میں عقبی سمت میں جا رہا ہوں" —— مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر واپس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ سے باہر اسٹار موجود تھا۔ مارٹن نے اسے اپنے ہمراہ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے پارکنگ میں آئے۔ دوسرے لمحے مارٹن نے اپنی کار کا سٹیئرنگ سنبھالا۔ اسٹار ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور مارٹن کار کمپاؤنڈ گیٹ سے نکال کر ہوٹل کی عقبی سمت میں لے آیا۔ اور پھر اس نے عقبی گلی کے سامنے ایک گلی میں اپنی کار موڑ کر اس کا رخ دوبارہ سڑک پر کر دیا۔ گلی کی نکڑ پر ایک بڑی سی گاڑی پہلے سے موجود تھی۔

"آپ ادھر کیوں آ گئے باس! —— کہیں وہ مین گیٹ سے نہ نکل جائیں" اسٹار نے پوچھا۔

"تم نہیں جانتے ان لوگوں کی نفسیات —— ان کے اوپر جانے کا مقصد میں سمجھ گیا ہوں —— یہ اب رچرڈ کو اغوا کر کے لے جائیں گے —— رچرڈ نے ان

دونوں حبشیوں سے دوستی لگا کر حماقت کی ہے" —— مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اسٹار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیسے باس کی بات کا مقصد سمجھ گیا ہو۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ دونوں چونک پڑے۔ انہوں نے عقبی دروازے سے چار افراد کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں ایک وہ اطالوی تھا۔ دوسرا اسٹار ٹی اور ان کے پیچھے دو حبشی تھے جن میں سے ایک جوانا تھا۔ اس نے جوانا کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ جوانا کے کاندھے پر رچرڈ لدا ہوا تھا۔

"یہ واقعی عمران ہے —— میں اس کی چال پہچانتا ہوں" —— مارٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے آگے کی طرف جھک کر ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سا بڑا کیپسول نکال کر ڈیش بورڈ کے نیچے نصب ایک چھوٹی سی مشین کے خانے میں ڈال کر اس کا بٹن دبا دیا۔ کیپسول خانے کے اندر چلا گیا۔ اور اس مشین پر ایک بلب سا جل اٹھا۔

اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی کار میں سوار ہو کر آگے بڑھ چکے تھے۔ مارٹن نے کار گلی سے نکالی اور عمران کی کار کے پیچھے لگا دی۔ اب دونوں کاریں ایک دوسرے کے بالکل پیچھے چل رہی تھیں۔ سڑک پر خاصا ٹریفک تھا۔ مارٹن کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔ اور اس کی نظریں عمران کی کار پر جمی ہوئی تھیں۔

ابھی دونوں کاروں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ مارٹن نے ایکسیلیٹر پر زور سے دباؤ ڈالا اور اس کی کار عمران کی کار کے بالکل عقب میں پہنچ گئی۔ مارٹن کی کار کا بمپر عمران کی کار کے عقبی بمپر سے تقریباً جڑ سا گیا۔ اور اسی لمحے مارٹن نے تیزی سے مشین کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن انگوٹھے سے پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین پر جلتا ہوا بلب بجھ گیا۔ اور مارٹن نے ایکسیلیٹر پر دباؤ ہلکا کر دیا۔ دونوں کاروں کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا۔ جب ان دونوں کے

درمیان فاصلہ تقریباً دس گز کا ہوگیا تو مارٹن نے ہاتھ بڑھایا اور ایک بار پھر مشین کے اس بٹن کو پریس کر دیا جسے اس نے پہلے پریس کیا تھا۔

بٹن کے پریس ہوتے ہی عمران کی کار کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ کار کے گرد دھوئیں اور گرد و غبار کا بادل چھا گیا۔

مارٹن نے بڑی پھرتی سے سٹیرنگ کاٹا اور سائیڈ میں اپنی گاڑی دوڑاتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی لہریں سی دوڑ رہی تھیں آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی تھی۔

مارٹن کار دوڑاتا ہوا ایک بار پھر بڑی سڑک پر آیا اور پھر اس نے کار کو بائیں طرف ٹرن کر کے اس کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چکر کاٹ کر دوبارہ اس طرف آگیا جہاں عمران کی کار کو اس نے اڑایا تھا۔ اس طرف ٹریفک بند تھی۔ ٹریفک سارجنٹ نے سڑک بلاک کی ہوئی تھی۔

"متبادل راستے سے جائیں ۔۔۔ یہاں ایک حادثہ ہوگیا ہے اور پولیس تفتیش کر رہی ہے" ۔۔۔ مارٹن کی کار آہستہ ہوتے ہی ایک سارجنٹ نے آگے بڑھ کر مارٹن سے کہا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیا کوئی ایکسیڈنٹ ہوا ہے" ۔۔۔ مارٹن نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے" ۔۔۔ سارجنٹ نے جواب دیا۔

"کار میں سوار لوگ تو بچ گئے ہیں نا" ۔۔۔ مارٹن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے کار میں سوار افراد سے دلی ہمدردی ہو۔

"مجھے معلوم نہیں جناب ۔۔۔ ویسے ایسی صورت میں کسی کے بچنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ۔۔۔ سارجنٹ نے جواب دیا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار متبادل روڈ کی طرف بڑھا دی۔

کافی آگے جا کر مارٹن نے ایک سائیڈ میں کار روکی اور پھر اسٹار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسٹار ۔۔۔ تم پیدل اتر کر جاؤ اور مشن کی مکمل رپورٹ حاصل کرو ۔۔۔ خاص طور پر عمران کی لاش کا پتہ کرنا ہے ۔۔۔ پھر مجھے کیفے شائی لاک میں رپورٹ دو ۔۔۔ ہو سکے تو عمران کی لاش اور حادثے کے فوٹو بھی حاصل کر لو۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے آسانی سے مل جائیں گے" ۔۔۔ مارٹن نے اسٹار کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ میں حاصل کر لوں گا" ۔۔۔ اسٹار نے دروازہ کھول کر کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اب وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتے ہوئے کیفے کی طرف جا رہا تھا۔ اُسے مکمل یقین تھا کہ عمران کے بچنے کا ایک فیصد چانس بھی نہیں ہے۔ اس کا مشن مکمل ہو چکا تھا۔ انتہائی آسان ترین مشن۔

"تم سب ہوٹل کے باہر جا کر نگرانی کرو ـــــ میں یہاں رہوں گا"ـــــ واکر نے راہداری میں موجود پانچ افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب تیزی سے راہداری سے ہو کر ہوٹل کے ہال والے سرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد راہداری خالی ہو گئی۔

یہ سب رچرڈ کے ساتھی تھے جو جوانا اور رچرڈ کے ساتھ تہہ خانے سے باہر آئے تھے۔ رچرڈ نے جوزف اور جوانا کو اپنے دفتر میں لے جاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا۔ اور واکر جو رچرڈ کا نمبر ٹو تھا۔ اس نے اس مخصوص اشارے سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا۔ شاید رچرڈ نے یہ اشارہ اس لئے کیا تھا تاکہ جوانا اور جوزف ساتھیوں کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے کھل کر بات نہ کریں۔

واکر خود ایک چوڑے سے ستون کی آڑ میں رک گیا۔ اس کی نظریں راہداری کے دونوں سروں کا جائزہ لے سکتی تھیں۔ اس لئے اس نے یہ اسپاٹ منتخب

کیا تھا۔

ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ راہداری کے اس سرے پر جس کا تعلق ہوٹل کے ہال سے تھا دو آدمی نظر آئے۔ ان میں سے ایک کو دیکھ کر واکر چونک پڑا۔ یہ شارٹی تھا۔ کینیوڈی سکس کا مالک۔ اور مقامی طور پر خاصا با اثر آدمی۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان اطالوی تھا۔ وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے آئے۔ اور پھر رچرڈ کے دفتر کے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ پوری طرح سے بند نہ تھا۔ اس لئے اندر کی آوازیں آسانی سے سنائی دے رہی تھیں وہ دونوں چند لمحے تک دروازے کی سائیڈ میں کھڑے رہے۔ ایک بار تو واکر کے دل میں آیا کہ وہ آگے بڑھ کر انہیں روک لے۔ لیکن پھر اس نے اپنا فیصلہ بدل دیا کیونکہ وہ باس رچرڈ کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا۔ جب اس نے صرف نگرانی کا اشارہ دیا تھا تو صرف نگرانی ہی ہونی چاہیئے۔ وہ اپنے حکم میں معمولی سی رد و بدل کی رعایت دینے کا عادی نہ تھا۔ اس لئے واکر خاموش کھڑا رہا۔ اور اسی لمحے اطالوی اور شارٹی دونوں دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر چلے گئے۔ سپرنگوں والا دروازہ ان دونوں کے اندر جاتے ہی خود بخود بند ہو گیا واکر بدستور اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ البتہ اس کے ذہن میں بے چینی کی لہریں دوڑ رہی تھیں۔ وہ شارٹی سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے لیکن چونکہ شارٹی اور رچرڈ کے درمیان کبھی براہ راست تصادم نہ ہوا تھا اس لئے بظاہر کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے شارٹی کسی کام کے لئے اس اطالوی کو لے کر باس کے پاس آیا ہو۔ لیکن چند منٹ بعد ہی اس کی بے چینی خاصی بڑھ گئی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اندر کوئی گڑبڑ ہو رہی ہے

ہوں نے آگے بڑھ کر خود اندرونی حالات کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن ابھی وہ فیصلے پر عمل کرتے ہوئے قدم اٹھانے ہی والا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اطالوی اور شارلٹ باہر آ گئے۔ ان دونوں کے پیچھے وہ دونوں حبشی تھے اور ان حبشیوں کو دیکھتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ جوانا کے کندھے پر رچرڈ یوں لدا ہوا تھا جیسے وہ بیہوش ہو۔ ان سب کا رخ عقبی سمت تھا۔ واکر اپنی گن تیزی سے سیدھی کرتے ہوئے ستون کی آڑ سے باہر نکل آیا۔ جانے والوں کی اس کی طرف پشت تھی اس لئے ان میں سے کوئی بھی اسے چیک نہ کر سکا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ان پر فائر کھولتا اس نے رچرڈ کی آنکھیں کھلتی ہوئی دیکھیں۔ رچرڈ کا منہ چونکہ اس کی طرف تھا اس لئے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ رچرڈ نے ایک آنکھ بند کر کے اسے اشارہ کیا اور ایک بار پھر دونوں آنکھیں بند کر لیں۔ واکر اشارہ سمجھتے ہی تیزی سے مڑا اور پھر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا ہال کی طرف بڑھ گیا۔

رچرڈ کو لے جانے والے اب راہداری کا موڑ مڑ چکے تھے۔ واکر سمجھ گیا کہ رچرڈ جان بوجھ کر بیہوش بنا ہوا ہے اور اس نے اشارہ بھی اسے اپنے پیچھے آنے اور نگرانی کرنے کا کیا تھا۔

ہال میں پہنچتے ہی واکر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد پارکنگ میں کھڑی ہوئی اس کی کار حرکت میں آ گئی۔ وہ سپورٹس کار تھی۔ کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر سائیڈ روڈ سے مڑ کر اس طرف آ گیا جدھر عقبی سمت کا دروازہ تھا اور گلی سڑک پر آ کر نکلتی تھی۔

پھر واکر نے دور سے شارلٹ اور اس کے ساتھیوں کو ایک بڑی سی کار

میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ دونوں حبشی پچھلی نشست پر بیٹھ رہے تھے اور رچرڈ کو بھی انہوں نے پچھلی نشست پر ہی رکھا تھا۔ واکر نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ تاکہ آسانی سے نگرانی کر سکے۔

جیسے ہی شارلٹ کی کار آگے بڑھی واکر نے ایک اور کار کو سامنے والی گلی سے نکل کر شارلٹ کی کار کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا۔ واکر کی کار ان سے چند کاریں پیچھے تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے گئے ہوں گے کہ اچانک پچھلی کار تیزی سے سائیڈ لین کی طرف بڑھی اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ شارلٹ کی کار کے گرد دھوئیں اور گرد کا بادل سا اٹھا اور ساتھ ہی کاروں کے بریکوں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ واکر کے جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے کار تیزی سے ایک طرف روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اترا اور بے تحاشا بھاگتا ہوا شارلٹ کی کار کی طرف بڑھا۔ دھماکے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کار کو بم سے اڑایا گیا ہے۔ شارلٹ نے پیچھے چلنے اور عین دھماکے کے وقت سائیڈ لین کی طرف مڑنے والی کار کے نمبر ذہن میں رکھ لئے تھے۔ پولیس کی سیٹیوں اور لوگوں کے شور سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے رہی تھی۔

جب واکر دھماکے والی جگہ پر پہنچا تو اس نے کار کے پرزے سڑک پر بکھرے ہوئے دیکھے۔ البتہ کار کی نشستوں والا حصہ پچک سا گیا تھا۔ اس کے چاروں دروازے اڑ کر کہیں دور جا گرے تھے۔ اسی لمحے لوگوں نے اندر موجود افراد کو باہر کھینچنا شروع کر دیا۔ واکر جب پہنچا تو اس وقت تک کار میں سوار افراد کو باہر کھینچ لیا گیا تھا۔ ان سب کے جسم مڑے تڑے ہوئے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے ان کے جسموں کی ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

"یہ زندہ ہیں ـــ انہیں ہسپتال پہنچاؤ" ـــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور واکر دیوانہ وار آگے بڑھا اور سڑک پر پڑے ہوئے رچرڈ پر جھپٹا۔ رچرڈ کے سر اور جسم کے مختلف حصوں سے خون بہہ رہا تھا۔ لوگ ان حبشیوں، اطالوی نوجوان اور شارٹی کو اٹھا اٹھا کر مختلف کاروں میں ڈال رہے تھے۔ واکر نے جھپٹ کر رچرڈ کو اٹھایا اور پھر اپنی کار کی طرف دوڑ لگا دی۔

رچرڈ کے سینے میں ہلکی سی لرزش موجود تھی۔ واکر نے اُسے کار میں ڈالا اور پھر وہ بے تحاشا کار بھگاتا ہوا جنرل ہسپتال کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اس کے اردگرد اور کاریں بھی دوڑ رہی تھیں لیکن واکر کو اس وقت سوائے اپنے باس کے اور کسی کا خیال نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں پہنچتے ہی رچرڈ کو فوری طور پر آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔ اطالوی نوجوان شارٹی اور دونوں حبشی بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور اس وقت وہ سب بھی آپریشن تھیٹر میں لے جائے جا رہے تھے۔ ان کو لے آنے والے تو ہسپتال کے رجسٹر میں اپنا نام و پتہ لکھوا کر واپس جا چکے تھے۔ جب کہ واکر وہیں رکا رہا۔ وہ بے چینی سے ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس کی جیپ وہاں پہنچ گئی۔ اور پھر آپریشن تھیٹر کے باہر پولیس کے دو سارجنٹوں نے ڈیرہ جما لیا۔ وہ آنے والوں کے متعلق پوچھ رہے تھے۔

"ان کے آپریشن ہو رہے ہیں ـــ تمام کی حالت انتہائی خطرناک ہے"۔ تھیٹر سے نکلنے والے ایک اسسٹنٹ ڈاکٹر نے سارجنٹ کو جواب دیتے ہوئے کہا اور سارجنٹ نے سر ہلا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اسٹریچر میں آپریشن تھیٹر سے باری باری سب کو باہر لایا گیا۔ ایک اسٹریچر سفید کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا اور واکر نے چونک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے اطمینان کا سانس نکل گیا۔ کیونکہ اُسے دوسرے سٹریچر پر رچرڈ نظر آ گیا۔ جب کہ دونوں حبشی اور اطالوی نوجوان بھی زندہ تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ شارٹی ہلاک ہو چکا ہے۔ شارٹی کا سٹریچر سرد خانے کی طرف موڑ دیا گیا۔ جب کہ باقی سٹریچر وارڈ کی طرف لے جائے جانے لگے۔

پولیس والے وہیں رُکے رہے۔ پھر ایم ایس سے انہوں نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔

"ایک آدمی ہلاک ہو گیا ہے ـــ ہم نے اسے بچانے کی بے حد کوششیں کی ہیں۔ لیکن ہماری کوششیں ناکام رہی ہیں" ـــ ایم ایس نے متاسف لہجے میں کہا اور پھر پولیس سارجنٹوں نے تیزی سے اپنی نوٹ بکوں پر بیان لکھنا شروع کر دیا۔

"باقی زخمیوں کی حالت کیسی ہے ـــ؟ کیا وہ بیان دینے کے قابل ہیں" ـــ؟ ایک سارجنٹ نے پوچھا۔

"ہم نے ان کے آپریشن کر دیئے ہیں ـــ لیکن ابھی ان کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے ـــ بہرحال ہم کوشش کریں گے کہ وہ زندہ بچ جائیں۔ لیکن جہاں تک بیان کا تعلق ہے کم از کم دو روز تک ایسا نہیں ہو سکتا" ـــ ایم ایس نے کہا اور پھر وہ پولیس سارجنٹس سے اجازت لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پولیس سارجنٹس بھی وارڈ کی طرف چل پڑے۔ وہ شاید خود اپنی آنکھوں سے حادثے کے

شکار افراد کی حالت دیکھنا چاہتے تھے۔

واکر بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا وارڈ کی طرف چل پڑا۔ اُسے ایم ایس کے اس ریمارک سے شدید تکلیف پہنچی تھی کہ رچرڈ ابھی تک خطرے کی حالت میں ہے۔ اس کے ذہن میں اس کار کے نمبر گھوم رہے تھے جو دھماکے کے وقت شارٹی کی کار پر چڑھ دوڑی تھی۔ اور پھر سائڈ لین کی طرف مڑ گئی تھی۔

وارڈ تک پہنچنے سے پہلے ہی واکر نے اپنا فیصلہ بدل دیا۔ یہاں بیٹھ کر رچرڈ کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے کی بجائے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ پہلے اس کار کا پتہ چلائے اور پھر پاور لینڈ کے ہیڈ کوارٹر کو رچرڈ کے اس طرح زخمی ہونے کی اطلاع دیدے۔

سٹی چارمنگ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں صفدر اور کیپٹن شکیل ایک میز پر بیٹھے اورنج جوس کی چسکیاں لے رہے تھے۔ جولیا اوپر اپنے کمرے میں تھی جب کہ باقی ساتھی شہر کی سیر کے لئے نکل گئے تھے۔ انہیں یہ ہدایت بھی عمران نے ہی دی تھی کہ وہ جنیری پہنچتے ہی گھوم پھر کر شہر کی سڑکوں اور مشہور علاقوں سے واقفیت حاصل کرلیں تاکہ جب مشن کا آغاز ہو تو پھر انہیں کوئی دشواری نہ ہو۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر یہاں ہمارا مشن کیا ہے"۔۔۔ صفدر نے چسکی لیتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ باہر نکلنے سے پہلے کچھ دیر کے لئے ہال میں بیٹھ گئے تھے۔

"عمران نے تفصیل سے تو سب کچھ بتا دیا ہے کہ پاور لینڈ کے سلسلے میں ہم لوگ یہاں آئے ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"وہ تفصیل تو میں نے بھی سنی ہے۔۔۔ لیکن جنیری میں پاور لینڈ کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔۔۔ وہ تو یہاں سے دور کسی نامعلوم مقام پر ہے۔ پھر

"یہاں ہم کیا کرنے آئے ہیں" ـــ صفدر نے اُلجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ بات عمران کو معلوم ہو گی ـــ جب وقت آئے گا تو وہ خود ہی بتا دے گا" ـــ کیپٹن شکیل نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

"بڑا خوفناک حادثہ ہوا ہے ہوٹل برگنزا کے عقب میں ـــ کسی نے کار کو بھری سڑک پر بم مار کر اڑا دیا ہے" ـــ اچانک قریبی میز سے ایک آواز صفدر کے کانوں میں پڑی اور صفدر چونک پڑا۔

"اس میں موجود افراد تو بچ گئے ہیں ناں" ـــ دوسری آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے دیکھا کہ وہاں دو افراد موجود تھے۔ جو شراب کے جام درمیان میں رکھے بیٹھے ہوئے تھا۔

"کیا بات ہے ـــ تم کیوں چونکے ہو" ـــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور صفدر نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔

"معلوم نہیں ـــ ویسے ان کی حالت بچنے والی تو نہیں تھی۔ البتہ وہ ہسپتال پہنچنے تک تو زندہ تھے۔ میں جس کو اٹھا کر اپنی کار پر ہسپتال چھوڑ آیا ہوں۔ وہ تو شدید زخمی تھا ـــ کوئی اطالوی تھا۔ خاصا خوبصورت آدمی تھا۔ لیکن حادثے نے اس کی شکل بگاڑ دی تھی" ـــ پہلے نے جواب دیا۔

"صرف ایک ہی آدمی تھا کار میں" ـــ ؟ دوسرے نے پوچھا۔

"ارے نہیں ـــ کار میں پانچ افراد تھے۔ دو گرانڈیل حبشی تھے۔ جو پچھلی سیٹوں سے نکلے ہیں۔ ایک اطالوی اور دو مقامی آدمی تھے ـــ وہ تو کار ہی بم پروف تھی جس کی وجہ سے اس کی باڈی فضا میں بکھرنے سے بچ گئی اور وہ زندہ ہسپتال تک پہنچ گئے ـــ اگر کوئی عام کار ہوتی تو ان کے جسموں

کے پرزے بھی کار کے ساتھ ہی سڑک پر بکھر جاتے" ـــ پہلے نے جواب دیا۔

اطالوی اور حبشیوں کا سن کر صفدر کی چھٹی حس جاگ اٹھی۔ کیپٹن شکیل بھی چونکا تھا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھے ان کی باتیں سنتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے کوئی اور موضوع چھیڑا تو صفدر سے نہ رہا گیا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھا۔

"مداخلت کی معافی چاہتا ہوں ـــ کیا آپ اس اطالوی اور حبشیوں کا حلیہ بتا سکتے ہیں" ـــ صفدر نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے خلیق لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ـــ ؟ حادثے کی تفصیل بتانے والے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک اطالوی میرا ساتھی بھی ہے ـــ وہ آج ہی یہاں پہنچا تھا میں اس کے انتظار میں ہی یہاں بیٹھا ہوں" ـــ صفدر نے کہا۔

"اوہ اچھا" ـــ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے اطالوی کا حلیہ بتا دیا۔

جیسے جیسے وہ حلیہ بتاتا گیا، صفدر کا دل بیٹھتا چلا گیا۔ کیونکہ حلیہ ہو بہو وہی تھا جو میک اپ عمران نے کر رکھا تھا۔ پھر جب اس نے حبشیوں کا سرسری سا حلیہ بتایا تو صفدر کو یقین ہو گیا کہ وہ جوزف اور جوانا ہی ہوں گے۔

"یہ زخمی اب کہاں ہیں" ـــ ؟ صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جنرل ہسپتال میں ہیں ـــ ویسے ان کے زندہ بچ جانے کی امید کم ہے۔" پہلے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ مجھے وہاں جا کر معلوم کرنا پڑے گا ـــ جو حلیہ آپ نے بتایا ہے وہ کچھ کچھ میرے ساتھی سے ملتا جلتا ہے" ـــ صفدر نے کہا اور پھر وہ

ان کا شکریہ ادا کر کے واپس اپنی میز پر آیا جہاں کیپٹن شکیل بڑی بے چینی کے عالم میں بیٹھا اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا پتہ چلا" ___ کیپٹن شکیل نے بے چینی سے پوچھا۔

"آؤ ___ عمران، جوزف اور جوانا شدید زخمی ہیں" ___ صفدر نے دبے لہجے میں کہا اور پھر صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے دبایا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

"میرا خیال ہے کہ مس جولیانا کو اطلاع کر دیں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی تصدیق کر لیں پھر" ___ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مین گیٹ سے باہر نکلتے ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔ صفدر نے اسے جنرل ہسپتال چلنے کے لئے کہا اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں جنرل ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئے۔

یہ بہت وسیع و عریض ہسپتال تھا۔ اس کی عمارت دس منزلہ تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں انکوائری گیٹ کے سامنے جا کر اتار دیا اور صفدر اسے کرایہ دے کر انکوائری روم میں داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ہمراہ تھا۔ انکوائری روم بھی خاصا بڑا تھا اور اس میں بیس کے قریب کاؤنٹر تھے جن میں سے چھ کاؤنٹر صرف ٹیلیفون پر معلومات دینے کے لئے ریزرو تھے۔ باقی چودہ کاؤنٹر براہ راست معلومات مہیا کرتے تھے۔

صفدر نزدیکی کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت سی لڑکی موجود تھی۔

"فرمائیے" ___ لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی نرم لہجے میں پوچھا۔

"برگنزا ہوٹل کے عقب میں ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ اس میں سوار افراد کو یہاں ہسپتال میں لایا گیا ہے۔ ان کے بارے میں تازہ ترین معلومات چاہئیں" ___ صفدر نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔

"آپ کس حیثیت سے پوچھ رہے ہیں" ___ ؟ لڑکی نے پوچھا۔

"ہم شام کے اخبار کے رپورٹر ہیں محترمہ! ___ اور ہم نے تازہ ترین خبر دینی ہے" ___ صفدر نے جواب دیا۔ فوری طور پر اسے یہی بہانہ سوجھا تھا۔

"کارڈ دکھائیے" ___ لڑکی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کارڈ! ___ اوہ کارڈ تو وہیں دفتر میں رہ گیا ___ کیا کارڈ ضروری ہے"؟ صفدر نے بے اختیار جیبیں ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ___ قانوناً ضروری ہے" ___ لڑکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری سوری! ___ اچھا ہمارے قارئین کی قسمت ___ وہ ایک نئی خبر سے محروم رہ جائیں گے" ___ صفدر نے مایوسانہ سے لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگا۔

"ٹھہریئے ___ میں آپ کو بتا دیتی ہوں ___ آپ کی غلطی کی سزا آپ کے اخبار کے قارئین تو نہ بھگتیں" ___ لڑکی نے کہا اور صفدر تیزی سے واپس مڑا۔

لڑکی نے اپنے سامنے کھلے ہوئے ایک موٹے سے رجسٹر کی ورق گردانی شروع کر دی اور پھر اس نے قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا۔

"انکوائری کاؤنٹر نمبر تھرٹین ___ حادثہ نمبر ایک سو بارہ کے زخمیوں کے بارے

ہیں تازہ ترین معلومات چاہئیں" ــــ لڑکی نے پوچھا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے دل ابھی اچھل کر حلق سے باہر آجائیں گے لڑکی کچھ دیر تک دوسری طرف سے آنے والا جواب سنتی رہی اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں ــــ باقی کی حالت خطرے سے باہر ہے" لڑکی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"کون کون ہلاک ہوا ہے ــــ ذرا تفصیل سے بتائیے" ــــ صفدر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے ــــ اس کار میں پانچ افراد سوار تھے ــــ ایک اطالوی۔ دو حبشی اور دو مقامی افراد تھے ــــ ایک مقامی جس کے متعلق پتہ چلا کہ وہ کیسینو ڈی سکس کا مالک اور مشہور غنڈہ شارفی تھا۔ وہ آپریشن کے دوران ہی ہلاک ہو گیا ــــ اور اب سے تھوڑی دیر پہلے دوسرا مقامی بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس کا نام رچرڈ ہے۔ وہ ہوٹل برگنزا کا معروف غنڈہ بتایا جاتا ہے البتہ دونوں حبشیوں اور اطالوی کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ انہیں پہچانا نہیں جا سکتا ــــ البتہ ان کے پاسپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ آج ہی کہیں باہر سے یہاں پہنچے تھے۔ ان میں سے اطالوی کا نام وکٹر مارک اور حبشیوں کے نام جوانا اور جوزف ہیں ــــ حبشی جوزف کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے وہ بدستور بے ہوش ہے۔ جوانا کی پسلیاں ٹوٹی ہیں۔ وہ اب ہوش میں آگیا ہے ــــ اطالوی کے جسم پر خاصی ضربات آئی ہیں لیکن کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ وہ بھی اب ہوش میں ہے ــــ پولیس ان کے بیان لینے کے لئے آنے والی ہے" ــــ لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تھینک یو ــــ یہ تو اچھا ہے۔ اس طرح پولیس سے حادثے کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم ہو جائیں گی ــــ آپ نے ایک مہربانی تو کی ہے کیا آپ دوسری مہربانی کر سکتی ہیں کہ ہمیں وارڈ میں داخلے کا کارڈ جاری کر دیں تاکہ ہمارا کام مکمل ہو سکے" ــــ صفدر نے کہا البتہ اس بار اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ عمران، جوزف اور جوانا کے بچ جانے کی خبر نے اسے جیسے دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں جاری کر دیتی ہوں" ــــ لڑکی نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دراز کھول کر دو سرخ رنگ کے کارڈ نکالے۔

"نام" ــــ لڑکی نے بین سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آرنلڈ جان ڈیلی نیوز سروس" ــــ صفدر نے اپنے نام کے ساتھ ساتھ اخبار کا نام بھی بتا دیا۔ اور لڑکی نے جلدی جلدی کارڈ پر کر کے دوسرا کارڈ اٹھایا تو کیپٹن شکیل نے اپنا نام "مارٹن بیگ" بتایا اور اخبار کا نام بھی وہی بتایا جو صفدر پہلے بتا چکا تھا۔

لڑکی نے کارڈ پر کر کے اس پر دستخط کئے اور پھر کارڈ ان دونوں کے حوالے کر دیئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔ کارڈ پر وارڈ نمبر تیرہ کا ہندسہ لکھا ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ گئے کہ عمران اور اس کے ساتھی وارڈ نمبر تیرہ میں موجود ہیں۔

انکوائری روم سے نکلنے کے بعد وہ دونوں وارڈ نمبر تیرہ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جدید ترین لفٹ نے انہیں جلد ہی وارڈ نمبر تیرہ میں پہنچا دیا یہ چوتھی منزل پر تھا۔ کارڈز کی وجہ سے انہیں کہیں بھی نہ روکا گیا۔ اور وہ دونوں اطمینان سے وارڈ میں داخل ہو گئے۔ وارڈ میں اس وقت پولیس کے چار سارجنٹس

بھی موجود تھے۔

صفدر اور کیپٹن شکیل سمجھ گئے کہ اسی کمرے میں عمران اور ساتھی موجود ہیں۔ انہوں نے کمرے کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن کارڈ نہ ہونے کے باوجود باہر کھڑے پولیس سارجنٹس نے انہیں سختی سے روک دیا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل ان سے اُلجھے بغیر سائیڈ وے سے گزرتے ہوئے اس کمرے کے عقبی طرف چوڑے برآمدے میں پہنچ گئے۔ اس طرف بھی کمرے کا دروازہ موجود تھا لیکن وہ بند تھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس دروازے سے اندر جھانکنے کی کوشش کی۔ لیکن اندر پڑے ہوئے دبیز پردے کی وجہ سے وہ کچھ نہ دیکھ سکے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم یہیں رکیں ___ جب پولیس چلی جائے گی تو پھر اندر جا سکیں گے" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں! ___ ایسا ہی ٹھیک رہے گا" ___ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ٹہلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ان کا ارادہ یہی تھا کہ وہ وارڈ کا ایک چکر لگالیں اس وقت تک پولیس اپنے فرائض سے فارغ ہو جائے گی۔

وہ دونوں برآمدے کے آخری حصے تک پہنچے اور پھر جیسے ہی وہ واپس مڑے، انہوں نے برآمدے کے دوسرے آخری حصے سے دو افراد کو اپنی طرف تیز تیز قدم اٹھاتے آتے دیکھا۔ اُن دونوں کے چہرے دیکھ کر صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی چھٹی حس خود بخود خطرے کا الارم بجانے لگی تھی۔ اُن کے چہروں سے شہدہ پن اور درشتگی صاف نظر آرہی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ اوور کوٹوں کی جیبوں میں تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل ان کی طرف بڑھتے

گئے۔ آنے والے عمران کے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئے ان کی حرکات میں بے چینی نمایاں تھی وہ خوامخواہ ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے۔ البتہ ان کی چور نظریں صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ان کے قریب آکر ایک لمحے کے لئے رکے تو وہ چونک پڑے جیسے صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کا وہاں رکنا ان کے لئے خلافِ توقع ہو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل ان کی حالت دیکھتے ہوئے آگے بڑھے اور ان دونوں کے چہروں پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل آگے بڑھتے چلے گئے البتہ وہ پوری طرح چوکنا تھے اور ان دونوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ وہ ان کے اصل مقصد سے واقف ہو سکیں۔ سائیڈ وے کے قریب پہنچ کر وہ مڑے اور پھر تیزی سے سائیڈ میں رک گئے۔ صفدر نے ذرا سا سر آگے کر کے ادھر جھانکا تو اس نے ان دونوں کو تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا جو عمران کے کمرے کا عقبی دروازہ تھا۔

صفدر نے تیزی سے کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا اور وہ دونوں اچھل کر دوبارہ برآمدے میں آگئے۔ وہ دونوں افراد دروازے کے قریب جا کر رکے۔ اب ان کے ہاتھوں میں سب مشین گنیں تھیں۔ یہ سب مشین گنیں شاید انہوں نے اوور کوٹ کے اندر چھپا رکھی تھیں۔ پھر ان میں سے ایک نے دروازے میں لگا ہوا بڑا سا شیشہ ایک دھماکے سے توڑ دیا۔ اسی لمحے صفدر نے چیخ کر انہیں رکنے کے لئے کہا۔

صفدر کی چیخ سنتے ہی وہ دونوں جو شاید ٹوٹے ہوئے شیشے کے اندر فائرنگ کرنا چاہتے تھے، ٹھٹھک کر مڑے اور پھر ان میں سے ایک نے صفدر

اور کیپٹن شکیل دونوں پر فائر کھول دیا مگر ان دونوں نے تیزی سے غوطہ لگایا اور اسی لمحے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور نے شعلے اگلے اور ان دونوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔

فائرنگ کی آوازیں گونجتے ہی ہسپتال میں بھگدڑ سی مچ گئی اور دوسرے لمحے پولیس کی سیٹیاں بج اٹھیں۔

مشین گنیں جیسے ہی ان دونوں کے ہاتھوں سے نکلیں وہ دونوں بیک وقت تقریباً اڑتے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل پر آپڑے جو اس وقت تک ان کے قریب پہنچ چکے تھے۔ صفدر نے ایک سے ٹکراتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور وہ آدمی جیسے ہوا میں اچھلتا ہوا برآمدے کی عقبی دیوار کے اس حصے سے ٹکرایا جس میں شیشے لگے ہوئے تھے۔ شیشہ ٹوٹنے کی ایک بار پھر آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی بھی منظر سے غائب ہو گیا۔ وہ یقیناً چوتھی منزل سے نیچے جا گرا تھا۔ دوسرا آدمی جو کیپٹن شکیل سے ٹکرایا تھا جھٹکا کھا کر پشت کے بل واپس فرش پر گرا اور کیپٹن شکیل نے اچھل کر اس کے سینے پر دونوں لاتیں مارنی چاہیں مگر وہ تیزی سے کروٹ بدل گیا اور کیپٹن شکیل اپنے ہی زور میں چکنے فرش پر پھسلتا چلا گیا۔

اسی لمحے پولیس والے چیختے ہوئے سائیڈ سے برآمدے میں داخل ہوئے۔ ادھر صفدر، کیپٹن شکیل کے گرتے ہی اس آدمی پر جھپٹا مگر وہ آدمی چکنی مچھلی کی طرح تیزی سے سائیڈ میں ہوا اور ساتھ ہی اس کی ٹانگیں گھومتی ہوئی صفدر کی ٹانگوں سے ٹکرائیں اور صفدر بھی منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور پھر پولیس سارجنٹوں نے آگے بڑھ کر اس آدمی پر جھپٹنا چاہا مگر وہ تو اس وقت چھلاوا بنا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے جمپ لگایا اور پھر وہ ایک لمحے

کے لئے شیشے والی دیوار کے آدھے حصے پر جو آگے کو بڑھا ہوا تھا نظر آیا اور دوسرے لمحے ٹوٹے ہوئے شیشے کے پار اس نے چھلانگ لگا دی اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں تیزی سے اٹھ کر اس کے پیچھے جھپٹنے ہی لگے تھے کہ وہ دونوں پولیس سارجنٹوں سے ٹکرا گئے۔ اسی لمحے اور پولیس والے بھی وہاں پہنچ گئے اور ساتھ ہی ہسپتال کا دوسرا عملہ بھی آ گیا۔

"ملزم نکل گئے ۔۔۔ انہیں پکڑو" ۔۔۔ صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کی اس آواز کا اثر یہ ہوا کہ پہلے سے موجود دونوں پولیس افسر باہر کی طرف بھاگے ۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ان کے ساتھ ہی باہر کی طرف گئے۔ وہ جب نیچے اتر کر ہسپتال کی عمارت کی عقبی سمت گئے تو وہاں بہت سے افراد پہلے سے جمع تھے اور ایک شخص کی لاش زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ یہ وہ آدمی تھا جسے صفدر نے گھما کر عقبی دیوار سے مارا تھا۔ اور پہلے نیچے گرا تھا۔ چوتھی منزل سے نیچے گرنے کی وجہ سے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ جب کہ دوسرا آدمی غائب تھا۔

وہاں پر موجود لوگوں نے پولیس کے پوچھنے پر بتایا کہ دوسرے آدمی نے چوتھی منزل سے تھوڑے فاصلے پر موجود ایک گھنے درخت پر چھلانگ لگائی اور بڑے حیرت انگیز انداز میں وہ چھلانگ لگا کر درخت کی شاخ سے لٹک گیا اور چند لمحے لٹکنے کے بعد اس نے نیچے چھلانگ لگائی۔ وہ پنجوں کے بل زمین پر گرا اور پھر بے تحاشا بھاگتا ہوا سامنے کھڑی کار میں سوار ہو کر نکل گیا۔

پولیس والے تو اپنی کارروائی میں لگ گئے جب کہ صفدر نے اس واقعہ بتانے والے آدمی سے تھوڑی سی پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس کار کا ماڈل اور نمبر معلوم کر لیا جس پر دوسرا آدمی فرار ہوا تھا۔ پھر اس نے کیپٹن

شکیل کو وہیں رُکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ پولیس کی نظریں بچا کر ایک طرف کھسک گیا۔ حالانکہ پولیس والوں نے ان دونوں کو خاص طور پر وہیں رُکنے کی تاکید کی تھی۔ وہ شاید ان دونوں کا بیان لینا چاہتے تھے یا مزید انکوائری کرنا چاہتے تھے۔

مگر صفدر جلد از جلد حملہ آوروں کے متعلق انکوائری کرنے کے لئے بے چین تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھسک گیا۔

واکر کے ذہن میں اس کار کے نمبر اور ماڈل موجود تھے جس سے اس کے اندازے کے مطابق شارٹی کی کار پر بم مارا گیا تھا۔ اس نے ہسپتال سے نکلتے ہی کار کا رُخ ٹرانسپورٹ رجسٹریشن آفس کی طرف کر دیا۔ اس کا ایک دوست اس دفتر میں اچھے عہدے پر فائز تھا اور اُسے یقین تھا کہ وہ اس کی مدد سے کار کے مالک کا پتہ چلا لے گا۔ چنانچہ وہی ہوا اس کے دوست نے دس منٹ میں اُسے بتا دیا کہ یہ کار مسٹر ڈلہوزی کی ملکیت ہے جو پام بیچ کے بنگلہ نمبر دس میں رہتے ہیں اور پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہیں۔

واکر اپنے دوست کا شکریہ ادا کر کے دفتر سے باہر تو آ گیا لیکن اس کے

ذہن میں اب ایک نئی کھچڑی پک رہی تھی۔ کیونکہ انجینئر کا اس طرح کسی واردات میں ملوث ہونے والی بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی۔ اب دو ہی صورتیں تھیں یا تو کار جعلی نام و پتے پر رجسٹرڈ کرائی گئی ہے۔ یا پھر بم مارنے والوں نے اس انجینئر کی کار چرائی ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ کم از کم اس انجینئر کو ٹٹولے گا ضرور ـــ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے۔ اس نے کار کا رُخ پام بیچ کی طرف موڑ دیا۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ کیفے شائی لاک کے سامنے ٹریفک کے رش کی وجہ سے اُسے کار خاصی آہستہ کرنی پڑی کیونکہ وہاں سڑک پر ایک ٹرک کے ٹائی راڈ ٹوٹ جانے کی وجہ سے ٹریفک لاک سا پیدا ہو گیا تھا اور ٹریفک سارجنٹس ٹریفک کو کنٹرول کر کے گزار رہے تھے۔

کار آہستہ ہوتے ہی واکر کی نظریں جیسے ہی لاشعوری طور پر گھومتی ہوئی کیفے شائی لاک کے پارکنگ کمپاؤنڈ پر پڑیں وہ یکلخت بُری طرح چونک پڑا کیونکہ وہی کار جس کی اُسے تلاش تھی پارکنگ کمپاؤنڈ میں موجود تھی۔ وہی نمبر ـــ وہی ماڈل ـــ اور واکر نے تیزی سے کار کو کیفے شائی لاک کے کمپاؤنڈ کی طرف موڑ دیا۔ وہاں جا کر اس نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر آیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے غور سے اس کار کو دیکھا جیسے پوری طرح یقین کر لینا چاہتا ہو کہ کار وہی ہے۔ پھر وہ پارکنگ چوکیدار کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور آگے بڑھ کر پارکنگ چوکیدار کے ہاتھ میں دے کر اس کی مٹھی دبا دی۔ پارکنگ چوکیدار بڑا نوٹ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

”صاحب! کیا خدمت ہے“ ـــ؟ چوکیدار نے تیزی سے نوٹ

کو اپنی جیب میں منتقل کرتے ہوئے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس قسم کی خدمات کا معاوضہ وصول کرنے کا عادی تھا اس لئے فوراً سمجھ گیا کہ نوٹ اُسے کس لئے دیا گیا ہے۔

"اس کار کا مالک کون ہے"——؟ واکر نے اس کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس کار کے مالک مسٹر مارٹن ہیں —— کیفے کی دوسری منزل میں رہائش پذیر ہیں —— بے حد وجیہہ اور خوبصورت نوجوان ہیں"—— چوکیدار نے پوری پوری معلومات اُگل دیں۔

"حلیہ کیا ہے ان کا"——؟ واکر نے پوچھا اور چوکیدار نے تفصیل کے ساتھ حلیہ بھی بتا دیا۔

"شکریہ —— مجھے یقین ہے کہ تم اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے"۔ واکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں صاحب! —— ہمارا سینہ تو قبر ہے قبر —— اس میں جو گیا وہ بس وہیں دفن ہو گیا"—— چوکیدار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور واکر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اب مارٹن کا حلیہ اس کے ذہن میں پوری طرح محفوظ ہو گیا تھا۔

کیفے شانی لاک میں داخل ہو کر واکر ابھی ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک ایک ویٹر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ واکر نے اسے دیکھا تو وہ بھی چونک پڑا۔ یہ اس کا پرانا ساتھی وائٹ تھا۔ کسی زمانے میں وہ دونوں مل کر وارداتیں کرتے تھے۔ پھر واکر رچرڈ کے گروپ میں شامل ہو گیا اور وائٹ علیحدہ رہ کر چھوٹی موٹی وارداتیں کرتا کرنے لگا پولیس سے بچنے

کے لئے اس نے ویٹر کی ملازمت کی ہوئی تھی۔ واکر کو اتنا تو معلوم تھا کہ وہ ویٹر ہے لیکن اس کے علم میں یہ نہ تھا کہ وہ کیفے شانی لاک میں ہے۔

"واکر تم —— اور یہاں —— بڑے عرصے بعد دکھائی دے رہے ہو"۔ وائٹ نے اس کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہاں پناہ لے رکھی ہے —— یہ لباس وائٹ"—— واکر نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور وائٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"آؤ ویٹرز روم میں آ جاؤ —— وہاں گپ شپ ہو گی"—— وائٹ نے ہنستے ہوئے کہا اور واکر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اور پھر سائیڈ گیلری میں سے ہوتے ہوئے وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے جہاں مختلف کرسیوں پر کچھ ویٹر بیٹھے گپ شپ مار رہے تھے۔ وہ شاید ڈیوٹی سے آف ہو گئے تھے یا ڈیوٹی ریسٹ پر تھے۔ وائٹ اور واکر ایک کونے میں پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اب بتاؤ —— آج ادھر کیسے بھول پڑے"—— وائٹ نے ایک طرف ریک میں پڑے ہوئے مشروبات کی بوتلوں میں سے دو اٹھا کر میز پر رکھیں اور ان کے ڈھکن کھول کر اس نے ایک بوتل واکر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک ضروری کام پڑ گیا ہے —— یہاں کوئی صاحب مارٹن ہیں ——؟ دوسری منزل پر رہائش پذیر ہیں"—— واکر نے مشروب کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— وہ خوبصورت سا آدمی —— بالکل رہتا ہے۔ بڑا مغرور اور نک چڑھا سا آدمی ہے —— کیوں ——؟ اس سے کیا کام پڑ گیا"——؟ وائٹ

نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا صدود اربعہ معلوم کرنا ہے ــ اس نے باس کی کار پر بم پھینکا ہے اور باس شدید زخمی ہو گیا ہے" ــ واکر نے جواب دیا۔

"اوہ! ــ میں سمجھ گیا ــ پھر کیا خیال ہے اسے کے کمرے میں پہنچا دوں"۔ وائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہنچا دو تو ٹھیک ہے ــ کام جلدی ہو جائے گا" ــ واکر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوچ لو ــ بظاہر تو وہ ایک سیدھا سادھا سا آدمی لگتا ہے۔ لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ وہ اندر سے انتہائی خطرناک شخصیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں" ــ وائٹ نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم اتنی جلدی واکر کو بھول گئے ــ کیا میرے علاوہ دنیا میں اور کوئی خطرناک ہو سکتا ہے ــ بہرحال تم بے فکر رہو۔ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی" ــ واکر نے جواب دیا اور وائٹ ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ــ آؤ میرے ساتھ" ــ وائٹ نے تولی خالی بوتلوں والے ڈبے میں پھینکتے ہوئے کہا اور پھر وہ واکر کو ہمراہ لئے کیفے کی عقبی سمت میں پہنچا اور پھر وہاں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر والی منزل پر پہنچ گیا۔ یہ منزل چونکہ صرف رہائشی تھی اس لئے یہاں آمدورفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ وائٹ نے آگے بڑھ کر ایک کمرے کے دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ــ ؟ اندر سے ایک نرم سی آواز سنائی دی۔

"جناب آپ کے مہمان ہیں مسٹر واکر" ــ وائٹ نے مسکرا کر واکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر واکر" ــ اندر سے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی اور پھر بیڈ کی چرچراہٹ کے ساتھ ساتھ قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ سامنے مارٹن کھڑا حیرت بھری نظروں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"جناب! ــ آپ ملاقات کیجئے اور مجھے اجازت ــ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے جناب" ــ وائٹ نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں" ــ مارٹن نے کرخت لہجے میں کہا اور وائٹ سر ہلاتا ہوا تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا آپ مجھے اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گے مسٹر مارٹن" ــ واکر نے طنزیہ انداز میں کہا۔

مارٹن چند لمحے غور سے واکر کی طرف دیکھتا رہا۔ جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر کندھے جھٹکتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"لیکن میں نے تمہیں پہچانا نہیں" ــ مارٹن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں اپنا تفصیلی تعارف کراؤں گا تو آپ مجھے پہچان لیں گے" ــ واکر نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

واکر کے اندر آتے ہی مارٹن نے دروازہ بند کیا اور واکر آگے بڑھ کر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں! ــ اب کراؤ اپنا تعارف" ــ مارٹن نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"آپ رچرڈ کو جانتے ہیں ــ ہوٹل برگنزا کا کنگ ڈاگ" ــ ؟ واکر نے

بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔ تو تم رچرڈ کے آدمی ہو ـــــ لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو"؟ مارٹن کے چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرم پڑتی چلی گئی۔

"آپ نے شارلی کی کار پر بم کیوں پھینکا تھا" ـــــ؟ واکر نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔ لیکن مارٹن کی نسبت اس کے الفاظ میں اخلاق کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"شارلی کی کار پر بم ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ کون شارلی" ـــــ؟ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل برگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے اس کار پر بم پھینکا گیا جسے کیسنیوڈی سکس کا مالک شارلی چلا رہا تھا ـــــ اس کے ساتھ ایک اطالوی اور دو حبشی تھے ـــــ اور اس کار میں کنگ ڈاگ بھی موجود تھا" ـــــ واکر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ـــــ میں رچرڈ کو ضرور جانتا ہوں۔ وہ میرا دوست ہے ـــــ لیکن میں کسی اطالوی، حبشی اور شارلی کو نہیں جانتا" مارٹن نے جواب دیا۔

"سنو! ـــــ میرا نام واکر ہے ـــــ میں کنگ ڈاگ کا نمبر ٹو ہوں۔ اس شہر میں ہونے والی کوئی واردات مجھ سے چھپی نہیں رہتی ـــــ تم نے کنگ ڈاگ پر حملہ کر کے ایک بھیانک جُرم کیا ہے اور اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا" ـــــ واکر نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت درشتگی سی چھا گئی تھی۔

"تم اور رچرڈ پاورلینڈ کے لئے کام کرتے ہو ناں" ـــــ؟ مارٹن نے

سوال کیا۔

"ہاں کرتے ہیں" ـــــ واکر نے سر کو جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سنو! ـــــ میں پاورلینڈ سے خصوصی طور پر یہاں آیا ہوں۔ اور جو کچھ بھی کر رہا ہوں پاورلینڈ کے مفاد کے لئے کر رہا ہوں ـــــ تمہارے باس کو یہ حکم ملا تھا کہ وہ پاورلینڈ کے مخالفوں کو دیکھتے ہی گولی مار دے۔ لیکن وہ پوچھ گچھ میں پڑ گیا ـــــ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخالف اُسے ہی اغوا کر کے لے جانے لگے اس لئے ہیڈکوارٹر کے حکم پر مجھے فوری کارروائی کرنی پڑی ـــــ اور سنو! ـــــ کنگ ڈاگ کے مرنے کے بعد تمہیں اس ٹیم کا انچارج بنایا جا سکتا ہے اور ایسا صرف میری سفارش پر ہو سکتا ہے" ـــــ مارٹن نے اس بار حکمانہ لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا تعلق پاورلینڈ سے ہے" ـــــ؟ واکر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اور ہیڈکوارٹر سے براہِ راست" ـــــ مارٹن نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے کیسے یقین آئے گا" ـــــ؟ واکر نے جواب دیا۔

"لو دیکھو" ـــــ مارٹن نے پتلون کا پائنچہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی ایک لکیر واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیوز لگا ہوا ہے ـــــ اور یہ فیوز صرف ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جو پاورلینڈ کے ہیڈکوارٹر سے متعلق ہوتے تھے۔ واکر کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے یقین آ گیا ـــــ ورنہ میں یہی سوچ کر آیا تھا کہ تم

سے کنگ ڈاگ کا بھرپور انتقام لونگا" ـــ واکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سنو واکر! ـــ میں کسی کو اتنا وقت نہیں دیا کرتا ـــ تمہاری قسمت اچھی تھی کہ تم نے آتے ہی رچرڈ کا کام لے دیا ـــ ورنہ شائد اب تک تمہاری لاش کسی گٹر میں بہہ رہی ہوتی ـــ بہرحال اب تم صرف مجھے اتنا بتا دو کہ تم نے میرا پتہ کیسے معلوم کر لیا" ـــ ؟ مارٹن نے اس بار کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" بڑی آسانی سے ـــ تمہاری کار کیفے شائی لاک کے پارکنگ کمپاؤنڈ میں موجود تھی اور میرے ذہن میں کار کا نمبر اور ماڈل نقش تھا" ـــ واکر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی جواب دیتا، اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارٹن نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

" مارٹن سپیکنگ" ـــ مارٹن نے واکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر اپنا کوڈ نام واکر کی وجہ سے نہ لیا تھا۔

" اسٹار سپیکنگ باس" ـــ دوسری طرف سے اسٹار کی آواز سنائی دی جسے مارٹن نے مشن کے انجام کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے کار سے اتار دیا تھا۔

" اوہ اسٹار! ـــ کیا پوزیشن ہے" ـــ ؟ مارٹن نے چونک کر پوچھا۔

" باس! ـــ مشن مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوا ـــ کار خصوصی طرز پر تیار شدہ تھی اور بم پروف تھی ـــ اگر اس کے اوپر سے بم مارا جاتا تو اس پر بالکل اثر نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ آپ نے اس کی ڈگی کے نچلے حصے سے بم چپکا کر اسے برسٹ کیا ہے اس لئے کار تباہ تو ہو گئی۔ لیکن اس کی درمیانی باڈی پوری طرح تباہ نہیں ہوئی ـــ کار میں موجود تمام افراد شدید زخمی ہوئے ہیں جنہیں لوگوں

نے فوری طور پر جنرل ہسپتال پہنچا دیا ہے ـــ میں بھی ان کا انجام پتہ کرنے کے لئے ہسپتال گیا تو وہاں پتہ چلا کہ شارٹی تو آپریشن تھیٹر میں ہی ہلاک ہو گیا ہے ـــ البتہ کنگ ڈاگ، دونوں حبشی اور اطالوی ابھی زندہ ہیں اور ہسپتال کے ایک خصوصی کمرے میں موجود ہیں ـــ میں نے جہاں تک رپورٹ حاصل کی ہے ان کی حالت بدستور خطرے میں تو ہے۔ لیکن ان کے زندہ بچ جانے کے امکانات بھی موجود ہیں" ـــ اسٹار نے تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا۔

" اوکے! ـــ تم دس منٹ بعد مجھے فون کرنا" ـــ مارٹن نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" تمہارا باس رچرڈ بچ گیا ہے ـــ اور تمہیں میری حیثیت کا بھی پتہ چل گیا ہے۔ اس لئے اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ ـــ اور سنو! اس بار یہاں آنے پر تمہیں اس لئے معاف کیا جا رہا ہے کہ تم یاور لینڈ کے آدمی ہو لیکن آئندہ اگر میرے پیچھے آئے ـــ یا نگرانی کی تو گولی مار دونگا" ـــ مارٹن نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تلخ تھا۔

" مجھے معلوم ہے کہ وہ زندہ بچ گیا ہے ـــ میں ہی اسے اٹھا کر ہسپتال چھوڑ آیا ہوں ـــ لیکن اب مجھے ہیڈ کوارٹر سے بات کرنی ہو گی کہ ہمارے مشن میں تم رکاوٹیں ڈال رہے ہو ـــ ہیڈ کوارٹر کی ہدایت کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ تمہارے پیچھے آیا جائے یا نہیں ـــ اور یہ بھی سن لو کہ میرا نام واکر ہے ـــ مجھے گولی مارنے کی حسرت لئے ہزاروں افراد قبروں میں دفن ہو چکے ہیں" ـــ واکر نے دروازے میں رک کر مارٹن سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مارٹن نے واکر کے باہر نکلتے ہی ایک دھماکے سے دروازہ بند کیا اور پھر چٹخنی چڑھا دی۔ اس کے چہرے پر ناگواری اور خشونت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ نجانے کس طرح واکر کی باتیں برداشت کر رہا تھا۔ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق پاور لینڈ سے ہے اور پاور لینڈ کے کسی آدمی کو مارنا ھیڈ کوارٹر کے عتاب کا شکار ہونا تھا۔ رچرڈ کے ساتھ چونکہ عمران بھی ختم ہوتا تھا اس لئے اس نے کار پر بم مار دیا تھا۔ لیکن اب رچرڈ اور عمران وقتی طور پر بچ گئے تھے اور جس مشن کو وہ مکمل کئے بیٹھا تھا وہ ابھی نامکمل تھا۔

مارٹن نے الماری کھولی اور پھر کیسٹ ریکارڈر ٹرانسمیٹر نکال کر وہ اسے غسلخانے میں لے آیا۔ شاور کھول کر اس نے اسکائی کی فریکوئنسی سیٹ کی۔

"اسکائی سپیکنگ۔ اوور" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اسکائی کی آواز سنائی دی۔

"کہاں موجود ہو۔ اوور" ـــــ؟ مارٹن نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔ اس پر واکر کی وجہ سے ابھی تک غصے کا موڈ سوار تھا۔

"ہوٹل برگنزا میں جناب! ـــ مُون بھی میرے ساتھ ہے ـــ ہم دونوں آپ کی مزید ھدایات کے منتظر ہیں۔ اوور" ـــــ اسکائی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ مارٹن کے پھاڑ کھانے والے لہجے کی وجہ سے اس کا لہجہ ضرورت سے زیادہ ہی مؤدبانہ تھا۔

"سنو! ـــ تم دونوں جنرل ہسپتال پہنچو ـــ میں نے ہوٹل برگنزا کے عقب میں اس اطالوی اور حبشیوں کی کار پر بم مارا تھا۔ لیکن وہ ھلاک نہیں ہوئے بلکہ شدید زخمی ہوئے ہیں اور اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں ـــ تم دونوں انکوائری سے ان کے کمرے کا نمبر معلوم کرو اور پھر جا کر اطالوی اور ان حبشیوں

کو مشین گنوں کی گولیوں سے بھون ڈالو۔ اوور" ـــــ مارٹن نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکشن اوپن ہوگا باس۔ اوور" ـــــ؟ اسکائی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہاں! ـــ بالکل اوپن ـــ ذرا سی بھی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں۔ اطالوی تمہارا اصل ٹارگٹ ہوگا۔ حبشی مر جائیں تو مر جائیں ـــ نہ مریں تب بھی ان کی اتنی پرواہ نہیں ہے ـــ اس اطالوی کو ہر صورت میں ختم ہونا چاہئے۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے۔ اوور" ـــــ؟ مارٹن نے فقرے کے آخر میں سوال کر دیا۔

"ایک سب مشین گن ہے باس۔ اوور" ـــــ اسکائی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مُون کے پاس کیا ہے۔ اوور" ـــــ؟ مارٹن نے پوچھا۔

"اس کے پاس بھی ایک سب مشین گن ہے باس۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"کافی ہے ـــ بس یہاں سے سیدھے جنرل ہسپتال جاؤ ـــ اس اطالوی کے کمرے کا معلوم کرو اور جاتے ہی فائر کھول دو ـــ اس کے بعد وہاں سے نکلنے کی بھرپور کوشش کرو ـــ چاہے تمہیں پورے ہسپتال میں موجود افراد کو گولیوں کا نشانہ کیوں نہ بنانا پڑے ـــ سمجھ گئے۔ اوور" ـــــ مارٹن نے اسے ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گیا باس! ـــ حکم کی تعمیل ہوگی۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے اسکائی نے جواب دیا۔

"وہاں سے آنے کے بعد مجھے فوری رپورٹ دینا ـــــ اوور اینڈ آل"۔ مارٹن نے کہا اور بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ کیسٹ ریکارڈر نما ٹرانسمیٹر لیکر وہ غسل خانے سے باہر آگیا۔ آتے ہوئے اس نے شاور بند کر دیا۔

ٹرانسمیٹر الماری میں رکھ کر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

"یس"ـــــ مارٹن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اسٹار بول رہا ہوں جناب"ـــــ دوسری طرف سے اسٹار کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اُسے مارٹن نے دس منٹ بعد فون کرنے کے لئے کہا تھا اور شاید دس منٹ گذر چکے تھے۔

"اسٹار تم ہسپتال میں رکو ـــــ میں نے موان اور اسکائی کو وہاں بھیجا ہے وہ ان زخمیوں کے خلاف اوپن ایکشن لیں گے تم نے ان کی مکمل نگرانی کرنی ہے صرف نگرانی ـــــ سمجھ گئے"ـــــ مارٹن نے کہا۔

"یس باس"ـــــ اسٹار نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا"ـــــ مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ گہری سوچوں میں غرق ہو گیا۔ اُسے عمران کے اس طرح بچ نکلنے پر حیرت تھی جبکہ اس کے خیال کے مطابق اس کا خاتمہ یقینی تھا۔ اب اُسے اسٹار کی طرف سے رپورٹ کا انتظار تھا۔

کافی دیر بعد جب اس نے گھڑی دیکھی تو وہ چونک پڑا اُسے اسٹار کو ہدایات دیتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گذر چکا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی۔ اور پھر اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے"ـــــ؟ اس نے بلند اور کرخت آواز میں پوچھا۔

"پولیس ـــــ دروازہ کھولو"ـــــ باہر سے ایک کرخت آواز سنائی دی اور مارٹن پولیس کا نام سنتے ہی ایک لمحے کے لئے حیرت زدہ رہ گیا۔ پولیس کے لفظ نے اس کے ذہن میں دھماکہ سا کیا تھا۔ پولیس کی آمد کی تو اُسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

دروازہ دوسری بار پہلے سے بھی زیادہ زور سے کھٹکھٹایا گیا۔

"ٹھہرو ـــــ آرہا ہوں"ـــــ مارٹن نے لہجے کو شگفتہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اُٹھ کر اس نے چٹخنی کھول دی

دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پولیس کی وردیوں میں ملبوس چار افراد اندر آگئے۔ چاروں کاندھوں پر لگے ہوئے اسٹارز سے ہائی رینک کے آفیسرز نظر آرہے تھے۔

"فرمایئے"ـــــ مارٹن نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا۔

"ایکس ون تھرٹی تمہاری کار کا نمبر ہے"ـــــ؟ ایک آفیسر نے کرخت لہجے میں پوچھا جبکہ باقی افسران کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔

"جی ہاں! ـــــ میری کار ہے۔ کیوں"ـــــ؟ مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"لیکن یہ کار تو مسٹر ڈلہوزی کے نام پر رجسٹرڈ ہے"ـــــ؟ اُسی آفیسر نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ان سب میں سے سینئر تھا اس لئے سوال جواب کا فریضہ وہی ادا کر رہا تھا۔

"میرا نام ڈلہوزی مارٹن ہے ـــــ مارٹن میرا نک نام ہے۔ آپ کو کوئی

اعتراض ہے" ــــ مارٹن نے پہلے سے زیادہ مطمئن لہجے میں کہا۔

"او۔کے! ــ پھر آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں ــــ باقی باتیں وہیں ہوں گی" ــــ آفیسر نے جواب دیا۔

"مگر کس جرم میں ــ اور کیوں" ــــ؟ مارٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوٹل برگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پر بم مارا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم تفتیش کر رہے ہیں" ــــ آفیسر نے جواب دیا۔

"میری کار سے ــــ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آفیسر" ــــ مارٹن نے جواب دیا۔

"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی مسٹر مارٹن! ــ ہمیں فون پر اطلاع دی گئی تھی کہ آپ کی کار اس سلسلے میں ملوث ہے۔ اور کار مسٹر ڈلہوزی کے نام پر رجسٹرڈ ہے ــــ ہم نے اپنے طور پر چیکنگ کی تو ڈلہوزی کی حد تک اطلاع درست ثابت ہوئی ــــ اس کے بعد آپ کی کار کو یہاں سے پولیس ورکشاپ پہنچایا گیا اور وہاں یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کی کار میں بم پھینکنے کا جدید ترین آلہ نصب ہے ــــ ایسا آلہ جو اس سے پہلے اس ملک میں نہیں دیکھا گیا اب بھی آپ انکار کریں گے مسٹر مارٹن" ــــ آفیسر نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ لیکن آپ میری اجازت کے بغیر میری کار کو ورکشاپ کیسے لے گئے ــــ ہو سکتا ہے کہ آپ نے خود ہی وہ آلہ اس کار میں نصب کر دیا ہو" ــــ مارٹن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس کی آنکھوں میں الجھن اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ باتیں آپ کا وکیل خود ہی عدالت میں کر لے گا ــــ فی الحال آپ ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلیں" ــــ آفیسر نے سائیڈ میں لٹکے ہوئے ہولسٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید ریوالور نکالنا چاہتا تھا۔

"مجھے ہیڈ کوارٹر لے جانے کی ضرورت نہیں ــــ میں آپ کو سب کچھ یہیں بتا دیتا ہوں لیکن میری جان کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہو گی" ــــ یکلخت مارٹن کے چہرے پر مردنی سی چھا گئی اور وہ شدید خوفزدہ نظر آنے لگا۔

"اوہ! ــ اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہیڈ کوارٹر چلو ــــ وہاں تمہاری حفاظت کا زیادہ معقول بندوبست ہو جائے گا" ــــ آفیسر نے ہولسٹر سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"آپ نہیں جانتے ــــ ہیڈ کوارٹر پہنچنے سے پہلے ہی مجھے گولی مار دی جائے گی ــــ آپ پلیز دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دیں ــــ میں آپ کو تمام تفصیل بتا دیتا ہوں ــــ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے۔ اتنی بڑی سازش کہ آپ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے" ــــ مارٹن نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ شدید خوفزدہ ہو چکا ہو۔

"ٹھیک ہے ــــ مطمئن ہو کر بتاؤ ــ ہم تمہاری پوری پوری حفاظت کریں گے" ــــ آفیسر نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر ایک آفیسر کو دروازہ بند کرنے کا اشارہ کیا۔ اس آفیسر نے مڑ کر دروازے کو چٹخنی لگا دی جب کہ دوسرے آفیسر نے جیب سے ایک نوٹ بک اور پنسل نکال لی۔ وہ شاید اس کا بیان نوٹ کرنا چاہتا تھا۔

"تشریف رکھیے اور مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو ایک اہم دستاویز دکھاؤں" ــــ مارٹن نے اس بار قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے

جیب میں تیزی سے ہاتھ ڈالا جیسے دستاویز دکھانا چاہتا ہو۔ آفیسرز اس وقت کرسیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ جب مارٹن کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں دستاویز کی بجائے ایک چھوٹا سا اور عجیب ساخت کا پستول تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے ریوالوروں کی طرف ہاتھ بڑھاتے، مارٹن نے ٹریگر دبا دیا۔ پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھار کی صورت میں وہ یکے بعد دیگرے ان چاروں آفیسروں کے سینوں پر پڑیں۔ اور ان چاروں کی آنکھیں ایک لمحے کیلئے پھٹیں اور دوسرے لمحے ان کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نکالے ختم ہو چکے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھا اور دوسرے لمحے ان چاروں پولیس آفیسروں کے جسموں میں ہلکے ہلکے دھماکوں کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے مردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے ہر مسام میں سے نکل رہا تھا۔ دھواں لمحہ بہ لمحہ دبیز ہوتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود وردیاں ڈھیلی پڑتی چلی گئیں۔ زیادہ سے زیادہ چار پانچ منٹ بعد فرش پر صرف وردیاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ اور چاروں افسروں کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے۔ اور دھواں عقبی کھڑکی سے باہر نکل کر فضا میں بکھر گیا تھا۔

مارٹن مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ان وردیوں اور بوٹوں کو اکٹھا کیا۔ ان کے ریوالوروں والے ہولسٹرز اٹھائے اور پھر ان کو سمیٹ کر وہ غسل خانے میں آیا۔ اس نے وردیوں کو لائٹر سے آگ لگا دی۔ چند لمحوں بعد جب وردیاں پوری طرح راکھ بن گئیں تو یہ راکھ اس نے پانی کی مدد سے گٹر میں بہا دی۔ اب صرف

بوٹ، ریوالوراور اسٹار غسل خانے میں موجود تھے۔ مارٹن نے بڑے اطمینان سے ان سب چیزوں ایک خالی شاپنگ بیگ میں ڈالا اور لا کر الماری میں رکھ دیا۔ پھر اس نے تیزی سے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد مارٹن نے اپنا بیگ تیار کر لیا۔ شاپنگ بیگ بھی اس نے بیگ میں منتقل کیا اور پھر بیگ اٹھائے وہ بڑے اطمینان سے دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ لفٹ کے ذریعے وہ نیچے ہال میں پہنچا اور اس نے چابی کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کاؤنٹر مین کو کمرہ خالی کرنے کی اطلاع دی۔

"چار پولیس آفیسران آپ کے کمرے میں گئے تھے جناب" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں مارٹن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ انہیں کچھ معلومات درکار تھیں ۔۔۔ وہ پوچھ گچھ کر کے چلے گئے ہیں" ۔۔۔ مارٹن نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ہال میں تو واپس نہیں آئے" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"جب میں آ رہا تھا تو وہ روم نمبر ایک سو بارہ کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے" ۔ مارٹن نے اس بار سخت لہجے میں کہا جیسے اُسے کاؤنٹر مین کی گفتگو سے شدید الجھن ہو رہی ہو۔

"اوہ ۔۔۔ ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ چار سو ڈالر کرایہ اور دیگر بل" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے رجسٹر کھول کر اندراجات کرتے ہوئے کہا اور مارٹن نے جیب میں ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکالی۔ اس میں سے چار نوٹ کھینچ کر اس نے کاؤنٹر پر پھینکے اور پھر بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر مین سر جھکائے رجسٹر میں اندراجات میں مصروف تھا البتہ اس نے نوٹ اٹھا کر کیش باکس میں ڈال دیئے تھے۔

مارٹن کیفے سے باھر آتے ہی تیزی سے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ البتہ اس نے ایک نظر پارکنگ کی طرف ڈالی جہاں پولیس کی مخصوص جیپ موجود تھی۔

مارٹن آگے بڑھتا بڑھتا یکلخت رکا اور پھر مڑکر تیزی سے پولیس جیپ کی طرف بڑھنے لگا پولیس جیپ کے پاس پہنچ کر اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے وہ شاپنگ بیگ نکال کر جس میں ان پولیس افسروں کے بوٹ، ہولسٹر، ریوالور اور اسٹار موجود تھے۔ جیپ کی اگلی نشست کی طرف اچھال دیا اور پھر تیزی سے واپس کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑتا گیا۔ پارکنگ چوکیدار چونکہ اپنے کسی مہمان سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے مارٹن کی یہ کارروائی دیکھی ہی نہ تھی۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آتے ہی مارٹن تھوڑی دور فٹ پاتھ پر پیدل چلتا رہا۔ پھر ایک بس اسٹینڈ پر رک گیا۔ وہاں پہلے ہی کافی لوگ موجود تھے۔ بسیں ہر پانچ منٹ بعد اسٹاپ پر آکر رکتی تھیں اور پھر تیسری بس میں مارٹن کو جگہ مل گئی اور وہ اطمینان سے بس میں بیٹھ گیا۔ کنڈیکٹر سے اس نے چوتھے اسٹاپ کا ٹکٹ خریدا۔ وہ کیفے کے نزدیک سے ٹیکسی حاصل نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے بس کو ترجیح دی تھی۔

چوتھے اسٹاپ پر جیسے ہی بس رکی، مارٹن نیچے اترا اور پھر تھوڑی دور چلا تھا کہ اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"انگلن روڈ" ــــ مارٹن نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اب مارٹن ٹیکسی میں بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ پولیس کو اس کی کیفے میں

موجودگی اور کار کے بارے میں کس نے اطلاع دی ہوگی۔ دوسرے لمحے اس کا خیال واکر کی طرف گیا۔ اور پھر غصے کی شدت سے اس کی مٹھیاں بھنچتی چلی گئیں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ واکر کے علاوہ اور کوئی شخص اطلاع دینے والا نہیں ہوسکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ واکر نے پاور لینڈ سے غداری کی ہے اور اب اس کا خاتمہ ہر حالت میں کرنا لازمی ہوگیا ہے۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ عمران کا مشن مکمل ہوتے ہی وہ ہنری سے بات کر کے سب سے پہلے اس واکر کو عبرتناک موت مارے گا۔

"انگلن روڈ آگئی ہے سر۔ آپ نے کہاں اترنا ہے" ــــ ڈرائیور کی آواز سنائی دی اور مارٹن چونک پڑا۔

"پہلے چوک پر اتار دو" ــــ مارٹن نے کہا اور ڈرائیور نے تھوڑی ہی دور پہلے چوک پر ٹیکسی روک دی اور مارٹن نے نیچے اتر کر اسے کرایہ ادا کیا اور پھر اس وقت تک وہاں رکا رہا جب تک ٹیکسی اگلا موڑ کراس کر کے نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی۔ پھر وہ آگے بڑھا اور سڑک کراس کرتا ہوا سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ کوٹھی اس نے پہلے ہی اینگیج کر رکھی تھی۔ تاکہ کسی بھی خطرے کی صورت میں وہ اس میں شفٹ ہو سکے۔

عمران کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں لیکن وہ ہوش میں تھا۔ اُسے ہوش ہسپتال کے اسی کمرے میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو بیڈز پر جوزف اور جوانا پڑے ہوئے تھے۔ جوانا ہوش میں تھا جب کہ جوزف بدستور بیہوش تھا۔ جوزف کے سر پر اور جوانا کی پسلیوں کے گرد پٹیاں موجود تھیں۔ کمرے میں دو نرسیں اور ایک ڈاکٹر موجود تھا۔ ان میں سے ایک نرس جوانا کو انجکشن لگانے میں مصروف تھی۔

"آپ کو ہوش آ گیا مسٹر" ——— عمران کی آنکھیں کھلتے ہی قریب کھڑے ڈاکٹر نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آ تو گیا ہے ——— اگر آپ کہیں تو میں اسے واپس بھیج دیتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر اس حالت میں بھی اس کے منہ سے شگفتہ فقرہ سُن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ دوسری نرس بھی مسکراتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔

"ارے نہیں ——— اب ہم اُسے واپس نہیں جانے دیں گے" ——— ڈاکٹر

نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

"کلائی پکڑنے سے یہ رُکنے والا نہیں ——— یہ سوچ لیجئے" ——— عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"آپ کی خود اعتمادی حیرت انگیز ہے جناب ! ——— ورنہ اس قدر خوفناک حادثے کے بعد تو لوگوں کے منہ سے ہوش میں آنے کے باوجود کئی کئی گھنٹے بات تک نہیں نکلتی" ——— ڈاکٹر نے کہا۔

"حادثے کا اثر ان کی بریکوں پر پڑتا ہوگا اور وہ ٹائٹ ہو جاتی ہوں گی۔ میری تو بریکیں ہی نہیں ہیں ——— مجبوری ہے ——— بہرحال میری ٹوٹ پھوٹ کتنی ہوئی ہے تاکہ مجھے اندازہ ہو سکے کہ ڈینٹنگ اور پینٹنگ کا بجٹ کتنا بنے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو صرف ضربات آئی ہیں ——— کوئی فریکچر نہیں ہوا۔ آپ خاصے خوش قسمت واقع ہوئے ہیں ——— یہ دونوں حبشی شاید آپ کے ساتھی ہیں ان میں سے ایک کی جو ہوش میں ہیں دو پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ جب کہ دوسرے کے سر پر چوٹ آئی ہے اور وہ ابھی تک ہوش میں نہیں آ سکے۔ لیکن ان کی حالت خطرے سے باہر ہے اور وہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتے ہیں ——— دو مقامی آدمی ختم ہو گئے ہیں ——— ایک تو آپریشن تھیٹر میں ہی ختم ہو گیا تھا جب کہ دوسرا ایک گھنٹہ پہلے ختم ہوا ہے" ——— ڈاکٹر نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب عمران کے بازو میں لگی ہوئی گلوکوز کی سوئی ہٹا رہا تھا۔

"اوہ ! ——— خاصی بڑی ٹریجڈی ہے ——— میں نے تو کار میں لفٹ مانگی تھی۔ ورنہ میں تو ان میں سے کسی کو نہیں جانتا ——— نجانے کیوں یہ حادثہ ہو گیا

ہے" ـــــ عمران نے متاسف لہجے میں کہا۔

"آپ کی کار کو بم سے تباہ کیا گیا ہے ـــــ بہرحال ابھی پولیس آنے والی ہے۔ وہ آپ سے بیانات لے گی" ـــــ ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ نرس بھی اس کے پیچھے ہی چلی گئی۔

"جوانا" ـــــ عمران نے ڈاکٹر اور نرسوں کے باہر نکلتے ہی کہا۔

"یس ماسٹر" ـــــ جوانا کی آواز سنائی دی۔

"سنو! ـــ مجھ سے کوئی تعلق ظاہر نہ کرنا۔ جو مرضی آئے بہانہ بنا دینا۔ اور ہو سکتا ہے کہ مجھے یہاں سے نکلنا پڑے ـــــ تم جوزف کو ہوش آنے کے بعد یہاں سے نکل کر ایگلن روڈ کی کوٹھی نمبر تیرہ پر پہنچ جانا ـــ وہاں کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ اس کے بعد میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گا۔ سمجھ گئے" عمران نے دبے لہجے میں جوانا کو ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر! ـــ میں سمجھ گیا" ـــــ جوانا نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اُسے مزید ہدایات دیتا، کمرے کے باہر بھاری قدموں کی آواز گونجی اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اسی ڈاکٹر کے ہمراہ دو پولیس سارجنٹ اندر داخل ہوئے۔

"مسٹر وکٹر مارک ـــ اور مسٹر جوانا ہوش میں ہیں ـــ آپ ان کا بیان لے سکتے ہیں" ـــــ ڈاکٹر نے عمران اور جوانا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور دونوں سارجنٹ تیزی سے عمران کی طرف بڑھے۔ کیونکہ اس کا بیڈ دروازے کے قریب تھا اور دوسری بات شاید یہ تھی کہ عمران نے آنکھیں کھول رکھی تھیں جب کہ جوانا آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔

"کیا آپ بیان دینے کے لئے تیار ہیں مسٹر" ـــــ؟ ایک پولیس آفیسر

نے جیب سے نوٹ بک اور پنسل نکالتے ہوئے کہا۔

"معاف کیجئے ـــ ابھی میں نے اپنی جیبیں نہیں ٹٹولیں ـــ ہو سکتا ہے کہیں گر پڑا ہو۔ اگر ہوا تو ضرور دوں گا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دونوں پولیس آفیسران چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ انہیں شاید عمران کی دماغی صحت پر شک گذر رہا تھا۔

ہے حادثات میں اکثر ایسا ہو ہی جاتا ہے۔

"جیبیں! ـــ کیا مطلب" ـــــ؟ ایک پولیس افسر نے کہا۔

"جیب کا مطلب جیب ہی ہوتا ہے جناب! ـــ بستر بند تو ہونے سے رہا" ـــــ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ اُبھر آئی۔

"یہ صاحب خاصے شگفتہ واقع ہوتے ہیں ـــ خاصی دلچسپ باتیں کرتے ہیں" ـــــ ڈاکٹر نے پولیس آفیسران سے کہا۔

"دیکھیے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم آپ کی بے معنی باتیں سنتے رہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب دلچسپ کہہ رہے ہیں" ـــــ پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی جناب! ـــ آپ نے بیان مانگا ہے ـــ میں نے یہی جواب دیا ہے ناکہ اگر جیب میں پڑا ہوا تو نکال کر دے دُوں گا ـــ ورنہ مجبوری ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار پولیس آفیسران کے سخت چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگ اٹھی۔ وہ اب عمران کے پہلے فقرے کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"اوہ!۔۔۔ تو آپ مذاق فرما رہے تھے۔۔۔ بہرحال پہلے اپنا نام و پتہ بتائیے"۔۔۔ پولیس سارجنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو واقعی میرے نام و پتے کا اب تک علم نہیں ہو سکا"۔۔۔؟ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہم آپ سے تصدیق کرانا چاہتے ہیں"۔۔۔ پولیس سارجنٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو لیجئے۔۔۔ میں ابھی تصدیق کر دیتا ہوں کہ آپ واقعی پولیس سارجنٹ ہیں۔۔۔ اور خاصے نرم دل واقع ہوئے ہیں"۔۔۔ عمران نے ان کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے مسٹر!۔۔۔ آپ کے زخمی ہونے کی وجہ سے ہم اب تک نرم لہجے میں گفتگو کر رہے ہیں لیکن آپ مسلسل ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس لئے پلیز سنجیدگی اختیار کیجئے اور اپنا بیان لکھوایئے کہ یہ حادثہ کس طرح ہوا"۔۔۔؟ اس بار پولیس سارجنٹ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر بارک ہے۔۔۔ قومیت اطالوی ہے۔۔۔ میں کار میں سوار تھا کہ ایک دھماکہ ہوا اور میری آنکھیں بند ہو گئیں۔۔۔ اس کے بعد آنکھیں کھلیں تو پہلے یہ ڈاکٹر صاحب نظر آئے۔ پھر آپ"۔۔۔ عمران نے چند فقروں میں ہی بیان ختم کر دیا۔

"کار میں اور کون کون سوار تھے"۔۔۔؟ پولیس سارجنٹ نے سوالات شروع کئے۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا، کمرے کا عقبی دروازے کا شیشہ ایک چھناکے کے ساتھ ٹوٹا۔ یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پوری قوت سے

مار کر شیشہ توڑ دیا ہو۔

دوسرے لمحے عقبی برآمدے میں کسی کے زور سے چیخنے اور اس کے ساتھ ہی سب مشین گن کی رٹ ریٹ ماحول میں گونج اٹھی۔ اس کے ساتھ ہی دو زور کے دھماکے ہوئے اور پھر یوں دھمکے ہوئے جیسے لوہے کی کوئی بڑی چیزیں پختہ فرش پر گری ہوں۔ اس کے بعد تو وہاں ایسی آوازیں ابھرنے لگیں جیسے بہت سے افراد آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ہوں۔ چیخنے کی آواز کو عمران فوراً ہی پہچان گیا کہ یہ آواز صفدر کی ہے۔

پولیس آفیسران اور ڈاکٹر چند لمحوں کے لئے تو بت بنے کھڑے رہے پھر تیزی سے چیختے ہوئے دروازے کی طرف بھاگے اور دروازے سے باہر نکل کر دوڑتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگوں کے چیخنے اور بھاگنے کی آوازوں سے ہسپتال کا وہ حصہ گونج اٹھا۔

ڈاکٹر اور پولیس سارجنٹس کے باہر نکلتے ہی عمران اچھل کر بستر سے نیچے اترا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا توازن خراب ہوا اور ذہن میں دھماکے محسوس ہوئے لیکن عمران فوراً ہی سنبھل گیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ راہداری میں بھگدڑ سی مچی ہوئی تھی۔ ہسپتال کا عملہ اور بہت سے مریض چیخ چیخ کر بھاگے چلے جا رہے تھے وہ سب سائیڈ وے پر مڑ رہے تھے لیکن عمران سائیڈ وے کی طرف مڑنے کی بجائے تیزی سے سیدھا بھاگتا چلا گیا۔ وہ صفدر کے چیخنے اور فائرنگ کی آوازوں سے ہی سمجھ گیا تھا کہ کار پر حملے کے بعد اس پر دوسرا حملہ کیا جا رہا تھا۔ اگر صفدر بروقت نہ پہنچتا تو شاید ٹوٹے ہوئے شیشے میں سے ان پر سب مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جاتی۔ اب عمران کے لئے یہاں رکنا انتہائی خطرناک تھا اس لئے اس نے

فوری طور پر وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور وہاں سے نکلنے کا اس سے اچھا موقع اور کیا ہو سکتا تھا۔ ورنہ پولیس کی طویل کارروائی کی وجہ سے وہ پھنس کر رہ جاتا۔

حادثاتی شعبے کے مین دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ ایک لفٹ کے ذریعے پہلے اوپر والی منزل پر گیا اور پھر وہاں سے دوسری لفٹ کے ذریعے وہ نیچے اتر آیا۔ اس کے جسم پر ہسپتال کا لباس موجود تھا اور جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں اسے مریض ثابت کر رہی تھیں۔ لیکن اس لباس میں بہت سے مریض گھوم پھر رہے تھے اس لئے کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا۔

نیچے اترنے کے بعد عمران تیزی سے بائیں ہاتھ کو مڑتا چلا گیا۔ اس راہداری میں اسے دور سے کلاتھ روم کی تختی ایک کمرے کے باہر لگی ہوئی نظر آ گئی تھی۔ کلاتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ہر طرف بڑی بڑی کھلی الماریاں موجود تھیں۔ ان الماریوں کے اندر کپڑوں کے ڈھیر موجود تھے۔

کمرے کے اندر تقریباً دس افراد کپڑوں کو مختلف خانوں میں رکھنے اور نکالنے میں مصروف تھے۔

دروازے میں داخل ہوتے ہی عمران کو بائیں ہاتھ پر ایک بڑی سی الماری کے اندر مختلف قسم کے اوور کوٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا نظر آیا۔ عمران نے تیزی سے ایک اوور کوٹ کھینچا۔ اسی لمحے ایک آدمی نے چیخ کر اسے رکنے کے لئے کہا لیکن عمران اوور کوٹ کھینچتے ہی تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل کر دوڑتا ہوا واپس راہداری میں سے ہو کر سائیڈ کے ایک خالی کمرے میں گھستا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ چونکہ کھلا ہوا تھا اس لئے اسے یہ خالی کمرہ نظر آ گیا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی عمران نے تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"ارے کہاں نکل گیا۔۔۔ ادھر تو کہیں نظر نہیں آ رہا"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران خاموشی سے دروازے کی اوٹ میں دیوار سے لگ کر کھڑا رہا۔

چند لمحوں تک ادھر ادھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر خاموشی سی چھا گئی۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر سر باہر نکال کر جھانکا۔ جب اسے کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے بڑے اطمینان سے اوور کوٹ اپنے اسی لباس کے اوپر پہنا۔ اس کے ساتھ لگی ہوئی ہسپتال کی چٹ اتار کر اس نے وہیں پھینک دی اور پھر باہر نکل کر وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیروں میں سلیپر تھے۔ گو یہ سلیپر بھی ہسپتال کی یونیفارم کا حصہ تھے۔ لیکن چونکہ یہ عام نوعیت کے سلیپر تھے اس لئے ان کا پہچان لیا جانا مشکل تھا۔ اوور کوٹ کے رنگ کے بارے میں وہ مطمئن تھا کہ اسے اوور کوٹ اٹھا کر بھاگتے ہوئے کسی نے کوٹ کے رنگ پر پوری توجہ نہ کی ہو گی۔ اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا صدر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

صدر دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ سڑک کے کنارے چلنے والے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ اوور کوٹ پہن لینے کی وجہ سے ہسپتال کی یونیفارم اور اس کے جسم پر بندھی ہوئی پٹیاں چھپ گئی تھیں۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ اسے کرایہ کے لئے فوری طور پر رقم چاہئے تھی۔ جبکہ رقم نام کی کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی ایک لمحے کے لئے اس کا خیال گذرنے والے افراد کی جیبوں کی طرف گیا۔ کسی کی جیب

سے بٹوہ اڑا لینا عمران کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لیکن عمران نے یہ ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ شخص رقم کے نکل جانے سے شدید مشکل میں پھنس جائے چنانچہ ارادہ بدلتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس نے ایک اور خیال پر عمل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ وہ تیزی سے ایک ایسی ٹیکسی کی طرف بڑھا جس کا ڈرائیور ٹیکسی سے سائیڈ لگائے ایک اور ڈرائیور سے باتیں کر رہا تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی پشت پر آیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اٹھا کر اس کے کاندھے پر تھپکی دی۔ جس لمحے اس کے ایک ہاتھ نے ڈرائیور کے کاندھے پر تھپکی دی تھی۔ اسی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ انتہائی مہارت سے اس کی سائیڈ جیب میں گھسا اور جب تک ڈرائیور مڑتا۔ عمران کا ہاتھ باہر آچکا تھا۔ اس جیب کے مخصوص ابھار سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈرائیور کی جیب میں اچھی خاصی رقم ہے۔ اور اس کا خیال سو فیصد درست ثابت ہوا کیونکہ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو ایک نوٹ عمران کی مٹھی میں بند ہو چکا تھا۔

"جناب میں نے ایگلن روڈ پر جانا ہے ___ اگر آپ مجھ پر مہربانی کر سکیں تو" ___ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ___ آپ ہمارے معزز گاہک ہیں۔ مہربانی کیسی ___ میں بصد شوق آپ کی خدمت کروں گا" ___ ڈرائیور نے کہا اور پھر تیزی سے اس نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔

"ارے نہیں ___ مجھے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے میں لطف آتا ہے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ کار کی دوسری سائیڈ پر گیا اور اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ

کھول دیا۔

عمران بڑے اطمینان سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور سامنے سے ہوتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا اور دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ اس کا ساتھی پہلے ہی جا چکا تھا۔

دوسرے لمحے ٹیکسی کا انجن جاگا اور ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے سائیڈ میں کر کے مٹھی کھولی تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا نوٹ موجود تھا۔ نوٹ اتنا بڑا تھا کہ عمران کے خیال کے مطابق کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔ اب عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار چھا گئے۔

ٹیکسی تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی رہی اور پھر وہ ایک موڑ مڑ کر ایگلن روڈ پر پہنچ گئی۔ اس سڑک پر دونوں اطراف میں بڑی بڑی رہائشی کوٹھیاں موجود تھیں۔

"کیفے کے سامنے روک دینا" ___ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے نزدیکی کیفے کے سامنے ٹیکسی روک دی۔ ٹیکسی رکتے ہی عمران تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ میٹر اس کی سیٹ کے سامنے تھا۔ اور واقعی عمران کی جیب میں موجود نوٹ کرایہ کی رقم سے بھی دس گنا زیادہ مالیت کا تھا۔

عمران نے باہر نکلتے ہی جیب سے وہی نوٹ نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اتنے خوبصورت سفر کے لئے بے حد شکریہ ___ باقی بھی آپ ہی کا ہے۔ اس لئے پورا نوٹ رکھ لیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور کرایہ سے دس گنا زیادہ مالیت کا نوٹ ہاتھ میں پکڑے حیرت سے عمران کو دیکھتا

رہ گیا۔ لیکن عمران بڑی بے نیازی سے مڑا اور پھر کیفے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ڈرائیور شاید دل ہی دل میں اتنے سخی مسافر کے قصیدے پڑھ رہا ہوگا۔ لیکن اب اس غریب کو کیا معلوم کہ جس نوٹ کی عمران نے سخاوت کی ہے وہ اس کا اپنا ہی ہے۔

عمران کیفے کے برآمدے میں داخل ہوا تو ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ عمران نے اپنا رخ بدلا اور برآمدے سے ہوتا ہوا کیفے کی سائیڈ میں آ گیا جب ٹیکسی کافی دور نکل گئی تو وہ مڑ کر دوبارہ سڑک پر آ گیا اور پھر سڑک کراس کر کے وہ کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کوٹھی نمبر تیرہ کے پھاٹک پر رک گیا۔ پھاٹک پر ایک بڑی سی نیم پلیٹ موجود تھی جس پر ڈاکٹر دکسی کا نام لکھا ہوا صاف پڑھا جاتا تھا اور نیچے ڈگریوں کی تین قطاریں تھیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ اٹھایا اور پھر کال بیل کے بٹن پر اس کی انگلی جم گئی۔ اس نے انگلی اس وقت تک نہ ہٹائی جب تک پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلنے کا کھٹکا اسے سنائی نہ دیا۔

کھڑکی کھلتے ہی ایک نوجوان اچھل کر باہر آیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ شاید عمران کے مسلسل کال بیل بجانے کی وجہ سے وہ شدید غصے میں تھا۔

"کیا بات ہے" ——— نوجوان نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سر سے پیروں تک غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"بات تو کچھ بھی نہیں ——— اور بات ہو بھی کیا سکتی ہے ——— اور اگر ہوتی بھی سہی تو ضروری نہیں تھا کہ تمہیں بتائی جاتی ——— اور اگر بتا بھی دی جاتی

تو یہ لازمی نہیں ہے کہ تم اس کا مطلب بھی سمجھ جاتے" ——— عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل نکلی۔ آنکھوں سے شرارت عیاں تھی۔ اب نوجوان کے چہرے پر غصے کی بجائے حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"کیا تم پاگل ہو" ——— نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہر عقلمند کو پاگل کہا جاتا ہے ——— جیسے ڈاکٹر دکسی کو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ اب ظاہر ہے وہ پاگل تو نہیں ہو سکتے ——— ڈگریوں کی اتنی طویل قطاریں کسی پاگل کو نہیں دی جا سکتیں۔ البتہ اتنی ڈگریاں حاصل کرتے کرتے پاگل پن کے دورے شاید پڑنے لگ جاتے ہوں تو میں کہہ نہیں سکتا" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر تم یہاں کیوں آئے ہو ——— مطلب کی بات کرو" ——— نوجوان نے اس بار جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر دکسی کو جا کر کہو کہ پرنس آف ڈھمپ تشریف لائے ہیں" ——— عمران نے اس بار بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور نوجوان کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔ اسے شاید یقین ہو گیا تھا کہ اس کا پالا کسی سچ مچ کے پاگل سے پڑ گیا ہے۔

"پرنس آف ڈھمپ" ——— نوجوان نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— اور سنو! ——— ہم دوسری بار اپنی بات دوہرانے کے عادی نہیں ہیں ——— اور نہ ہی سڑک پر زیادہ دیر رکنے کے عادی ہیں" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ تحکمانہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر سختی سی چھا گئی تھی اور شاید یہ عمران کے لہجے یا اس کے چہرے کی سختی کا اثر تھا کہ نوجوان چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر جھپاک کر دوبارہ کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ اس نے عمران کو اندر آنے کے لئے

نہیں کہا تھا۔ اس لئے عمران وہیں کھڑا رہا۔ سڑک پر سے ٹریفک تیزی سے گزر رہا تھا اور عمران اب غور سے گزرنے والی کاروں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے سڑک پر گزرنے والی کاروں میں سے اپنے لئے کوئی کار پسند کرنے کی جدوجہد کر رہا ہو۔ لیکن پھر پھاٹک میں ہونے والے کھٹکے سے وہ چونک کر مڑا۔ وہ نوجوان دوبارہ باہر نکل آیا تھا لیکن اس کا انداز اس بار انتہائی مؤدبانہ تھا۔

"تشریف لائیے پرنس ۔۔۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر نوجوان کے پیچھے چلتا ہوا عمران پھاٹک کی چھوٹی سی کھڑکی سے ہو کر اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس کا لان انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ پورچ میں ایک قیمتی کار موجود تھی۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ کے قریب سے گزرتا ہوا برآمدے میں پہنچا تو وہاں اس نے ایک بوڑھے کو کھڑا دیکھا۔ بوڑھے کے سر کے دونوں کناروں پر سفید بالوں کی جھالر سی تھی۔ باقی سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ قد لمبا تھا لیکن جسم اتنا دبلا پتلا تھا کہ شاید ڈھاکہ کی ململ کے تھان کی طرح انگوٹھی میں سے گزر سکتا تھا۔ اس نے ایک قیمتی گاؤن پہنا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں اور بھنویں تو ایک طرف، پلکیں تک سفید تھیں لیکن آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور چہرہ کسی نوجوان کی طرح تر و تازہ اور سرخ و سفید تھا جیسے اس نے مصنوعی مونچھیں بھنویں اور پلکیں لگا رکھی ہوں۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ تین قوی ہیکل نوجوان کھڑے ہوئے تھے جن کی بغلوں میں مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

"کون ہو تم" ۔۔۔ ؟ بوڑھے چمرخ نے چیختی ہوئی آواز میں پوچھا۔ یہ ڈاکٹر وکسی تھا۔ فن لینڈ کا مشہور سائنسدان۔ لیکن اس کی فیلڈ نباتات تھی وہ نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جاتا تھا۔

"ارے تم ابھی تک گلاب کی تازہ شاخ کی طرح تر و تازہ ہو ۔۔۔ کیا بات ہے کسی بوٹی سے آب حیات ہاتھ لگ گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وکسی اس کی آواز سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"ارے آواز تو پرنس کی ہی ہے مگر" ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ پرنس اس پھٹیچر سے لباس میں سلیپر پہنے یہاں آتا ۔۔۔ اس پھٹیچر لباس کے لئے ایسے ہی پھٹیچر میک اپ کی ضرورت تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اب ڈاکٹر کا شک مکمل طور پر دور ہو گیا تھا۔

"خوش آمدید پرنس ! ۔۔۔ خوش آمدید ! ۔۔۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم سے ایک بار پھر ملاقات ہو گئی" ۔۔۔ ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر عمران سے بھرپور انداز سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"خوش قسمتی تو ڈاکٹر وکسی کا دوسرا نام ہے ۔۔۔ میں نے تو کم از کم اپنے گھر میں پڑی ہوئی ڈکشنری میں خوش قسمتی کا لفظ کاٹ کر وہاں ڈاکٹر وکسی لکھ دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر وکسی کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

"اوہ بولتے ! ۔۔۔ تم واقعی نہیں بدلے" ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے عمارت کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں قیمتی صوفے پڑے ہوئے تھے۔ اور عمران نے وہاں پہنچ کر اپنے جسم پر لدا ہوا اوورکوٹ اتار پھینکا۔ اُسے اوورکوٹ پہن کر بڑی کوفت سی ہو رہی تھی لیکن وہ مجبور تھا۔

"ہائیں!— ہسپتال کی یونیفارم اور پٹیاں— یہ کیا چکر ہے— ؟ کیا زخمی ہو گئے تھے"— ؟ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"گھن چکر ہے ڈاکٹر!— گھن چکر"— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گھن چکر— وہ کیا ہوتا ہے"— ؟ ڈاکٹر شاید گھن چکر کا محاورہ سمجھ نہ سکا تھا۔

"جس طرح ڈکشنری میں خوش قسمتی کی بجائے ڈاکٹر وکسی لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح پولیس کی جگہ گھن چکر لکھا ہوا ہے— یعنی بڑا چکر— بس چکر ہی چکر"۔ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات ہے— آؤ میرے ساتھ— ڈاکٹر وکسی کے گھر میں کوئی زخمی نہیں رہ سکتا"— ڈاکٹر نے اٹھ کر عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب— کیا اب مجھے بھگانا چاہتے ہو— غلطی ہوئی اوورکوٹ اتارنے کی"— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شریر!— میرا یہ مطلب نہیں تھا— میرے پاس ایسی بوٹیوں کے رس ہیں کہ ایک لمحے میں گہرے سے گہرے زخم مندمل ہو جاتے ہیں— آؤ میرے ساتھ"— ڈاکٹر وکسی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو لئے مختلف راہداریوں سے گذرتا ہوا ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہاں دیواروں

کے ساتھ الماریاں موجود تھیں جن میں مختلف سائزوں میں بے شمار شیشاں اور بوتلیں پڑی تھیں۔ ایک طرف گملے رکھے ہوئے تھے جن میں عجیب و غریب قسم کے پودے اُگے ہوئے تھے۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی بنچ اور اس کے ساتھ چند کرسیاں پڑی تھیں۔

"کپڑے اتار کر اس بنچ پر لیٹ جاؤ"— ڈاکٹر وکسی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیوں— اس بنچ کو کپڑے پسند نہیں ہیں"— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے بوشرٹ اتارنی شروع کر دی۔ اور پھر ڈھیلا سا پاجامہ اتار کر عمران واقعی بنچ پر لیٹ گیا۔ اب اس کے جسم پر صرف انڈر ویئر تھا ڈاکٹر نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو بنچ کے عین اوپر انتہائی تیز روشنی والا بلب جل اٹھا۔

عمران کے بازوؤں پر مختلف جگہوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اسی طرح باقی جسم بھی تقریباً پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف چہرہ اور گردن بچ گئی تھی۔ ڈاکٹر نے ایک کرسی گھسیٹی اور اُسے بنچ کے ساتھ رکھ کر اس نے بڑی مہارت سے پٹیاں کھولنی شروع کر دیں۔ پورے جسم پر لپٹی ہوئی پٹیاں کھولنے کے بعد اس نے عمران کے جسم پر موجود بے شمار زخموں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا وہ چند لمحے غور سے زخموں کو دیکھتا رہا۔ پھر اُٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری میں سے ایک لمبی گردن والی بوتل اٹھائی جس میں ہلکے سبز رنگ کا محلول موجود تھا۔ بوتل اٹھا کر وہ واپس کرسی پر آ بیٹھا اور پھر اس نے بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل کے منہ کو عمران کے جسم پر پلٹ دیا۔ بوتل کے منہ سے سبز رنگ کے محلول کی دھار سی نکل کر عمران کے جسم پر پڑی اور تیزی سے پھیلتی

چلی گئی۔

ڈاکٹر نے بوتل ساتھ والی کرسی پر رکھی اور پھر اس کی پتلی پتلی انگلیاں تیزی سے عمران کے جسم پر چلنے لگیں۔ وہ محلول کو بڑی مہارت سے عمران کے جسم پر پھیلا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے وہ محلول عمران کے پورے جسم پر اچھی طرح مل دیا۔ عمران کی پشت، بازو، ٹانگیں غرضیکہ پورا جسم ہلکے سبز رنگ کے محلول سے تر ہو گیا۔

بوتل تقریباً آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔ جب محلول عمران کے پورے جسم پر پھیل گیا تو ڈاکٹر نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور پھر اسے اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے الماری کا نچلا خانہ کھول کر اس میں سے روئی کا ایک بڑا بنڈل نکالا اور اسے لیکر واپس کرسی پر آ بیٹھا۔ اس کے بعد اس نے روئی کی مدد سے عمران کے جسم سے محلول صاف کرنا شروع کر دیا۔ اس محلول کی خاصیت واقعی حیرت انگیز تھی کیونکہ جہاں جہاں سے محلول صاف ہوتا جا رہا تھا وہاں سے عمران کے جسم پر موجود زخم نہ صرف مندمل ہو چکے تھے بلکہ ان کے نشانات تک غائب ہو گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے عمران کا پورا جسم روئی کی مدد سے صاف کر دیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم پر کبھی زخم آیا ہی نہ ہو۔

"حیرت انگیز ڈاکٹر ـــــ یہ تو واقعی حیرت انگیز محلول ہے" ـــــ عمران نے اس بار پرخلوص لہجے میں کہا۔

"یہ ایمزن کے جنگلوں میں پائی جانے والی ایک نایاب بوٹی کا محلول ہے۔ اس کی حیرت انگیز خاصیت تم نے دیکھ ہی لی ہے پرنس! ـــــ وہاں رہنے والے جنگلی اس بوٹی کی باقاعدہ پوجا کرتے ہیں اور اپنی زبان میں اسے ککی کہتے ہیں۔"

ڈاکٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ککی نہیں ہوگا ڈاکٹر ـــــ کام کی کہتے ہوں گے ـــــ یعنی کام آنے والی بوٹی" ـــــ عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اس کی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تم نہا لو ـــــ میں تمہارے لئے لباس کا بندوبست کرتا ہوں۔ یہ ساتھ ہی باتھ روم ہے" ـــــ ڈاکٹر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ے واقعی اس وقت نہانے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ بوٹی کے محلول نے جسم پر چپچپاہٹ سی پیدا کر دی تھی۔ باتھ روم انتہائی جدید انداز میں بنایا گیا تھا اور خاصا صاف ستھرا تھا۔ اس لئے عمران نے جی بھر کر غسل کیا ر پھر تولیہ لپیٹے وہ باہر آیا تو ڈاکٹر اپنی کرسی پر موجود تھا۔ البتہ ساتھ والی کرسی پر ایک نیا لباس پڑا ہوا تھا۔

"یہ لباس یقیناً تمہارے جسم پر پورا اترے گا" ـــــ ڈاکٹر نے لباس ٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اترے گا نہیں ـــ بلکہ چڑھے گا" ـــــ عمران نے لباس لیتے ہوئے ـ اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

عمران لباس لے کر واپس باتھ روم میں آیا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ لباس پہن کر واپس آیا تو لباس اس پر خاصا جچ رہا تھا۔ وہ لباس واقعی اس کے پ کا تھا۔

"اب اگر سوڈائیڈ کلورائیڈ کا محلول بھی مل جائے تو میں یہ میک اپ صاف ر دوں" ـــــ عمران نے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا ___ میں ابھی لادیتا ہوں" ___ ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سونائیڈ کلورائیڈ کی بوتل اٹھائے واپس آگیا اور عمران بوتل لیے ایک بار پھر باتھ روم میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر آیا تو اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

"گڈ ! ___ اب یہ مشروب پی لو ___ تمہاری طاقت بحال ہو جائے گی"۔ ڈاکٹر نے بنچ پر رکھے ہوئے ایک جام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس میں سنہرے رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جام اٹھایا اور پھر وہ اسے غٹا غٹ پیتا چلا گیا۔ مشروب بے حد ذائقے دار تھا۔ جام ختم کر کے اس نے اسے واپس بنچ پر رکھ دیا۔ واقعی جام پیتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں توانائی کی لہریں سی دوڑنے لگی ہوں۔

"یہ آب حیات تو نہیں ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لو" ___ ڈاکٹر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے لیبارٹری سے نکل کر ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔

یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ڈاکٹر کے اشارے پر عمران ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ڈاکٹر نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست والی کرسی سنبھال لی۔

"اب بتاؤ پرنس ! ___ کیسے آنا ہوا ___ ؟ اور زخمی کیسے ہوئے" ___ ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاورلینڈ کا نام کبھی سنا ہے ڈاکٹر" ___ ؟ عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"پاورلینڈ ___ نہیں تو ___ میں تو یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں ___ کیا یہ کوئی نیا ملک ہے" ___ ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ___ ایک نیا ملک ہے ___ لیکن مجرموں کا ملک ___ جہاں دنیا کو تباہ کرنے اور اس پر حکومت کرنے کے لئے خوفناک ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں ان لوگوں نے پوری دنیا سے معروف سائنسدانوں کو اغوا کیا ہے اور ان سے کام لے رہے ہیں ___ تم بھی اگر نباتات کے ڈاکٹر نہ ہوتے تو شائد اب تک پاورلینڈ پہنچ چکے ہوتے ___ بہرحال میں اس پاورلینڈ کے خطرے سے دنیا کو بچانے کے لئے آیا ہوں" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اکیلے" ___ ؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ___ پوری ٹیم کے ساتھ" ___ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ! ___ تو ایکسٹو والا چکر ابھی تک چل رہا ہے ___ بڑی ہمت ہے تمہاری کہ اس قدر پراسرار چکر کو سنبھالے ہوئے ہو" ___ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑا جان جوکھوں کا کام ہے ڈاکٹر ! ___ اگر کہو تو تمہیں ایکس ٹو بنا دوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا کیونکہ ڈاکٹر وکسی اس کے اصل روپ کو جانتا تھا۔ ایک کیس کے سلسلے میں عمران کو اس کی ضرورت پڑی تھی اور پھر اتفاق سے وہ اس کی اصل حیثیت سے واقف ہو گیا تھا۔ لیکن چونکہ عمران جانتا تھا کہ ڈاکٹر وکسی کا سینہ رازوں کا مدفن ہے اس لئے عمران نے

پرواہ نہ کی تھی۔

ڈاکٹر وکسی سے عمران کی پہلی ملاقات آکسفورڈ کے زمانے میں ہوئی تھی آکسفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹر وکسی شعبہ نباتات کا ھیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تھا۔ انتہائی ذہین، شوخ وشنگ اور شگفتہ ذہن رکھنے کی وجہ سے عمران کے ساتھ اس کی گاڑھی چھننے لگی اور پھر وہ ایسے دوست بن گئے کہ ان کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

آکسفورڈ سے آنے کے بعد بھی ڈاکٹر وکسی سے کبھی کبھار ملاقات ہوجایا کرتی تھی۔ اس لیے ان کی دوستی برقرار رہی۔

ڈاکٹر وکسی یوں تو نباتات کا ماہر تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اُسے کرمنالوجی سے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ خاندانی رئیس ہونے کی وجہ سے اُسے مال و دولت کی کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔ جنیوا اور ایکریمیا میں وہ کئی بڑے بڑے زراعتی فارموں کا مالک تھا۔ لاطینی ایکریمیا میں اس کی ملکیت میں سونے کی کئی کانیں تھیں۔ اس نے چونکہ شادی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ زیادہ تر وہ دنیا کے ایسے علاقوں کے دورے پر رہتا تھا جہاں گھنے جنگل ہوں۔ ان جنگلات میں موجود نئی سے نئی بوٹیوں پر وہ ریسرچ کرتا رہتا۔ اس کے ریسرچ پیپر دنیا کے بڑے بڑے اخبارات میں چھپتے رہتے تھے اور اُسے متفقہ طور پر نباتات کا بین الاقوامی ماہر سمجھا جانے لگا تھا لیکن اس کی ایک اور حیثیت عمران ہی جانتا تھا۔ ڈاکٹر وکسی نے ایک مخصوص گروپ بنایا ہوا تھا جب وہ اپنی ریسرچ سے تھک جاتا تو وہ جرائم کی دنیا کا رُخ کرتا۔ اور پھر کسی بڑے مجرم یا بین الاقوامی تنظیم کی شامت آجاتی۔ ڈاکٹر وکسی اس مجرم یا تنظیم کے خلاف ایسی ذہانت سے جال بچھاتا کہ پھر اس کے بچ نکلنے

کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہتا۔ اس نے اپنے گروپ میں انتہائی دلیر، ذہین اور وفادار لوگ بھرتی کر رکھے تھے۔ جنہیں اتنی بڑی بڑی تنخواہیں دی جاتی تھیں کہ اتنا معاوضہ شاید ایکریمیا کے صدر کے نصیب میں نہ تھا۔ وہ انتہائی ٹھاٹ سے زندگی گذارتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ڈاکٹر وکسی کے حکم پر آگ کے سمندر میں بھی چھلانگ لگانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ گذشتہ دس سالوں سے ڈاکٹر وکسی نے اپنی مستقل رہائش فن لینڈ میں اختیار کر رکھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فن لینڈ کا ذکر آتے ہی عمران کو ڈاکٹر وکسی یاد آگیا اور پھر اس نے بڑی آسانی سے اس کی رہائش گاہ معلوم کر لی تھی تاکہ کسی بھی ضرورت کے وقت اس کی رہائش گاہ اور بذات خود اس کے گروپ کو استعمال کر سکے۔

"ارے نہیں بوائے! ـــ میں باز آیا ـــ مجھے بس ڈاکٹر وکسی ہی رہنے دو ـــ اور ہاں! ـــ تم نے پاورلینڈ کے متعلق تفصیل نہیں بتائی ـــ مجھے اس سے دلچسپی ہونے لگی ہے" ـــ ڈاکٹر وکسی نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور عمران نے پاورلینڈ کے متعلق جو تفصیلات اُسے معلوم تھیں ڈاکٹر کو بتادیں۔

"تو لیڈی ایشلے اس پاورلینڈ کی سربراہ ہے" ـــ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تک تو وہی سامنے آئی ہے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"اب تمہارا پروگرام کیا ہے ـــ تمہارے بیان کے مطابق بغیر ٹرانسمٹ دئے پاورلینڈ میں گھسا نہیں جا سکتا ـــ اور وہاں گئے بغیر اُسے کیسے تباہ کیا جا سکتا ہے؟" ـــ ڈاکٹر وکسی نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں یہاں فن لینڈ آیا ہوں ـــ مجھے کسی نہ کسی طرح

ٹرانسمٹ فیوز حاصل کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کوئی جواب دیتا، کمرے کے دروازے پر ایک نوجوان نظر آیا۔

"کیا بات ہے ولی"۔۔۔؟ ڈاکٹر نے اُسے چونک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس!۔۔ ہماری کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے"۔۔۔ آنے والے نے جواب دیا۔

"اوہ کیسے"۔۔۔؟ ڈاکٹر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ عمران بھی نگرانی کا سن کر چونک پڑا۔

"سر!۔۔ سامنے والی کوٹھی عرصے سے خالی پڑی ہوئی تھی۔۔ لیکن تھوڑی دیر پہلے سے وہاں ایک نوجوان نظر آ رہا ہے۔۔ وہ بڑے پُراسرار طریقے سے ایک طاقتور دُوربین کی مدد سے کوٹھی کے اندر جھانک رہا ہے"۔۔۔ ولی نے جواب دیا۔

"اوہ!۔۔ تم دو آدمیوں کو لے کر جاؤ اور اُسے یہاں لے آؤ۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے"۔۔۔ ڈاکٹر وکسی نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈاکٹر!۔۔ اس طرح تو کھیل سامنے آجائے گا۔۔ تمہارے آدمی صرف اس کی نگرانی کریں تاکہ پتہ چلے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور اس سے ملنے والے لوگ کون ہیں۔۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے"۔۔ عمران نے فوراً قطع کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔ ٹھیک ہے۔۔ ولی!۔۔ جو کچھ پرنس نے کہا ہے اس کی حرف بحرف تعمیل کی جائے"۔۔۔ ڈاکٹر وکسی نے کہا اور ولی ادب سے

سر جھکاتا ہوا مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تم کام کو طول دینے کے عادی ہو۔۔ میں ابھی اُسے بلوا کر سب کچھ اگلوا لیتا"۔۔۔ ڈاکٹر وکسی نے کہا۔

"اس طرح سسپنس ختم ہو جاتا ہے ڈاکٹر۔۔ ایک مہرہ پٹ جانے سے ساری گیم نہیں جیتی جا سکتی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر وکسی سر ہلانے لگا۔

عمران نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کسے فون کر رہے ہو"۔۔۔؟ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اپنی مستقبل کی بیوی کو۔۔ میں اُسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں مرا نہیں زندہ ہوں۔۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میری موت کی خبر سنتے ہی فوراً کسی اور سے شادی رچا لے"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈاکٹر زیر لب مسکرانے لگا۔

"سٹی چارمنگ ہوٹل"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز رسیور پر ابھری۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ۔۔ مس ریٹا سے ملوا دیں"۔۔۔ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"یس۔۔ ریٹا سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ریٹھا ۔۔۔ ارے اب ریٹھا بھی نام ہونے لگ گئے ہیں ۔۔۔ اب تک تو اس سے کپڑے دھوئے جاتے تھے ۔۔۔ اگر یہی حال ہوا تو کل تک ڈرائی کلینر بھی کسی کا نام ہو گا" ۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی ۔ اس کی آنکھوں میں شرارت بھری چمک تھی ۔ اور ڈاکٹر وکسی کے چہرے پر بھی ہنسی پھوٹ پڑ رہی تھی ۔

"تم ۔ عم ۔ تم وکٹر ہو ۔۔۔ تم کہاں ہو" ۔۔۔ جولیا کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا ۔ اور وہ عمران کا نام لیتے لیتے رک گئی ۔

"جہاں مجھ جیسے عاشق ہو سکتے ہیں ۔۔۔ ایک ویرانہ ہے ۔۔۔ میرے چاروں طرف پھیلا ہوا حد نگاہ تک ویرانہ ۔۔۔ یہاں ریت کے بگولے رقص کر رہے ہیں ۔۔ باد صرصر کی سرسراہٹ کانوں میں رس گھول رہی ہے اور رس بھی لیموں کا انتہائی ترش ۔۔۔ اور لیموں بھی کاغذی ۔۔۔ اخباری کاغذ کا بنا ہوا ۔۔۔" عمران کی زبان ایک بار پھر کھل گئی ۔

"بکواس مت کرو ۔۔۔ سوائے ٹرٹر کرنے کے تمہیں اور بھی کچھ آتا ہے ۔ کیپٹن شکیل پولیس کی حراست میں ہے ۔۔۔ صفدر غائب ہے ۔۔۔ جوانا اور جوزف ہسپتال میں زخمی پڑے ہوئے ہیں ۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا" ۔۔۔ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا ۔ غصے کی حالت میں اُسے فرضی نام بھی بھول گئے تھے اور وہ اب ان سب کے اصل نام ہی لئے جا رہی تھی ۔

"تم نے شاید اب مراقبہ شروع کر دیا ہے ۔۔۔ یا پھر تم پر الہام ہونے لگا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"الہام نہیں ہے ۔۔۔ صدیقی اور چوہان شہر کی سیر کرتے پھر رہے تھے

کہ انہوں نے ایک پولیس وین میں کیپٹن شکیل کو جنرل ہسپتال سے نکلتے دیکھا ۔ انہوں نے مزید معلومات کیں تو پتہ چلا کہ جوانا اور جوزف ہسپتال میں موجود ہیں ۔ وہ دونوں شدید زخمی ہیں ۔۔۔ ان کی کار پر بم پھینکا گیا تھا ۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اکٹھے ہی گئے تھے ۔ کیپٹن شکیل کو پولیس اس لئے گرفتار کر کے لے گئی ہے کہ اس نے اس کمرے میں گولیاں برسائی جا رہی تھیں جن میں جوزف اور جوانا موجود ہیں ۔۔۔ صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ہے ۔۔۔ کیپٹن شکیل کو پولیس ہیڈ کوارٹر سے کسی خفیہ مقام پر لے جایا گیا ہے ۔ اس کا پتہ نہیں چل رہا" ۔۔۔ جولیا نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

"مزید معلومات کے لئے سن لو کہ میں بھی اسی کار میں تھا جس میں جوزف اور جوانا تھے ۔۔۔ میں بھی زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا اور جس وقت صفدر اور کیپٹن شکیل نے ہمارے کمرے پر حملہ کرنے والوں کو روکا تو میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔ صفدر یقیناً کسی کے پیچھے گیا ہو گا ۔ وہ اطلاع دے گا ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ صدیقی اور چوہان کی ڈیوٹی لگا دو کہ ان حملہ آوروں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں" ۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"حملہ آوروں کے بارے میں ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تو وہ حملہ آور تھے ۔ ایک آدمی چوتھی منزل سے گر کر ہلاک ہو گیا ہے اور دوسرا فرار ہو گیا ۔۔۔ ہلاک ہونے والے کی لاش پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے" ۔۔۔ جولیا نے مزید بتایا ۔

"اس ہلاک ہونے والے کے بارے میں مجھے مکمل معلومات چاہئیں ۔ یہ معلومات حاصل ہوتے ہی ۔۔۔ یا صفدر کی طرف سے کوئی اطلاع ملتے

ہی تم ۔۔۔ زیرو الیون زیرو فون نمبر پر مجھے اطلاع دو گی۔۔۔ اگر میں موجود نہ ہوں تو پیغام دے دینا ۔۔۔ کوڈ ایکسٹو استعمال کرنا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ کس کا نمبر ہے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے پوچھا۔

"کسی ڈاکٹر دکسی کا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر دکسی اپنے نام کے ساتھ کسی کا اضافہ سن کر مسکرا دیا۔

"اوکے" ۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب مجھے میک اپ باکس مہیا کر دو ڈاکٹر ۔۔۔ تاکہ میں فیلڈ میں کام کر سکوں ۔۔۔ تمہارے پاس بیٹھے بیٹھے تو مجھے دیمک لگ جائے گی" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فکر نہ کرو ۔۔۔ دیمک کا علاج میرے پاس ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھی ہوئی میز کے کنارے پر نصب ایک بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔

"ولی کہاں ہے سوگی" ۔۔۔ ؟ ڈاکٹر نے آنے والے سے پوچھا۔

"وہ چارمنگ اور ڈنشی کو لے کر سامنے والی کوٹھی کی نگرانی کے لئے گیا ہوا ہے" ۔۔۔ آنے والے سوگی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میک اپ باکس لے کر آؤ" ۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"اب تمہارا پروگرام کیا ہے ۔۔۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔ شاید میں تمہارے کام آ جاؤں" ۔۔۔ ڈاکٹر دکسی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو آوارہ گردی کا پروگرام ہے ۔۔۔ اگر پولیس نے پکڑ لیا تو آپ ضمانت تو کرا ہی لیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا ۔۔۔ تم پولیس ہیڈ کوارٹر جانا چاہتے ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر دکسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ تو ابھی تک سمجھدار ہیں ۔۔۔ ورنہ میرا تو خیال تھا کہ بڑھاپا انسان کو سٹھیا دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سنو! ۔۔۔ میرا یہاں خاصا اثر و رسوخ ہے ۔۔۔ اگر چاہو تو میں پولیس ہیڈ کوارٹر سے تمہاری مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر دکسی نے کہا۔

"ارے نہیں ڈاکٹر! ۔۔۔ یہ غلطی نہ کرنا ۔۔۔ اس طرح تم بھی نظروں میں آ جاؤ گے ۔۔۔ جب تمہاری ضرورت ہو گی تو میں خود بتا دوں گا۔ البتہ میں نے اپنے دو ساتھی حبشیوں کو کہہ دیا ہے کہ انہیں جب ہسپتال سے فراغت ہو وہ تمہارے پاس آ جائیں ۔۔۔ کوڈ ایکسٹو ہی استعمال ہو گا۔ تم انہیں رکھ لینا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہو جائے گا ۔۔۔ بہرحال میرا گروپ حاضر ہے جس وقت چاہو اسے استعمال کر سکتے ہو" ۔۔۔ ڈاکٹر دکسی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے سوگی ہاتھ میں میک اپ باکس لئے کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں باکس ڈاکٹر کے سامنے میز پر رکھ دیا اور پھر ڈاکٹر کے اشارے پر باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی عمران نے میک اپ باکس کھولا۔ باکس میں میک اپ کا جدید ترین سامان موجود تھا۔ باکس میں موجود

آئینے کی مدد سے عمران نے وہیں بیٹھ کر ہی میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد جب اس نے باکس بند کیا تو ڈاکٹر کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"تم واقعی جادوگر ہو پرنس! ـــ اس قدر کامیاب میک اپ شاید ہی دنیا میں اور کوئی کر سکتا ہو" ـــ ڈاکٹر کے لہجے میں تجسس کا عنصر نمایاں تھا

"گرگٹ میرا استاد ہے ڈاکٹر" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر بھی ساتھ ہی اٹھا۔

"مجھے ایک کار چاہیئے" ـــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــ ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

واکو ـــ مارٹن کے کمرے سے نکلتے ہی سیدھا ہوٹل برگنزا پہنچا۔ رچرڈ کی پوری ٹیم وہاں موجود تھی۔ واکو نے رچرڈ کے مخصوص کمرے میں پہنچتے ہی انٹرکام پر مارکوئیس کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اور پھر رچرڈ کی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ چونکہ رچرڈ کا نمبر ٹو تھا اس لئے رچرڈ کی عدم موجودگی میں گروپ کو وہی کنٹرول کرتا رہتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس سر" ـــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارکوئیس! ـــ تم کیفے شائی لاک پہنچو ـــ وہاں دوسری منزل کے کمرہ نمبر بائیس میں ایک آدمی رہائش پذیر ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے ـــ خوبصورت اور وجیہہ آدمی ہے ـــ تم نے اس کی مکمل نگرانی کرنی ہے مکمل نگرانی کا مطلب سمجھتے ہو ناں" ـــ واکو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں" ـــ مارکوئیس نے اثبات

میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"جاؤ — اور سنو! معمولی سی کوتاہی بھی ناقابل برداشت ہوگی" — واکر نے کہا اور مارکو میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد واکر چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ مارٹن نے اُسے جس انداز میں ذلیل کر کے کمرے سے نکالا تھا اس سے اس کے دل میں ایک گانٹھ سی پڑ گئی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ مارٹن ہیڈ کوارٹر کا آدمی تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کے آدمی پر ہاتھ ڈالنا اپنے آپ کو موت کے حوالے کرنے کے مترادف تھا۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے انتقام کی آگ بھی بجھ سکے اور اس پر کوئی حرف بھی نہ آئے۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح چمکا اور اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا۔ یہ نمبر رجرڈ نے ایکس چینج والوں کو بھاری رشوت دے کر لگوایا تھا۔ اس کا نمبر نہ ہی ڈائریکٹری میں تھا اور نہ ہی اس سے کئے گئے فون کو چیک کیا جاسکتا تھا۔ بلکہ اگر چیک بھی کیا جاتا تو کسی فون بوتھ کا ہی نمبر ملتا۔

واکر نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے اور پھر جیب سے رومال نکال کر اس نے ماؤتھ پیس پر رکھ دیا۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"سنو! — جو شعبہ ہوٹل برگنزا کے عقب میں کار پر بم پھینکے جانے والے کیس کی تفتیش کر رہا ہے اس سے ملادو — میں نے اس سلسلے میں ایک اہم اطلاع دینی ہے" — واکر نے رومال ماؤتھ پیس پر ہونے کے باوجود

حتی الوسع آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں — اور کہاں سے بول رہے ہیں" — ؟ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"وقت مت ضائع کرو — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے — جلدی ملواؤ"۔ واکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا — ہولڈ آن کیجئے — انسپکٹر برگر سے بات کراتا ہوں۔ وہ اس کیس کے انچارج ہیں" — دوسری طرف سے کہا گیا اور واکر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ہی رسیور پر ایک اور آواز ابھری۔

"انسپکٹر برگر بول رہا ہوں" — بولنے والے کے لہجے میں وقار تھا۔ لہجے اور آواز سے ہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ کوئی آفیسر ہے۔

"انسپکٹر برگر! — میں ایک عام شہری ہوں — میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس کار پر بم پھینکا گیا تھا ہوٹل برگنزا کے عقب میں — اس کے مجرم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں" — واکر نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"کون ہے وہ" — ؟ انسپکٹر برگر نے مختصر لفظوں میں سوال کرتے ہوئے کہا

"اس کا نام مارٹن ہے — وہ کیفے شائی لاک کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر بائیس میں موجود ہے — اور جس کار سے بم پھینکا گیا ہے وہ کار کیفے کے پارکنگ میں موجود ہے — کار نئے ماڈل کی جیگوار ہے اور اس کا نمبر الیون زیرو الیون زیرو ہے" — واکر نے کہا۔

"لیکن ہم کیسے یقین کریں کہ واقعی کار پر بم پھینکا گیا ہے۔ کیونکہ کار تو بم پروف تھی ـــــ اور پھر کوئی شہادت ایسی نہیں ملی جس سے ثابت ہو کہ اس پر بم پھینکا گیا ہے" ـــــ انسپکٹر نے جواب دیا۔

"یقین کرنا ـ یا نہ کرنا آپ کی مرضی ہے ـــ آپ اس کار کی تلاشی لیں۔ ہوسکتا ہے اس میں کوئی مخصوص سسٹم موجود ہو جس سے کار کے اندر بم مارا جا سکتا ہو ـــــ اور اگر آپ اس نمبر کو تلاش کر رہے ہیں جہاں سے میں فون کر رہا ہوں تو آپ وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ میں ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا ہوں" ـــــ واکر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔

اُسے معلوم تھا کہ اب پولیس حرکت میں آجائے گی اور پھر مارٹن کو جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔ اس طرح مارٹن پھنس بھی جائے گا اور اس کا نام بھی نہ آسکے گا۔

چند لمحوں بعد واکر نے ایک بار پھر ٹیلیفون اٹھایا اور اس بار اس نے انکوائری کا نمبر گھمایا۔ انکوائری سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے جنرل ہسپتال کے انکوائری سیل کا نمبر پوچھا۔ نمبر معلوم کرنے کے بعد اس نے کریڈل دبا کر وہی نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"انکوائری جنرل ہسپتال" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں چیف رپورٹر ڈیلی مرر ـ بول رہا ہوں ـــ ہوٹل برگنز کے عقب میں کار کا جو حادثہ ہوا تھا اس کے زخمیوں کی اب کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ واکر نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ آن کیجئے پلیز" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ... کر خاموش ہو گیا۔ البتہ اس کا دل عام معمول سے کہیں زیادہ زور سے ... دھڑکنے لگا تھا۔ کیونکہ ہر قسم کی خبر متوقع تھی۔

"ہیلو" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز رسیور میں ابھری۔

"یس پلیز" ـــــ واکر نے کہا۔

"ایک اور زخمی مر گیا ہے ـــــ وہ مقامی تھا۔ پولیس رپورٹ کے مطابق اُس کا نام رچرڈ تھا اور وہ مقامی غنڈہ تھا" ـــــ انکوائری کلرک نے کہا۔

... واکر کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ سُن ہو گیا ہو۔ ... اُس کا باس رچرڈ مر گیا تھا۔

کنگ ڈاک مر گیا تھا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ کیا آپ لائن پر ہیں ـــــ؟" اس کے اس طرح ... موش ہو جانے پر دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں ہاں ـــ میں لائن پر ہوں ـــ باقی زخمیوں کی کیا پوزیشن ہے"؟ ... نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باقی دو حبشی اور ایک اطالوی ہے ـــــ ایک حبشی ابھی بیہوش ہے ... کے سر پر چوٹ لگی ہے ـــــ جب کہ دوسرا حبشی اور اطالوی ہوش ... آچکے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"او کے ـــ تھینک یو" ـــــ واکر نے کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے ... کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ لٹک گیا تھا اور آنکھوں میں افسردگی تھی۔ ... دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا اور اس بار اس کے چہرے پر ... مسرت کے تاثرات اُبھرنے لگے۔ اُسے اچانک خیال آگیا تھا کہ رچرڈ

کے مرنے کے بعد اب وہ یقیناً گروپ کا باس بن جائے گا۔ اس لحاظ سے رچرڈ کی موت اس کے لئے باعث مسرت تھی۔

واکر نے سوچا کہ مرنے والے تو واپس نہیں آیا کرتے۔ اس لئے ان کا سوگ منانے کی بجائے اپنے باس بننے کے سلسلے میں کوئی کارروائی کی جائے۔ چونکہ وہ بحیثیت نمبر ٹو رچرڈ کے بے حد قریب تھا اس لئے اس کا ہیڈ کوارٹر سے بھی اکثر رابطہ رہتا تھا۔

وہ تیزی سے اٹھا اور پھر کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کونے کے ساتھ ہی دیوار پر ایک تصویر آویزاں تھی۔ اس نے تصویر کو اٹھا کر ایک طرف کیا اور اس کے پیچھے دیوار پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے ہک کو باہر کی طرف کھینچا۔ ہک کے باہر کھینچتے ہی کونے میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلتا چلا گیا۔

واکر نے تصویر اپنی جگہ واپس درست کی اور پھر تیزی سے اس چھوٹے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے سے سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے کی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ واکر مشین کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے مشین کا مین بٹن آن کر دیا۔ ہیڈ کوارٹر سے رابطے کی خصوصی مشین تھی۔ اور اس مشین کے ذریعے ہی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا جا سکتا تھا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین میں زندگی کی لہر جاگ اٹھی اور اس پر لگے ہوئے چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے

مشین کے درمیان سکرین پر بجلی کی لہریں سی کوندنے لگی تھیں۔ چند لمحوں بعد سکرین پر سرخ رنگ چھا گیا۔ اس سرخ رنگ میں مختلف رنگوں کا بنا ہوا دائرہ تیزی سے پھیلنے اور سمٹنے لگا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

اب واکر سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب اسے ہیڈ کوارٹر کی سکرین پر دیکھا جا رہا ہوگا۔ اور وہاں کی مشین باقاعدہ اس کی سکریننگ کر رہی ہوگی۔

"ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر رسیونگ یو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد مشین سے ایک گھڑگھڑاتی آواز نکلی۔

"میں کنگ ڈاگ رچرڈ فرام جیپری کا نمبر ٹو واکر بول رہا ہوں" ۔۔۔ واکر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر۔ کیا بات ہے۔ رچرڈ کہاں ہے؟" بولنے والے کا لہجہ یکلخت سخت اور تحکمانہ ہو گیا تھا۔

"باس! کنگ ڈاگ ہلاک ہو چکا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے تاکہ آپ کو رپورٹ دوں" ۔۔۔ واکر نے جواب دیا۔

"رچرڈ ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ کیسے۔ تفصیلی رپورٹ دو" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے کو جھٹکا سا لگا تھا۔

"باس! آپ نے رچرڈ کو ایک مشن سونپا تھا کہ پاکیشیا کے علی عمران اور اس کی ٹیم کو ختم کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم سب شہر میں پھیل گئے تھے پھر ہمیں اطلاع ملی کہ ماسٹر کلر کا جوانا ایک اور حبشی کے ہمراہ ایک طیارے سے ایئر پورٹ پر اترا ہے۔ چنانچہ باس نے فوراً انہیں ہیڈ کوارٹر سے

آنے کا حکم دیا ـــــ چنانچہ ہمارے گروپ کے ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں ھیڈکوارٹر پہنچا دیا۔ جہاں باس نے ان پر تشدد کر کے علی عمران کے متعلق پوچھا۔ لیکن ماسٹر کلر کے جوانا نے باس سے سودا بازی کر لی کہ وہ عمران سمیت تمام ٹیم کی شناخت کرانے پر تیار ہے بشرطیکہ اُسے اور اس کے حبشی ساتھی کو پاورلینڈ کا شہری بنا دیا جائے ـــــ اس پر باس راضی ہو گیا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کو لے کر اوپر اپنے دفتر میں آیا اور مجھے نگرانی کا حکم دیا گیا ـــــ اتنے میں ایک اطالوی یہاں کے مشہور غنڈے شارلی کے ہمراہ باس کے دفتر میں گھسے اور پھر جب وہ واپس نکلے تو رچرڈ کو جوانا نے کاندھے پر لادا ہوا تھا۔ میں نے مداخلت کرنا چاہی۔ لیکن باس نے مجھے اشارہ کر دیا کہ میں مداخلت نہ کروں ـــــ باس دانستہ بیہوش بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں نگرانی کرتا رہا۔ وہ لوگ باس کو لے کر ھیڈکوارٹر کی عقبی گلی سے ہوتے ہوئے کار میں بیٹھ گئے ـــــ میں فاصلہ دے کر کار کا تعاقب کرنے لگا کہ اسی لمحے ایک گلی سے ایک اور کار اس کار کے پیچھے لگ گئی جس میں باس دونوں حبشی، وہ اطالوی اور شارلی موجود تھا۔ پھر اس کار سے کسی میکنزم کی مدد سے باس والی کار پر بم پھینکا گیا ـــــ کار تباہ ہو گئی۔ لیکن چونکہ کار مخصوص ساخت کی تھی اور بم پروف بنائی گئی تھی اس لئے کار میں سوار افراد ھلاک نہ ہوئے بلکہ زخمی ہو گئے ـــــ انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ جہاں آپریشن تھیٹر میں شارلی ھلاک ہو گیا ـــــ باقی کو وارڈ میں پہنچا دیا گیا۔ اور ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ باس رچرڈ بھی ھلاک ہو گیا ہے ـــــ اطالوی اور دونوں حبشی ابھی زندہ ہیں اور وارڈ میں موجود ہیں ـــــ باس کے مرنے کی اطلاع ملتے ہی میں نے آپ کو کال کی ہے تاکہ آپ سے تازہ ترین ھدایات

حاصل کی جا سکیں" ـــــ واکر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" وہ اطالوی کون ہے ـــــ معلوم کیا" ـــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" نہیں جناب! ـــــ ویسے آپ حکم دیں تو میں اُسے اغوا کر کے اس کی اصلیت کا پتہ کر سکتا ہوں" ـــــ واکر نے جواب دیا۔

" ان کی کار پر حملہ کس نے کیا تھا" ـــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" معلوم نہیں جناب! ـــــ وہ کار اچانک غائب ہو گئی تھی" ـــــ واکر نے جان بوجھ کر لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" ہوں ـــــ ٹھیک ہے ـــــ رچرڈ کے مرنے کے بعد میں تمہیں باقاعدہ طور گروپ کا انچارج بناتا ہوں۔ تمہیں باس کارڈ پہنچ جائے گا" ـــــ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا اور واکر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ پاورلینڈ گروپ کا باس بن جانا اس کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔

" تھینک یو باس! ـــــ میں آپ کی توقعات پر پورا اتروں گا" ـــــ واکر نے انتہائی جوشیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن موجودہ مشن کی تکمیل تک تم اور تمہارا گروپ ھیڈکوارٹر سے بھیجے گئے خصوصی نمائندے مارٹن کے تحت کام کرے گا ـــــ تم نے اس کے احکامات کی مکمل تعمیل کرنی ہے، ہر لحاظ سے" ـــــ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور واکر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم سے تمام خون نچوڑ لیا ہو۔

" مارٹن! ـــــ باس! یہ مارٹن صاحب کون ہیں ـــــ اور ان سے رابطہ کیسے قائم ہو گا" ـــــ ؟ واکر نے بجھے بجھے لہجے میں پوچھا۔

"وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا ۔۔۔ میں اسے ہدایات دے دونگا" ۔۔۔ ہنری نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

واکر نے مشین آف کی اور پھر تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوبارہ دفتر میں پہنچ گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ اب وہ خود ہی اپنے جال میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ اس نے چیف باس سے مارٹن کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ جبکہ وہ نہ صرف مارٹن سے مل چکا تھا بلکہ اُسے اپنا نام بھی بتا چکا تھا۔ اب جبکہ چیف باس اس سے رابطہ قائم کرے گا تو تمام صورت حال سامنے آجائے گی اور اس طرح اس کی وفاداری مشکوک ہوجائے گی اور پھر اس کا نتیجہ سوائے اس کی فوری موت کے اور کچھ نہ نکل سکے گا۔

واکر بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور واکر نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

"یس ۔۔۔ واکر سپیکنگ" ۔۔۔ واکر نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"مارکوئیس بول رہا ہوں سر ۔۔۔ مارٹن کی کار کو پولیس والے اپنے ہیڈکوارٹر کی ورکشاپ میں لے گئے ہیں ۔۔۔ مارٹن کو اس کی اطلاع نہیں دی گئی ۔۔۔ مزید یہ کہ پولیس کے افراد سفید کپڑوں میں مارٹن کے کمرے کی باقاعدہ نگرانی کر رہے ہیں" ۔۔۔ مارٹن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اب میری نئی ہدایت سنو! ۔۔۔ تم نے مارٹن کو فوری طور پر ہلاک کرنا ہے ۔۔۔ ہر قیمت پر ۔۔۔ اُسے بیدریغ گولیوں سے چھلنی کردو ۔۔۔ چاہے اس کے لئے تمہیں کتنا بڑا رسک ہی کیوں نہ لینا پڑے" واکر نے سخت لہجے میں مارکوئیس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہوگی" ۔۔۔ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"تعمیل ہوتے ہی مجھے رپورٹ دو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ میں کوتاہی اور ناکامی کے الفاظ برداشت نہیں کروں گا" ۔۔۔ واکر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ۔۔۔ مارکوئیس کبھی اپنے مشن میں ناکام نہیں ہوا" ۔۔۔ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا" ۔۔۔ واکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی زندگی صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مارٹن چیف باس سے رابطہ قائم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے۔ اور اُسے یقین تھا کہ مارکوئیس اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائے گا۔ کیونکہ مارکوئیس کی فطرت کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ انتہائی دلیر اور سچا نشانہ باز تھا۔ اس لئے اُسے امید تھی کہ وہ حکم کی تعمیل میں اپنی جان تک لڑا دے گا۔

صفدر نے ہسپتال سے نکلتے ہی ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور اُسے موٹر رجسٹریشن آفس چلنے کے لئے کہا۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں ٹیکسی نے اسے موٹر رجسٹریشن آفس کے سامنے اتار دیا۔ یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جس میں کئی شعبے تھے۔

صفدر ٹیکسی کو فارغ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا انکوائری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"میں ڈیلی نیوز سروس کا خصوصی رپورٹر ہوں ___ مجھے ایک کار کی رجسٹریشن کے بارے میں معلومات چاہئیں" ___ صفدر نے انکوائری کلرک کے پاس جا کر بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"سوری ___ سوائے پولیس کے ہم قانوناً رجسٹریشن ریکارڈ کے بارے میں کسی کو معلومات مہیا نہیں کر سکتے" ___ انکوائری کلرک نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو دوست ___ ہم لوگ بھی عوام کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس کے باوجود معلومات کا معقول معاوضہ بھی ادا کرتے ہیں ___ کیا پچاس ڈالر تمہیں بُرے لگتے ہیں" ___ صفدر نے دوسرا داؤ استعمال کیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے پچاس ڈالر کا نوٹ نکال کر اُسے انگلیوں میں مروڑنا شروع کر دیا۔ اس ملک میں پہنچنے سے پہلے ہی عمران نے انہیں خاصی بڑی کرنسی دے دی تھی تاکہ انہیں کسی پریشانی کا شکار نہ ہونا پڑے۔

"اس مہنگائی کے دور میں پچاس ڈالر کی کیا وقعت ہے ___ کم از کم سو ڈالر کی بات کرو تو شاید میں تمہارے حق میں سوچنے کی کوشش کروں" ___ کاؤنٹر کلرک نے جواب دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والی چمک صفدر نے بخوبی دیکھ لی۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے منظور ہے" ___ صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکالتے ہوئے کہا۔ اور کاؤنٹر کلرک نے تیزی سے دونوں نوٹ صفدر کے ہاتھوں سے جھپٹ لئے۔ اور اس کے چہرے پر اب مسکراہٹ دوڑنے لگی تھی۔

"فرمائیے جناب ___ آپ کی خدمت کے لئے تو ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں ___ نمبر بتائیے" ___ انکوائری کلرک نے تیزی سے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اُسے کار کا نمبر اور ماڈل بتا دیا ___ انکوائری کلرک نے سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر مختلف نمبر دبا دیئے۔

"ہیلو ___ گریسی بول رہا ہوں ___ انکوائری ___ پولیس ہیڈ کوارٹر نے ایک کار کی رجسٹریشن تفصیلات فوری طور پر طلب کی ہیں" ___ انکوائری کلرک نے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات

سُن کر اس نے صفدر کے بتلائے ہوئے نمبر دوہرا دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی چند لمحوں میں تفصیلات مل جائیں گی ـــــ ویسے بائی دی وے یہ تو بتاؤ کہ اخبار کو اس کار کی رجسٹریشن سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے" ـــــ؟ انکوائری کلرک نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"سو ڈالر لینے کے بعد تمہیں اس سوال کا حق نہیں رہا دوست ـــــ ویسے بھی معلومات اگر فروخت ہوتی ہیں تو پھر خریدی بھی جاتی ہیں ـــــ اگر تم دلچسپی لینا چاہتے ہو تو دو سو ڈالر دو ـــــ میں بتا دیتا ہوں" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے ـــــ ہو گی کچھ" ـــــ انکوائری کلرک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور انکوائری کلرک نے رسیور اٹھا لیا وہ دوسری طرف سے ہونے والی بات سنتا رہا۔ پھر اس نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ کار ماڈل موٹر ہائر کمپنی کی ملکیت ہے ـــــ اس کمپنی کا صدر دفتر دلنگٹن روڈ پر ہے" ـــــ انکوائری کلرک نے کہا اور صفدر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تیزی سے واپس مڑ گیا۔ مسئلہ مزید الجھ گیا تھا کہ کار کرایہ پر حاصل کی گئی تھی۔ اب اُسے ہائر کمپنی سے معلومات حاصل کرنا ہوں گی۔ کیونکہ وہ لوگ گرین کارڈ کے بغیر موٹر کرایہ پر نہیں دیتے اور گرین کارڈ ایسی چیز ہے جسے نہ ہی جعلی طور پر بنایا جا سکتا تھا اور نہ اُسے چھپایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عمارت سے باہر آ کر ایک خالی ٹیکسی انگیج کی اور پھر اُسے

دلنگٹن روڈ پر چلنے کے لئے کہا۔ اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

ایک موڑ مڑتے ہی جیسے ٹیکسی آگے بڑھی اُسے رُکنا پڑا۔ کیونکہ سڑک بلاک تھی اور وہاں بہت سے لوگ اکٹھے تھے۔ درمیان میں ایک کار پچکی ہوئی پڑی تھی۔ پولیس کے افراد بھی وہاں موجود تھے۔ اور وہ وہاں رُکی ہوئی ٹریفک کو بحال کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی کو راستہ ملا اور وہ آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھی۔ مگر جب وہ پچکی ہوئی کار کے قریب سے گزری تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ پچکی ہوئی کار پر موجود نمبر پلیٹ وہی تھی جسے صفدر تلاش کر رہا تھا۔

"ٹیکسی آگے کر کے روک دو دوست ـــــ مجھے یہاں ایک دوست نظر آگیا ہے۔ اس سے فوری ملنا ضروری ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی ایک طرف کر کے روک دی۔ صفدر نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر تیزی سے واپس اسی پچکی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں بعد صفدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ کار تیز رفتاری کی وجہ سے ایک بڑے ٹرالے سے ٹکرا گئی تھی اور اس میں سوار واحد آدمی جو کار ڈرائیو کر رہا تھا شدید زخمی ہو گیا ہے۔ اُسے فوری طور پر نزدیکی پورٹ فولیو ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے۔ پھر صفدر نے پورٹ فولیو ہسپتال کا پتہ معلوم کر لیا۔ وہ چند بلاک دُور تھا۔ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے ہسپتال ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے نزدیک نزدیک بنائے گئے تھے۔

صفدر پیدل چلتا ہوا پورٹ فولیو ہسپتال کی عمارت تک پہنچ گیا اور پھر

وہاں بھی انکوائری کلرک کو پچاس ڈالر کا نوٹ دینا پڑا۔ البتہ پچاس ڈالر کے نوٹ نے اُسے ڈرائیور کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں خاصی مدد دی۔ اس کی جیب سے نکلنے والے کاغذات کی بنیاد پر اس کا نام کارل تھا۔ قومیت فن لینڈ کی تھی۔ اس کی رہائش گرین وڈ بلاکس میں تھی فلیٹ نمبر ۱۱۲۔

صفدر نے دوسرے لمحے گرین وڈ بلاک میں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس کی رہائش گاہ سے شاید اس کے متعلق مزید معلومات حاصل ہو سکیں۔

گرین وڈ بلاک ایک پانچ منزلہ عمارت تھی جس میں تمام رہائشی فلیٹ تھے۔ صفدر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گیا۔ کیونکہ نیچے لگے ہوئے بورڈ کی مدد سے اس نے معلوم کر لیا تھا کہ کمرہ نمبر ایک سو بارہ چوتھی منزل پر ہے۔ چوتھی منزل کی گیلری میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے مطلوبہ کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیلری سنسان پڑی ہوئی تھی اور تقریباً تمام کمروں کے دروازے بند تھے۔ سب لوگ شاید کام پر گئے ہوئے تھے۔ کمرہ نمبر ایک سو بارہ کے باہر کارل آرکس کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ صفدر نے بڑے اطمینان سے ایک تار کی مدد سے آٹومیٹک لاک کھول لیا اور پھر دروازہ دھکیلتا ہوا وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

یہ دو کمروں پر مشتمل ایک چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ لیکن فلیٹ میں داخل ہوتے ہی صفدر چونک پڑا۔ کیونکہ فلیٹ کی ہر چیز پر گرد کی دبیز تہہ موجود تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کئی دنوں سے اس میں کوئی داخل نہیں ہوا۔ اور صفدر سمجھ گیا کہ فلیٹ میں کارل کی رہائش نہیں ہے بلکہ صرف گرین کارڈ

میں کسی نہ کسی پتے کے اندراج کے لئے اسے کرایہ پر لیا گیا ہے۔ اس لئے صفدر قدرے مایوس ضرور ہوا لیکن اس کے باوجود اس نے تلاشی لینے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب یہاں تک پہنچ جانے کے بعد یوں واپس چلا جانا اس کے لئے ناممکن تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے فلیٹ کی ہر چیز کھنگال ڈالی۔ لیکن کوئی ایسی چیز اُسے نہ ملی جس سے کوئی کلیو مل جاتا۔ وہ مایوس ہو کر واپس لوٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی نظریں ایک طرف پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری پر پڑیں جس میں پھاڑے ہوئے کاغذات کے ٹکڑے موجود تھے۔ صفدر نے ردی کی ٹوکری اٹھا کر میز پر پلٹ دی اور پھر ایک ایک ٹکڑے کو غور سے دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد صفدر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کی نظریں ایک سُرخ رنگ کے کارڈ پر پڑ گئی تھیں۔ اس کارڈ کے کونے میں ایک سات رنگوں کا دائرہ بنا ہوا تھا جس کے نیچے باریک الفاظ میں پاورلینڈ پرنٹ تھا۔ کارڈ کی پشت پر کیفے شائی لاک کمرہ نمبر بائیس اور مارٹن چیف باس کے الفاظ درج تھے۔ یہ ایک اہم کلیو تھا۔ اس لئے صفدر نے کارڈ جیب میں ڈالا اور پھر فلیٹ سے نکل کر وہ چند لمحوں بعد واپس ٹرک پر پہنچ گیا۔ اب اس نے فوری طور پر کیفے شائی لاک پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تاکہ مارٹن کا حدود اربعہ معلوم کر سکے۔ جسے چیف باس لکھا گیا تھا۔

چیف باس کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہی اس گروہ کا انچارج ہے جس گروہ نے اس طرح دن دہاڑے بھرے ہسپتال میں یوں دیدہ دلیری سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لئے حملہ

کر دیا تھا۔

اب صفدر کو یہ بھی یقین آ گیا تھا کہ کار تباہ کرنے والا گروپ بھی اسی مارٹن کا ہی ہو گا۔ اور جب اُسے علم ہوا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی صرف زخمی ہوئے ہیں تو پھر اس نے ہسپتال پر حملہ کر دیا۔

ٹیکسی تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی جا رہی تھی اور صفدر خاموش بیٹھا انہی خیالات میں غرق تھا۔ اب تک اُسے عمران کے فن لینڈ آنے کا مقصد سمجھ میں نہ آیا تھا۔ پاور لیسنڈ فن لینڈ میں تو نہ تھا۔ اور نہ ہی عمران نے کسی خاص ٹارگٹ کی نشاندہی کی تھی۔ لیکن فن لینڈ پہنچتے ہی جے در پے جو واقعات ہوئے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں پاور لیسنڈ کا کوئی ایسا ٹارگٹ موجود ہے جسے وہ عمران کے ہاتھوں میں نہ جانے دینا چاہتے ہوں گے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ ان کی یہاں آمد کا انہیں کیسے پتہ چل گیا اور پھر ایک اور پہلو بھی اُسے دعوتِ فکر دے رہا تھا کہ حملے صرف عمران، جوزف اور جوانا پر تا ہوئے ہیں۔ جب کہ ٹیم کے باقی ممبران حسبِ معمول پُرسکون تھے۔ اس کی کوئی وجہ صفدر کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک جیسے سیاہ بادلوں میں بجلی کوندتی ہے اسی طرح صفدر کے ذہن میں جھماکا ہوا اور وجہ اس کی سمجھ میں آ گئی۔

جوانا ماسٹر کلر کا ممبر تھا۔ اور ماسٹر کلر کا گروپ ان علاقوں میں یقیناً جانا پہچانا ہو گا۔ اس لئے جوانا کو پہچان لیا گیا ہو گا۔ اور پھر جوانا کی مدد سے عمران کو ٹارگٹ بنایا گیا ہو گا۔ جوانا کی شخصیت ایسی تھی کہ اگر اسے کا میک اپ بھی کر دیا جاتا تب بھی وہ اپنے مخصوص ڈیل ڈول کی وجہ سے صا پہچانا جا سکتا تھا۔ اور پھر شاید عمران بھی اُسے ہمراہ اسی لئے لے آیا ہو گا

چارے کے طور پر استعمال کر سکے۔

اب صورتِ حال واضح ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں عمران کے خلاف دو گروپ کام کر رہے تھے۔ ایک گروپ نے جوانا کے ذریعے عمران سے رابطہ قائم کیا ہو گا جب کہ دوسرے گروپ نے اس پر براہ راست حملہ کر دیا۔ اور یہ دوسرا گروپ یقیناً مارٹن کا ہو گا۔

"صاحب۔ کیفے شائی لاک آ گیا ہے"۔۔۔ اچانک ڈرائیور کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور صفدر بُری طرح چونک اٹھا۔ اُسے احساس تک نہ ہوا تھا کہ ٹیکسی اپنی منزل پر پہنچ کر رک بھی گئی تھی۔

صفدر سر ہلاتا ہوا ٹیکسی سے اترا اور پھر کرایہ ادا کر کے وہ کیفے شائی لاک کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ چونکہ اُسے مارٹن کے کمرے کا نمبر معلوم تھا اس لئے وہ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں میں لفٹ نے اُسے دوسری منزل پر پہنچا دیا لیکن لفٹ سے اترتے ہی وہ یہ دیکھ کر بوکھلا گیا کہ کمرہ نمبر بائیس کے سامنے چار پولیس آفیسران کھڑے تھے اور ان میں سے ایک بڑی شدت سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور صفدر کو مارٹن کی ایک جھلک نظر آئی۔ وہ خاصا خوبصورت اور وجیہہ نوجوان تھا۔ پولیس آفیسران کے اندر جاتے ہی آٹومیٹک دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی صفدر ستون کی آڑ سے آگے بڑھا۔ وہ پولیس آفیسران کی وجہ سے آگے بڑھنے کی بجائے ستون کی آڑ میں ہو گیا تھا۔ ساتھ والے کمرے کا دروازہ بند تھا اور اس کے ہینڈل پر موجود گرد کی تہہ بتا رہی تھی کہ کمرہ خالی ہے۔ صفدر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر اس

نے جیسے ہی ہینڈل دبایا، دروازہ کھلتا چلا گیا۔ صفدر تیزی سے اندر داخل ہو کر دروازے کی چٹخنی پکڑ کر آہستہ سے چڑھائی اور پھر اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

دونوں کمروں کے درمیان کوئی روشندان تک نہ تھا جس سے وہ دوسری طرف جھانک سکتا۔ یا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے عقبی کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے عقبی کھڑکی کھول کر جھانکا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کھڑکی کے نیچے ایک بڑا سا آرائشی ڈبہ بنا ہوا تھا جس میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ ہر کھڑکی کے نیچے اسی طرح کے ڈبے بنے ہوئے تھے جن کی بلندی اتنی تھی کہ آدھی کھڑکیاں ان ڈبوں میں چھپ گئی تھیں۔

صفدر بڑی آہستگی سے ڈبے کے اندر اتر گیا۔ ساتھ والے کمرے کی کھڑکی آدھی کھلی ہوئی تھی۔ صفدر نے ادھر ادھر دیکھا نیچے سڑک پر ٹریفک جاری تھی۔ اور پھر صفدر بڑی آہستگی سے ساتھ والے ڈبے میں اتر گیا۔ اب وہ قدرے جھک کر کھڑا ہو گیا۔ اس طرح اسے باہر سے بھی نہ دیکھا جا سکتا تھا اور اب اندر ہونے والی گفتگو اسے واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ البتہ وہ خود کھڑکی کے پٹ کی آڑ میں تھا۔

"مگر کس جرم میں ۔۔۔۔ اور کیوں" ۔۔۔۔ ؟ ایک حیرت بھری آواز صفدر کے کانوں میں پڑی۔

"ہوٹل برگنزا کے عقب میں آپ کی کار سے ایک کار پر بم مارا گیا ہے ۔۔۔۔ اس سلسلے میں ہم تفتیش کر رہے ہیں" ۔۔۔۔ ایک کرخت سی آواز سنائی دی اور صفدر سمجھ گیا کہ یہ آواز یقیناً پولیس آفیسر کی ہو سکتی ہے اور

اس سے صاف ظاہر تھا کہ پہلی آواز مارٹن کی تھی۔

پھر وہ کمرے میں ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔ اسے اس وقت بے حد حیرت ہوئی جب مارٹن نے خود ہی سب کچھ بتانے کی حامی بھر لی۔ اس کی چھٹی حس خطرے کا الارم بجانے لگی۔ کیونکہ وہ ایسے مجرموں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ لوگ اس انداز میں بھی ڈاج دیا کرتے تھے۔

مارٹن اب پولیس سے اپنا تحفظ اور اپنی حفاظت کی گارنٹی مانگ رہا تھا اور صفدر سوچ رہا تھا کہ دن دہاڑے ہسپتال میں حملہ کرنے والے گروپ کا انچارج اتنا بودا اور بزدل نہیں ہو سکتا۔ یقیناً مارٹن کوئی خاص چال چل رہا تھا۔ چنانچہ اس نے رسک لینے کا فیصلہ کیا۔ اور پھر اس نے انتہائی آہستگی سے چوکھٹ سے اپنا سر اوپر کو اٹھایا۔ دوسرے لمحے وہ قدرے مطمئن ہو گیا کیونکہ کھڑکی پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اس لئے اسے اندر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ دو پردوں کے درمیان ایک معمولی سی جھری سے اس نے آنکھ لگا دی۔ اب اسے کمرے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

کمرے میں اس خوبصورت اور وجیہہ آدمی کے ساتھ وہی چاروں پولیس آفیسران موجود تھے۔ جو صفدر کے سامنے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ایک پولیس آفیسر مڑ کر دروازے کو چٹخنی چڑھا رہا تھا۔ جب کہ دوسرے نے جیب سے نوٹ بک اور پنسل نکال لی تھی۔ وہ شاید مارٹن کا بیان نوٹ کرنے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔

"تشریف رکھئے ۔۔۔۔ اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک اہم دستاویز دکھاؤں" ۔۔۔۔ مارٹن کے لہجے میں اطمینان کی جھلکی تھی۔ اور صفدر چوکنا ہو گیا۔ وہ مارٹن کے لہجے میں پنہاں پُراسراریت بھانپ گیا تھا جب کہ

سیدھے سادھے پولیس آفیسران ہر خطرے سے بے نیاز مطمئن کھڑے تھے اور پھر صفدر نے مارٹن کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا چپٹا سا پستول دیکھا۔ پولیس آفیسران کے ہاتھ تیزی سے سائیڈ ہولسٹروں کی طرف بڑھے مگر مارٹن نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔

پستول میں سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دھار کی صورت میں یکے بعد دیگرے ان چاروں کے سینوں پر پڑی اور ان چاروں پولیس آفیسران کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے پھٹیں۔ دوسرے لمحے ان کے سر ڈھلکتے چلے گئے۔ وہ چاروں ہی بغیر کوئی آواز نکالے ختم ہو چکے تھے۔

مارٹن نے بڑے اطمینان سے پستول واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔ اور صفدر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان چاروں پولیس آفیسران کے مردہ جسموں میں ہلکے ہلکے دھماکوں کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے مردہ جسموں میں سے نیلے رنگ کا دھواں نکلنے لگا۔ دھواں ان کے جسم کے ہر مسام سے نکل رہا تھا۔ دھواں لحظہ لمحہ دبیز ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ ان کے جسموں پر موجود وردیاں ڈھیلی پڑتی چلی جا رہی تھیں۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد فرش پر صرف وردیاں اور بوٹ پڑے ہوئے تھے۔ پولیس آفیسران کے جسم دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو چکے تھے اور دھواں پردوں کی جھری سے باہر نکل رہا تھا۔ صفدر نے سانس روک لیا تھا اسے خطرہ تھا کہ یہ دھواں جو اس کے اوپر سے گذر رہا تھا کہیں اسے بھی نقصان نہ پہنچائے لیکن دھواں تیزی سے بکھرتا چلا جا رہا تھا۔

مارٹن نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی ہوئی وردیاں اور بوٹ سمیٹے ریوالور اور ہولسٹر اٹھائے اور پھر وہ دروازے کے ساتھ والے دروازے میں داخل ہو گیا

جو صفدر کے خیال کے مطابق باتھ روم کا دروازہ تھا۔

صفدر سمجھ گیا کہ وہ ان وردیوں کو جلانے کے لئے اندر گھسا ہے تاکہ پولیس آفیسران کی وہاں موجودگی کا کوئی نشان تک باقی نہ رہے۔ چنانچہ اب اس نے مارٹن سے براہ راست دو دو ہاتھ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اب اس بات کا تو علم ہو چکا تھا کہ کار پر بم پھینکنے والا مارٹن ہی تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کھڑکی کراس کر کے اندر داخل ہو لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادے پر عمل کرتا، باتھ روم کا دروازہ کھلا اور مارٹن باہر نکلتا نظر آیا۔ اب اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا شاپنگ بیگ کے سے انداز کا۔ مارٹن تیزی سے کھڑکی کے قریب موجود الماری کی طرف بڑھا اور صفدر نیچے جھک گیا۔ پھر اس نے سر اٹھایا تو اس نے مارٹن کو سامان سمیٹتے ہوئے دیکھا صفدر سمجھ گیا کہ اب وہ فرار ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ واپس مڑا اور پھر انتہائی احتیاط اور آہستگی سے ساتھ والے ڈبے میں اترا اور وہاں سے کھڑکی کے ذریعے واپس کمرے میں پہنچا۔ اس نے بڑی آہستگی سے چٹخنی ہٹائی اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

اسی لمحے مارٹن ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے اپنے کمرے سے باہر آیا۔ اس نے ایک نظر صفدر پر ڈالی اور پھر تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر بھی رکے بغیر اس کے ساتھ چلتا ہوا لفٹ میں پہنچ گیا۔ لفٹ میں دونوں اکٹھے ہی تھے۔ لیکن ایک دوسرے سے بالکل اجنبی۔

مارٹن کا چہرہ قطعی پرسکون تھا جیسے چار پولیس آفیسران کو قتل کرنے کی بجائے اس نے چار مکھیاں مار ڈالی ہوں۔

لفٹ نے چند لمحوں میں انہیں ہال میں پہنچا دیا۔ پھر مارٹن تو کاؤنٹر کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ مارٹن سے پہلے باہر پہنچ کر اس کے تعاقب کے لئے کسی ٹیکسی کا بندوبست کرنا چاہتا تھا۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی صفدر کی نظریں سڑک کے پار ایک گلی پر پڑیں جہاں ایک دروازے کے سامنے ایک ہیوی موٹر سائیکل کھڑا ہوا تھا۔ صفدر نے سر ہلایا اور پھر تیزی سے سڑک کراس کر کے وہ اس گلی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس موٹر سائیکل کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اس طرح اسے تعاقب کرنے میں آسانی رہتی۔

صفدر موٹر سائیکل کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس نے جیب سے چابیوں کا ایک گچھا نکالا۔ اس میں ماسٹر کی موجود تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے ماسٹر کی تیزی سے موٹر سائیکل کے ہینڈل کے تالے میں گھس کر تیزی سے گھوم گئی۔ ساتھ ہی کھٹک کی ہلکی سی آواز ابھری اور لاک کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے چابی باہر نکالی اور پھر وہ سڑک کی طرف دوبارہ بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی بنگلے سے ٹہلنے کے لئے باہر نکلا ہو اسی لمحے اسے مارٹن کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتا نظر آیا۔ اور وہ گیٹ سے باہر نکلتے ہی رکے بغیر فٹ پاتھ پر پیدل ہی دائیں طرف چلنے لگا۔ اب صفدر الجھن میں پھنس گیا کہ کیا وہ پیدل ہی کہیں جانے کا ارادہ رکھتا ہے یا فی الحال وقتی طور پر کیفے سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن تھوڑی ہی دور آگے ایک بس سٹاپ پر اس کے رکتے ہی صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ بس کے ذریعے سفر کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ بس سٹاپ پر موجود طویل قطار کے آخر میں کھڑا ہو گیا تھا۔ صفدر کو اندازہ ہو گیا کہ ایک دو بسوں

میں اس کے سوار ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ قطار خاصی طویل تھی۔

اب صفدر کے لئے دو صورتیں تھیں کہ وہ اس کے ساتھ ہی بس میں سوار ہو جاتا —— یا پھر موٹر سائیکل کے ذریعے بس کا تعاقب کرتا۔ اور پھر اس نے موٹر سائیکل کے ذریعے ہی تعاقب کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ وہ بس سے کسی بھی اسٹاپ پر اتر کر ٹیکسی لے لیتا۔ اور صفدر ہاتھ ملتا رہ جاتا۔ دوسری بات یہ بھی تھی کہ وہ اسے اپنے ساتھ بس میں دیکھ کر چونک بھی سکتا تھا۔

صفدر تیزی سے واپس مڑا اور پھر اس گلی کی طرف بڑھنے لگا جس میں موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ موٹر سائیکل وہاں موجود تھی۔ صفدر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ماسٹر کی اس کے سوئچ میں ڈال کر گھمائی تو نیوٹرل لائٹ جل اٹھی اور دوسرے لمحے صفدر اچھل کر اس پر بیٹھا اور پھر خود کار سٹارٹنگ بٹن دباتے ہی موٹر سائیکل کا نفیس انجن جاگ پڑا۔ صفدر نے گیئر لگا کر ایکسیلیٹر گھمایا تو موٹر سائیکل ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور دوسرے لمحے وہ سڑک پر آ کر تیزی سے ٹریفک میں شامل ہو گئی۔ اس نے صرف ایک لمحے کے لئے مڑ کر گلی کی طرف دیکھا لیکن وہاں خاموشی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ موٹر سائیکل کا مالک ابھی تک اس کی چوری سے واقف نہ ہو سکا تھا۔ اب صفدر مطمئن ہو گیا۔ اس نے بس سٹاپ سے تھوڑا آگے بڑھ کر موٹر سائیکل روک لی۔

مارٹن ابھی تک قطار میں کھڑا تھا۔ لیکن اب قطار خاصی سکڑ چکی تھی اور پھر چند لمحوں بعد ایک بس اسٹاپ پر آ کر رکی اور مارٹن بس میں سوار ہو گیا۔

جب بس آگے بڑھ کر صفدر کو کراس کر گئی تب صفدر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ وہ ہر اسٹاپ پر رفتار آہستہ کر کے موٹر سائیکل کو کسی نہ کسی سائیڈ

میں روک لیتا اور پھر بس سے اترنے والوں کو چیک کرتا۔ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن بس سے اترا اور پھر پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد اس نے ایک ٹیکسی انگیج کر لی۔ اور پھر صفدر کافی فاصلہ رکھ کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ٹیکسی ایگلن روڈ پر پہنچ کر ایک چوک پر رک گئی اور مارٹن نیچے اُتر آیا۔ اس کے ہاتھ میں بدستور بیگ موجود تھا۔ صفدر نے کافی دُور ہی ایک درخت کی آڑ میں موٹر سائیکل روک دی۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو مارٹن سڑک کراس کر کے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اور پھر پھاٹک کھل گیا۔ صفدر نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ ایک بار تو اس نے سوچا کہ کوٹھی کے اندر داخل ہو کر مارٹن سے کچھ معلومات کرے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ جولیا کو اطلاع کر دی جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اُسے اس بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو چکی ہوں۔ یا کم از کم وہ ہسپتال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات تو حاصل کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس نے موٹر سائیکل کو وہیں درخت کی آڑ میں سٹینڈ کیا اور اس کا انجن بند کر کے وہ چوک کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں ایک پبلک فون بوتھ موجود تھا۔

مارٹن نے کوٹھی میں داخل ہوتے ہی سیدھا تہہ خانے کی سیڑھیوں کا رُخ کیا۔ اور پھر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تہہ خانے میں ایک دیوار کے ساتھ چھوٹی سی مشین نصب تھی جس پر مختلف رنگوں کے بلب موجود تھے۔ درمیان میں ایک سکرین تھی۔

مارٹن نے اپنا بیگ ایک طرف رکھا اور پھر مشین کے سامنے بیٹھ کر اُسے آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بیگ میں سے تیز سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور مارٹن نے مشین کے سوئچ کی طرف بڑھتا ہوا اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس نے تیزی سے بیگ اٹھا کر اُسے کھولا اور پھر اس میں سے وہ کیسٹ ریکارڈر نکال لیا جو دراصل ایک جدید ترین ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔

" ہیلو۔ اشار کالنگ بلیک سن۔ اوور" ——— ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے اشار کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ بلیک سن سپیکنگ! ——— تم کہاں رہ گئے تھے۔ اتنی دیر بعد

کال کیا ہے۔ اوور" ـــــ ؟ مارٹن نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سوری باس ! ـــ واقعات ہی ایسے پیش آگئے تھے۔ اوور" ـــ اشار نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا واقعات پیش آگئے ـــ تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ـــ مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس ! ـــ اسکائی اور مون نے اس اطالوی اور حبشیوں کے کمرے پر حملہ کرنے کے لئے اس کے عقبی دروازے کا شیشہ توڑا ہی تھا کہ دو افراد ان پر چڑھ دوڑے ـــ اور پھر وہاں خوفناک جنگ ہوئی ـــ مون چوتھی منزل سے گر کر دم توڑ گیا۔ جب کہ اسکائی فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اس کی لاش کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ اوور" ـــ اشار نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اور مارٹن یوں حیرت سے بت بنا رپورٹ سن رہا تھا جیسے کسی سنسنی خیز ڈرامے کی کہانی سن رہا ہو۔ اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ اس کے گروپ کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اسکائی اور مون تو لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق تھے۔

"اور تم کہاں تھے۔ اوور" ـــ ؟ چند لمحوں بعد مارٹن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا ـــ اس لئے میں نے کوئی مداخلت نہ کی اور میرا وہاں مداخلت کرنے کا جواز بھی نہ تھا ـــ ورنہ میں بھی دھر لیا جاتا ـــ وہاں پولیس موجود تھی ـــ اسکائی اور مون نے بغیر کچھ دیکھے بھالے حملہ کر دیا تھا ـــ اندھا حملہ ـ جب اسکائی فرار ہوا تو میں اس کے پیچھے گیا۔ لیکن وہ اتنی بے تحاشا تیز رفتار سے کار چلا رہا تھا جیسے وہ

پاگل ہو گیا ہو ـــ اور پھر میری نظروں کے سامنے اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ جب میں نے اس کی لاش دیکھی تو میں نے آپ سے ہدایت لئے بغیر ان کا مشن مکمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ مشن بھی مکمل ہو جائے اور ان دونوں کی موت کا انتقام بھی لیا جا سکے ـــ چنانچہ میں واپس پلٹا اور پھر ہسپتال پہنچا۔ لیکن ابھی میں ٹیکسی اسٹینڈ کے پاس پہنچا تھا کہ ہمارا اصل شکار یعنی اس اطالوی کو ایک بڑا سا اوور کوٹ پہنے ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے میں نے دیکھا ـــ چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار وہی اطالوی ہے اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا ـــ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلین روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا۔ ٹیکسی کے چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے ـــ یہ کوٹھی کسی ڈاکٹر ڈکسی کی ہے ـــ وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اوور" ـــ اشار نے جواب دیا اور مارٹن رپورٹ کا آخری حصہ سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی میں۔ اوور" ـــ ؟ مارٹن نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ! ـــ میں نے خود اُسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ـــ اشار نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کوٹھی کے کتنے فاصلے پر ہو۔ اوور" ـــ ؟ مارٹن نے پوچھا۔

"میں کیفے کے پاس ایک پبلک بوتھ میں کھڑا ہوں ـــ ظاہر ہے میں نے ریسور اٹھا رکھا ہے ـــ لیکن وائرلیس ٹرانسمیٹر پر آپ سے بات کر رہا ہوں۔

یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اوور" ـــــ اسٹار نے جواب دیا۔

" اُسے کوٹھی میں گئے کتنی دیر ہوئی ہے۔ اوور" ـــــ ؟ مارٹن نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

" دس منٹ ہو گئے ہیں جناب! ـــــ بوتھ خالی نہ تھا اس لئے میں انتظار کرتا رہا ـــــ اس کے علاوہ چونکہ یہ سڑک خاصی پُرہجوم ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھ لیا جاتا۔ اوور" ـــــ اسٹار نے جواب دیا۔

" او کے! ـــــ تم نے بے حد قیمتی معلومات پہنچائی ہیں ـــــ تمہاری ڈیوٹی اب صرف اتنی ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی کرو ـــــ اگر وہ اطالوی اس کوٹھی سے نکلے تو اس کی نگرانی کرنا ـــــ اُسے کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ نکلنے دینا ـــــ اور سنو! ـــــ میں بھی اس وقت ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کے بالمقابل سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہوں ـــــ کیفے میں نے چھوڑ دیا ہے ـــــ نگرانی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک میں تمہیں مزید ہدایات نہ دوں۔ اوور" ـــــ مارٹن نے کہا۔

" یس سر! ـــــ مگر سبز کوٹھی میں آپ کب پہنچے ـــــ ؟ میں نے تو آپ کو چیک نہیں کیا۔ اوور" ـــــ اسٹار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ابھی چند لمحے پہلے ہی پہنچا ہوں ـــــ اور چوک سے اتر کر پیدل ہی آیا ہوں۔ اوور" ـــــ مارٹن نے جواب دیا۔

" اوہ! ـــــ شاید اس وقت میں نزدیکی کیفے کے باتھ روم میں تھا۔ میں مجبور ہو گیا تھا۔ اوور" ـــــ اسٹار نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ـــــ تم نگرانی کرو ـــــ میں جلد ہی تمہیں کال کروں گا ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ مارٹن نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف

تے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مشین آن کرنے کا ارادہ بدل دیا تھا۔ مشین کے ذریعے وہ واکر کی شکایت چیف باس سے کرنا چاہتا تھا لیکن مسئلہ زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اس کے دو بہترین کارکن مارے جا چکے تھے اور وہ اطالوی جو یقیناً علی عمران تھا سامنے والی کوٹھی میں موجود تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اس کوٹھی کا اندرونی محل وقوع چیک کر کے خود کوٹھی میں داخل ہو اور عمران کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ دے۔ اس کے بعد چیف باس سے بات چیت کرتا رہے گا۔

چنانچہ اس نے ایک الماری سے طاقتور دُوربین نکالی اور پھر جانے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا عمارت کی پہلی منزل پر پہنچا اور پھر برآمدے سے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ سامنے والی بالکونی کے پیچھے کمرے میں آ گیا۔ اس نے کھڑکی کھولی۔ یہاں سے ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کا اندرونی منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے دُوربین آنکھوں سے لگائی اور ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کی اندرونی صورت حال کا معائنہ کرنے لگا۔

ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی خاصی وسیع و عریض تھی اور پھر اُسے برآمدے میں مسلح افراد کھڑے نظر آ گئے اور مارٹن کے چہرے پر سلوٹیں پڑنے لگیں۔ ان مسلح افراد کی یہاں موجودگی کا مطلب تھا کہ یہاں آسانی سے داخل نہیں ہوا جا سکتا۔

مارٹن کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ اوپر والی منزل سے اتر کر نیچے گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی میں کیسے داخل ہوا جائے۔ آخر سوچ سوچ کر اس نے ایک فیصلہ کر ہی لیا اور پھر وہ میک اپ

باکس لے کر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔
تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے جب میک اپ باکس بند کیا تو و
ایک نئے چہرے کا مالک ہو چکا تھا۔ میک اپ باکس واپس الماری میں ا
کر وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ اور اس نے ایک قیمتی لباس پہنا اور پھر آئ
میں اپنا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر دو با
اس تہہ خانے میں پہنچا جہاں اس کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن ک
تھوڑی ہی دیر بعد اسٹار سے اس کا رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ بلیک سن کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن بار بار یہی فقرہ دوہ
رہا تھا۔

"یس ۔۔۔ اسٹار اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر
اسٹار کی آواز ابھری۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ۔۔۔؟ مارٹن نے پوچھا۔

"باس! ۔۔۔ ابھی تک وہ اطالوی کوٹھی سے باہر نہیں نکلا ۔۔۔ البت
لے ایک اور بات نوٹ کی ہے ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی سے دو مسلح افر
نکلے ہیں ۔۔۔ وہ آپ والی سبز کوٹھی کے گرد چھپے ہوئے ہیں۔ شاید وہ آ
کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں ۔۔۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی کوٹ
کی نگرانی کر رہے ہوں۔ کیونکہ ان کا انداز ایسا ہے کہ دونوں ہی صورتی
ممکن ہو سکتی ہیں۔ اوور" ۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ وہ میری کوٹھی کی کس طرف موجود ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ مار
نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک آدمی دائیں سائیڈ پر ہے ۔۔۔ ایک عقب سے ذرا ہٹ ک

ہے۔ اوور" ۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ان کا خیال رکھو اور جب یہ نگرانی ختم
یں، تب مجھے اطلاع کرنا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے کہا۔

"مگر باس! ۔۔۔ اگر اس دوران وہ اطالوی کوٹھی سے نکل آیا تو ۔۔۔؟
ر" ۔۔۔ اسٹار نے پوچھا۔

"تو تم مجھے اطلاع کر کے اس کی نگرانی کرنا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے
ب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اوور" ۔۔۔ اسٹار نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ مارٹن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کی
نی پر سوچ کی سلوٹیں ایک بار پھر ابھر آئی تھیں۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کوٹھی میں داخل ہو کر عمران کو ختم کرے۔
س کوٹھی سے اس کے نکلنے کا انتظار کیا جائے ۔۔۔؟ کوٹھی میں
مسلح افراد اور پھر نگرانی کرنے والے افراد نے اس کو تذبذب
ڈال دیا تھا۔

ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب
سکے۔ اور مارٹن علی عمران کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اسے ذرا سا
موقع مل گیا تو پھر نہ صرف اس کا ہلاک ہونا ناممکن ہو جائے گا۔
وہ خود بھی اس کے ہاتھوں میں پھنس جائے گا ۔۔۔ اس لئے اس
خر کار یہی فیصلہ کیا کہ عمران کو کوٹھی سے باہر نکلنے دیا جائے۔ اس کے
سی بھی کھلی جگہ پر اسے گھیر کر مارا جا سکتا ہے۔

چنانچہ وہ اب اسٹار کی اطلاع کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ لیکن اسے

انتظار کرتے کرتے آدھا گھنٹہ گذر گیا۔ لیکن اسٹار کی کال وصول نہ ہوئی
اس کو بے چینی سی محسوس ہونے لگی۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کو اٹھایا ا
اس کا بٹن دبا کر اسٹار کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔

لیکن کافی دیر تک کال کرنے کے باوجود جب اسٹار کی طرف سے
کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

ابھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اُسے بیگ میں رکھا ہی تھا
اُسے دروازے سے باہر کھٹکا سا محسوس ہوا اور وہ چونک کر اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس کے اعصاب یکلخت تن گئے تھے۔

مارکوئیس کو مارٹن کے قتل کی ھدایت تو مل گئی اور اس نے حامی بھی بھر لی
تھی لیکن یہاں ماحول ایسا تھا کہ وہ اندھا دھند رسک نہ لے سکتا تھا۔ اُسے
معلوم تھا کہ اگر وہ پکڑا گیا تو کنگ ڈاگ اپنے اصول کے مطابق اس کے پیچھے
نہ آئے گا۔ کنگ ڈاگ نے ہمیشہ ہاتھ پیر بچا کر کام کرنے کی ھدایت کی تھی۔
چونکہ مارٹن کے کمرے کے باہر پولیس والے موجود تھے اس لئے مارکوئیس نے
کوئی خاص موقع ڈھونڈنے تک اپنا مشن ملتوی کر دیا۔

کافی دیر بعد مارکوئیس یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ چار پولیس افسران مارٹن کے
کمرے کا دروازہ کھلوا کر داخل ہو گئے تھے۔ معاملہ اب زیادہ گھمبیر ہوتا چلا جا رہا
تھا۔ مارکوئیس، مارٹن کے سامنے والے خالی کمرے میں چھپا ہوا تھا اور بند
دروازے کی معمولی سی جھری سے نگرانی میں مصروف تھا۔ پولیس افسران
کے اندر جاتے ہی سفید کپڑوں میں نگرانی کرنے والے ایک ایک کر کے چلے
گئے۔ پولیس افسران کو اندر گئے ہوئے جب کافی دیر ہو گئی تو اُسے بے چینی

سی محسوس ہونے لگی۔ لیکن چار پولیس افسران کی موجودگی میں مارٹن پر گولی چلانے کا مطلب صریحاً خودکشی تھی۔ اس لئے مجبوراً وہ انتظار کرتا رہا۔

کافی دیر بعد مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھلا اور مارٹن اکیلا ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے باہر نکلا۔ ابھی مارکوئیس سوچ ہی رہا تھا کہ وہ چاروں پولیس افسران کہاں گئے کہ اسی لمحے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان بھی باہر آگیا۔ یہ نوجوان اس کے سامنے ہی ساتھ والے کمرے میں گیا تھا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق بھی پولیس سے ہے۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے لفٹ میں سوار ہو کر نیچے چلے گئے تو مارکوئیس تیزی سے باہر نکلا اور اس نے مارٹن کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید مارٹن نے چاروں پولیس افسران کو بیہوش کر دیا ہوگا۔ لیکن کمرہ اور باتھ روم دونوں خالی پڑے ہوئے تھے۔

مارکوئیس حیرت کے عالم میں تیزی سے واپس مڑا اور پھر لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں آیا تو مارٹن اس وقت تک وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ سے باہر آیا۔ تو اس نے مارٹن کو کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر دائیں طرف مڑتے ہوئے دیکھا۔ اب وہ موقع آگیا تھا جب وہ اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا چنانچہ اس نے تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ باہر آ کر وہ جیسے ہی دائیں طرف مڑا، وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مارٹن بس اسٹاپ پر کھڑے مسافروں کی طویل قطار میں شامل تھا۔ چونکہ اس کے پیچھے بھی قطار میں پانچ چھ افراد تھے اس لئے وہ صحیح نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ چنانچہ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر خود بھی جا کر بس اسٹاپ کی قطار میں شامل ہو گیا۔ اب مارٹن اس سے سات افراد

آگے تھا۔ لیکن وہاں لوگوں کا ہجوم اتنا تھا کہ مارکوئیس اگر مارٹن کو یہاں گولی مار دیتا تو اس کا بچ نکلنا انتہائی مشکل ہو جاتا۔ چنانچہ وہ خاموش کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک بس میں وہ مارٹن سمیت سوار ہو گیا۔ اس نے آخری اسٹاپ کا ٹکٹ لے لیا۔ کیونکہ مارٹن کو اس سے کافی دور نشست ملی تھی اور بس کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور اسے معلوم نہ تھا کہ مارٹن نے کہاں کا ٹکٹ لیا تھا۔ چوتھے اسٹاپ پر مارٹن اچانک اتر گیا۔ اور مارکوئیس کو نکلنے میں چند لمحوں کی دیر ہو گئی اور پھر وہ نیچے اتر کر جب مارٹن کو تلاش کرنے لگا تو اس نے مارٹن کو ایک ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ٹیکسی اس کے سامنے ہی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور مارکوئیس حیران پریشان ادھر اُدھر خالی ٹیکسی کو تلاش کرتا رہ گیا۔ اور پھر اسے خالی ٹیکسی ملتے ملتے دس منٹ لگ گئے۔ مارکوئیس نے اسے تیز رفتاری سے سیدھا چلنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی ایک بڑا نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

"حکم جناب" ــــ ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"زیرو سکس تھری نائن نمبر کی ٹیکسی دس منٹ پہلے چلی ہے ــــ اسے ٹریس کر کے اس کا تعاقب کرنا ہے" ــــ مارکوئیس نے تیز لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی کی رفتار تیز کر دی۔ وہ گاڑیوں کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

آگے چوک پر پہنچ کر اس نے ٹیکسی کی رفتار آہستہ کر لی۔ شاید وہ سوچ رہا تھا کہ اب کس طرف کو مڑے۔ مارکوئیس بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اسے بھی معلوم نہ تھا کہ مارٹن کی ٹیکسی کس طرف کو گئی ہے۔

"آپ کا آدمی کسی رہائشی کالونی کی طرف گیا ہوگا ــــ یا تجارتی علاقے

کی طرف" —— ؟ ڈرائیور نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہالسٹی کالونی کی طرف ہی گیا ہوگا" —— مارکوئیس نے چند لمحے سوچتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی دائیں طرف موڑ لی اور پھر اسی طرح وہ مختلف چوکوں سے ٹیکسی موڑتا چلا گیا لیکن مارٹن کی ٹیکسی کہیں بھی نظر نہ آئی۔

جب وہ انگلن روڈ پر پہنچے تو اچانک وہی ٹیکسی انہیں واپس آتی دکھائی دی۔ وہ خالی تھی۔ ڈرائیور نے ہاتھ باہر نکال کر اُسے روکا۔

"مسافر کہاں اتارا ہے دوست" —— ؟ ٹیکسی ڈرائیور نے آنکھ مارتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے چوک پر" —— اس ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"آپ کا آدمی چوک پر اترا ہے جناب" —— ڈرائیور نے چوک کے قریب کار روکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں سمجھ گیا —— تھینک یُو" —— مارکوئیس نے جواب دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اب وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ ٹریفک اس روڈ پر خاصی تھی۔ فٹ پاتھوں پر بہت سے افراد پیدل بھی چل رہے تھے۔ لیکن مارٹن اُسے کہیں بھی نظر نہ آرہا تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یقین تھا کہ یہیں کہیں قریب ہی کسی کوٹھی میں گھسا ہوگا لیکن کس کوٹھی میں —— ؟ یہی بات اُسے معلوم نہ تھی اب ظاہر ہے وہ ہر کوٹھی میں گھس کر تو مارٹن کی تلاش نہ کر سکتا تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پوری انگلن روڈ گھومنے کے بعد

واپس مڑا تو اچانک ایک کوٹھی کی بالکونی سے اُسے چمک سی محسوس ہوئی۔ وہ ایک درخت کی آڑ میں ہو کر اس جگہ کو غور سے دیکھنے لگا۔ چمک کئی بار اُسے دکھائی دی۔ اب وہ چمک کو چیک کر چکا تھا۔ یہ دُوربین کے شیشے کی چمک تھی اور سبز رنگ کی ایک چھوٹی سی کوٹھی کی بالکونی کے پیچھے کھڑکی میں سے دکھائی دے رہی تھی۔ اس کوٹھی میں سے کوئی دُوربین سے چیک کر رہا تھا۔ وہ خاموش کھڑا دیکھتا رہا۔

چند لمحوں بعد چمک ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کھڑکی بھی بند ہو گئی مارکوئیس کو کسی کی شکل نظر نہ آئی تھی۔ ابھی وہ کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب مارٹن کو کہاں ڈھونڈے کہ تھوڑی دیر بعد اس نے سبز رنگ کی کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا اور اس میں سے دو افراد تیزی سے باہر نکلے اور سبز رنگ کی کوٹھی کی سائیڈ میں آکر مخصوص جگہوں پر چھپ گئے۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ مارکوئیس خاموش کھڑا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ واکر کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دے کر یہاں سے نکل جائے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ واکر نے ناکامی کی رپورٹ سنتے ہی اُسے پہلی فرصت میں گولی مار دینی ہے۔ یہ بھی ان کے گروپ کا اصول تھا۔ اچانک اُسے ایک خیال آیا کہ کیوں نہ اس سبز رنگ کی کوٹھی میں گھس کر کسی شخص کو ختم کر دے اور پھر واکر کو رپورٹ دے دے کہ اس نے مارٹن کو ختم کر دیا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ مارٹن کا رابطہ واکر کے ساتھ ہو۔ اور اس طرح وہ پھنس جائے۔

"بھائی صاحب! —— آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں" —— ؟ اچانک اُسے ایک آواز سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا۔ تو ایک دربان ٹائپ کا شخص

اس کے قریب کھڑا اُسے بڑے مشکوک انداز میں دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید پچھلی کوٹھی کا دربان تھا۔

"میرا ایک دوست یہاں آیا ہے ——— مجھے اس کی کوٹھی کا نمبر نہیں معلوم ——— اُسے تلاش کر رہا ہوں" ——— مارکوپیس نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب آیا ہے ——— ؟ کیا نام ہے اس کا" ——— ؟ دربان نے پوچھا۔

"اس کا نام گارنر ہے ——— ابھی پندرہ منٹ پہلے یہاں پہنچا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بیگ تھا اور اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا"

مارکوپیس نے مارٹن کا نام تو غلط بتا دیا البتہ لباس مارٹن کا ہی بتا دیا۔

"اوہ! ——— وہ صاحب تو اس سامنے والی خالی کوٹھی میں گئے ہیں میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا ہے" ——— دربان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— بہت بہت شکریہ" ——— مارکوپیس اس اتفاق پر حیران رہ گیا کہ جب کلیو ملنے پر آتا ہے تو کس طرح مل جاتا ہے۔

"ہاں! ——— میں کوٹھی کے باہر پہرہ دے رہا تھا ——— میں نے انہیں خود اندر جاتے دیکھا ہے ——— بڑا خوبصورت سا آدمی ہے آپ کا دوست!"

دربان نے کہا اور مارکوپیس کو یقین آ گیا کہ دربان نے ٹھیک حلیہ بتایا ہے۔

"شکریہ! ——— آپ نے میری الجھن دور کر دی" ——— مارکوپیس نے کہا اور پھر تیزی سے سبز رنگ کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دربان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ وہ پچھلی کوٹھی کی طرف جا رہا تھا۔

مارکوپیس آگے بڑھتا ہوا اچانک سائیڈ کی گلی میں گھس گیا کیونکہ اُسے

معلوم تھا کہ سبز کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے براہ راست اندر جانے سے وہ چیک ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے سائیڈ کی کوٹھی سے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

سائیڈ روڈ سے گذر کر وہ سبز کوٹھی کے عقب میں بنی ہوئی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ عقبی کوٹھی کے گیٹ پر بڑا سا تالا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ اب مارکوپیس کے راستے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی۔

اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کوٹھی کی چھوٹی سی دیوار کو آسانی سے پھاند گیا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ کوٹھی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا عقبی دیوار تک پہنچ گیا۔ اس طرف سبز کوٹھی کی عقبی دیوار تھی۔ مارکوپیس چند لمحے خاموش کھڑا دوسری طرف سے ہونے والی کسی آہٹ کا جائزہ لیتا رہا۔ لیکن سبز کوٹھی میں بھی خاموشی تھی۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ کوٹھی کی عقبی دیوار پر چڑھ گیا۔ اندر خاموشی طاری تھی وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ اور پھر دبے قدموں چلتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کے اندر پہنچ کر اس نے تمام کمرے چیک کر ڈالے۔ مگر وہاں کوئی شخص موجود نہ تھا۔ اب تو وہ بے حد حیران ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر مارٹن کہاں گیا۔ اور اچانک اُسے ایک دروازے کی جھری میں روشنی سی نظر آئی وہ ٹھٹھک گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا تو نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں پر روشنی تھی اور سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور

دروازہ نظر آرہا تھا جو یقیناً کسی تہہ خانے کا دروازہ تھا۔

مارکوئیس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر انتہائی آہستگی سے چلتا ہوا سیڑھیاں اترتا گیا۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر اچانک اس کا پیر پھسلا اور اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کے لیے دیوار کا سہارا لیا تو ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور دیوار سے ٹکرا گیا۔ کھٹکا سا ہوا لیکن مارکوئیس گرنے سے بچ گیا۔ وہ چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ لیکن جب بند دروازے کی دوسری طرف کوئی ردعمل نہ ہوا تو اس نے آہستگی سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اس نے ایک طرف ہو کر اندر جھانکا۔ اُسے کمرے کے اندر دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب دکھائی دی اور اس مشین کو دیکھتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ وہ اس مشین کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ پاورلینڈ کے ہیڈکوارٹر سے رابطے کی خصوصی مشین تھی اور مارکوئیس، کنگ ڈاگ کے دفتر کے نیچے بنے ہوئے خفیہ کمرے میں اس مشین کو اچھی طرح دیکھ چکا تھا۔ مشین کو دیکھتے ہی اس کا ذہن گھوم گیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ مارٹن پاورلینڈ کا شہری ہے"۔۔۔ اس نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مارٹن سنو!۔۔۔ اگر تم اندر موجود ہو تو میری بات سنو!۔۔۔ میں بھی پاورلینڈ کا آدمی ہوں۔۔۔ کنگ ڈاگ کا آدمی۔۔۔ مجھے شاید غلطی سے تمہیں قتل کرنے کا مشن سونپا گیا ہے۔۔۔ اگر تم واقعی پاورلینڈ کے آدمی ہو تو میں تمہیں قتل نہیں کر سکتا۔۔۔ کیونکہ پاورلینڈ کے ہر آدمی کی حفاظت ہم سب کا فرض ہے"۔۔۔ مارکوئیس نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم کون ہو۔۔۔ اور کس نے تمہیں بھیجا ہے"۔۔۔؟ اندر سے ایک

کرخت آواز سنائی دی۔

"میرا نام مارکوئیس ہے۔۔۔ مجھے کنگ ڈاگ کے نمبر ٹو واکر نے تمہارے قتل کا حکم دیا تھا"۔۔۔ مارکوئیس نے جواب دیا۔

"میں پاورلینڈ کے ہیڈکوارٹر کا آدمی ہوں۔۔۔ چیف باس کا خاص آدمی۔۔۔ واکر پاورلینڈ کا غدار ہے۔۔۔ اگر تم پاورلینڈ کے آدمی ہو تو اپنا ریوالور اندر پھینک دو"۔۔۔ اندر سے سخت لہجے میں کہا گیا اور پھر مارکوئیس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اندر پھینک دیا۔ دوسرے لمحے ایک شخص تیزی سے دروازے میں نمودار ہوا مگر اس کی شکل دیکھتے ہی مارکوئیس بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ وہ مارٹن ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔

"تم۔۔۔ تم مارٹن تو نہیں ہو"۔۔۔ مارکوئیس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں میک اپ میں ہوں۔۔۔ اندر آجاؤ"۔۔۔ دروازے پر کھڑے ہوئے آدمی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور مارکوئیس اندر تہہ خانے میں داخل ہو گیا۔

"مجھے تفصیل بتاؤ کہ تم میرے پیچھے یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے"۔۔۔؟ مارٹن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی ایک پنڈلی ننگی کر دی اور مارکوئیس کی نظریں اس کی پنڈلی پر جم گئیں جہاں ہیڈکوارٹر کی مخصوص نیلی لکیر صاف نظر آرہی تھی۔

"ہاں!۔۔۔ نگرانی تو ہو رہی ہے۔۔۔ سامنے والی کوٹھی کے دو آدمی موجود ہیں۔ مگر میں عقبی کوٹھی پھلانگ کر اندر گھسا ہوں"۔۔۔ مارکوئیس نے بتایا اور پھر اس نے کیفے شائی لاک سے لیکر اب تک کے تمام واقعات

تفصیل سے سنا دیتے۔ اس کو اب مارٹن کے ہیڈ کوارٹر کے آدمی ہونے کا مکمل ثبوت مل چکا تھا۔

" ہوں! ___ اس کا مطلب ہے کہ واکر اب کھل کر غداری پر اُتر آیا ہے اب مجھے پہلے اس کا بندوبست کرنا ہوگا ___ تمہارا گروپ میں کیا نمبر ہے"۔ مارٹن نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

" نمبر تھری ___ میں واکر کے بعد ہوں" ___ مارکوپَس نے جواب دیا۔

" او۔ کے! ___ پھر تم ہی اس گروپ کے انچارج بننے کے لائق ہو۔ میں ابھی چیف باس سے رابطہ قائم کر کے تمہاری سفارش کرتا ہوں۔ دروازہ بند کر دو" ___ مارٹن نے غصیلے لہجے میں کہا اور مارکوپَس نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

مارٹن غصے میں بل کھاتا ہوا سٹول پر بیٹھ کر مشین کو آن کرنے میں مصروف ہوگیا۔ مارکوپَس ساتھ ہی خاموش کھڑا تھا اور اپنے انچارج بننے کا سن کر اس کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔

صفدر جب پبلک فون بوتھ کے قریب پہنچا تو بوتھ پر لگا ہوا "آؤٹ آف ورک" کا بورڈ دیکھ کر اس کا منہ بن گیا۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ نزدیکی کیفے سے فون کرے۔ چنانچہ وہ مڑ کر کیفے کی طرف بڑھنے لگا۔ کیفے میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ لیکن کاؤنٹر پر اُسے ٹیلیفون سیٹ نظر نہ آیا۔

" فرمایئے" ___ کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی لڑکی نے صفدر کے قریب آتے ہی کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" مجھے فون کرنا ہے" ___ صفدر نے کہا۔

" اوہ سوری! ___ ابھی ہمارے کیفے کو فون نہیں ملا ___ ہم نے ابھی حال ہی میں کیفے کا افتتاح کیا ہے ___ آپ باہر پبلک بوتھ سے کال کر لیں" ___ لڑکی نے جواب دیا۔

" لیکن اس پر "آؤٹ آف ورک" کا بورڈ لگا ہوا ہے" ___ صفدر نے

جواب دیا۔

"ارے آپ دائیں طرف والے پبلک بوتھ کی طرف گئے ہوں گے۔ وہ تو آؤٹ آف ورک ہے ___ بائیں طرف بھی فون بوتھ ہے۔ وہ صحیح کام کر رہا ہے" ___ لڑکی نے کہا۔

"شکریہ" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر واپس گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

کیفے سے نکل کر وہ بائیں طرف مڑتا چلا گیا۔ کیفے کے اختتام پر ذرا سا ہٹ کر فون بوتھ موجود تھا۔ صفدر اس کے قریب پہنچا تو اس نے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو اندر موجود پایا۔ اس نوجوان کا رخ سڑک کی طرف تھا جب کہ صفدر سائیڈ سے آیا تھا اس لئے شاید وہ اسے نہ دیکھ سکا تھا۔ بوتھ کی سائیڈ کا اندھا شیشہ درمیان سے کٹا ہوا تھا۔ شاید اسے ہوا کے نکاس کے لئے گول کاٹا گیا تھا۔ نوجوان کی آواز باہر آ رہی تھی اور پھر صفدر کے کانوں میں جیسے ہی اس کی آواز پڑی، وہ ٹھٹھک گیا۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ آہستہ سے آگے بڑھتا ہوا اندھے شیشے کے ساتھ چپٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اندر کھڑے نوجوان کو وہ اس وقت تک نظر نہ آسکتا تھا جب تک وہ فون بوتھ سے نکل کر مڑ کر سائیڈ میں نہ پہنچ جاتے۔

"میں نے اس اطالوی کو ایک بڑا سا اوور کوٹ پہنے ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے دیکھا ___ چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ ہمارا اصل شکار وہی اطالوی ہے اس لئے میں نے اس کی ٹیکسی کا تعاقب کیا۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انگلن روڈ پہنچا اور ایک کیفے کے سامنے اتر گیا ___ ٹیکسی چلے جانے کے بعد وہ پیدل چلتا ہوا یہاں کی ایک کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ یہ کوٹھی کسی

ڈاکٹر وکسی کی ہے ___ وہ اب تک کوٹھی کے اندر ہے۔ اوور" ___ نوجوان کہہ رہا تھا اور پھر اوور کا لفظ سن کر صفدر سمجھ گیا کہ نوجوان نے بظاہر رسیور اٹھا رکھا ہے لیکن وہ بات ٹرانسمیٹر پر کر رہا ہے۔ وہ دراصل اطالوی کے لفظ سے چونکا تھا اس سے پہلے ہسپتال کا لفظ بھی اس کے کانوں میں پڑ چکا تھا۔

"یس سر ___ میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے اندر داخل ہوتے دیکھا ہے ___ اور میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اوور" ___ نوجوان نے دوسری طرف سے کوئی بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کیفے کے پاس ایک پبلک بوتھ میں کھڑا ہوں ___ بظاہر میں نے رسیور اٹھا رکھا ہے لیکن واچ ٹرانسمیٹر پر آپ سے بات کر رہا ہوں یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اوور" ___ نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"دس منٹ ہو گئے ہیں جناب! ___ بوتھ خالی نہ تھا اس لئے میں انتظار کرتا رہا ___ اس کے علاوہ چونکہ یہ سڑک خاصی پر ہجوم ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ مجھے مشکوک سمجھ لیا جاتا۔ اوور" ___ نوجوان باتوں میں مصروف تھا صفدر صرف اس کی آواز ہی سن سکتا تھا۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ وہ نوجوان دوسری طرف سے بات سن رہا تھا۔

"یس سر ___ مگر کوٹھی میں آپ کب پہنچے ___ میں نے تو آپ کو چیک نہیں کیا۔ اوور" ___ نوجوان کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور اس بار صفدر واقعی اچھل پڑا۔ سبز کوٹھی کا حوالہ سنتے ہی وہ ساری بات سمجھ گیا کہ یہ نوجوان مارٹن کا ساتھی ہے۔ کیونکہ مارٹن اس کے سامنے ہی سبز کوٹھی میں داخل ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران ہسپتال سے نکل کر یہاں کسی ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ اور یہ نوجوان ہسپتال سے تعاقب کرتا ہوا

یہاں تک پہنچا ہے۔ اسے شاید مارٹن کے یہاں آنے کی اطلاع نہیں ہے اس لئے وہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔

اُسی لمحے اُسے رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور صفدر چونک کر تیزی سے پلٹا اور فون بوتھ کے دروازے کے عقبی طرف پلٹ گیا۔

نوجوان فون بوتھ سے نکل کر مڑا اور پھر سڑک کراس کرتا ہوا ایک بکسٹال کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر سمجھ گیا کہ وہ اب بکسٹال پر ٹھہر کر نگرانی کرے گا اُسے شاید نگرانی کا حکم ملا ہوگا۔ جب اس نوجوان کی فون بوتھ کی طرف پشت ہوئی تو صفدر تیزی سے فون بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر خانے میں ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے جولیا کے ہوٹل کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس ۔۔۔ سٹی چارمنگ ہوٹل" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز رسیور میں سنائی دی۔

"کمرہ نمبر ایک سو بارہ ۔۔۔ مس ریٹا سے بات کرا دیں" ۔۔۔ صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ریٹا سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

"مس ریٹا ۔۔۔ میں چارلی بول رہا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے اپنا نیا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ چارلی ۔۔۔ تم کہاں غائب ہو گئے تھے ۔۔۔ میں اب خود تمہاری تلاش کے لئے جانے والی تھی" ۔۔۔ جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس ریٹا ۔۔۔ میں ایک خاص کلیو کے پیچھے تھا ۔۔۔ آپ کو ہسپتال

کے واقعات کا تو علم ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ابھی ابھی وکٹر کا بھی فون آیا تھا ۔۔۔ بلیک پولیس ہیڈکوارٹر میں ہے۔ تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں" ۔۔۔؟ جولیا نے جواب دیا

"وکٹر نے کہاں سے فون کیا تھا" ۔۔۔؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ۔۔۔ البتہ اس نے مفرور حملہ آور کی تلاش کا کہا ہے اور اس نے کسی ڈاکٹر وکسی کے فون نمبر زیرو الیون زیرو پر رپورٹ دینے کے لئے کہا ہے" ۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"میں سمجھ گیا ۔۔۔ میں نے حملہ آوروں کے سرغنہ کو تلاش کر لیا ہے۔ اور نہیں ۔۔۔ کسی کو مفرور حملہ آور کی تلاش میں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کار کے ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"حملہ آوروں کا سرغنہ ۔۔۔ مگر وہ کہاں ہے" ۔۔۔؟ جولیا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر وکسی کی سامنے والی کوٹھی میں ۔۔۔ اس کا ایک ساتھی بھی میری نظروں میں آچکا ہے ۔۔۔ بہرحال میں وکٹر سے براہ راست بات کر لیتا ہوں۔ کیونکہ دیر خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ اوکے" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جولیا کی بات سنے بغیر اس نے کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے اور سکے نکال کر بوتھ میں ڈالے۔ یورپ کا ماحول چونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہاں سکوں کے بغیر فون نہیں ہو سکتا اس لئے کوٹ کی چھوٹی جیب وہ سکوں سے بھر لیتا تھا۔

سکے ڈال کر صفدر نے زیرو الیون زیرو نمبر گھمائے۔ چند لمحے دوسری طرف

گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈاکٹر ڈوکسی ریذیڈنٹس" ___ ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

"یہاں ایک اطالوی آئے ہوں گے ___ وہ میرے ساتھی ہیں۔ ان سے ایمرجنسی بات کرنی ہے ___ انہیں کہہ دیں کہ لائن پر چارلی ہے" ___ صفدر نے کہا۔ اس نے عمران کا نام اس لئے نہ لیا تھا کہ معلوم نہیں عمران نے اپنے آپ کو کیا کہہ کر متعارف کرایا ہو۔

"اوہ پرنس! ___ وہ تو کار میں بیٹھ کر جا رہے ہیں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"انہیں فوراً روکیں اور میری بات کرائیں ___ یہ ضروری ہے" ___ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوکے ___ آپ ہولڈ کریں ___ اگر وہ چلے نہیں گئے تو میں بات کراتا ہوں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ہلکی سی کھنک کی آواز سنائی دی۔

"یس چارلی چیلپن صاحب! ___ فرمایئے! ___ آجکل کونسی فلم چل رہی ہے" ___ رسیور پر عمران کی مخصوص آواز ابھری اور صفدر کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"فلم آپ کے سامنے والی کوٹھی میں چل رہی ہے ___ مار دھاڑ سے بھرپور" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ___ وہاں سے تو خود فلم دیکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ شاید دوربین سے" ___ عمران کی آواز سنائی دی۔

"ہو سکتا ہے ___ بہرحال آپ پر ہسپتال میں حملہ اور دونوں افراد اور آپ

کی کار پر بم پھینکنے والے گروپ کا سرغنہ سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہے ___ اس کا نام مارٹن ہے ___ وہ پہلے کیفے شالی لاک میں رہائش پذیر تھا۔ اس نے وہاں چار پولیس آفیسروں کو عجیب ساخت کے پستول سے دھوئیں میں تبدیل کر دیا اور خود یہاں آگیا ___ اس کا ایک ساتھی بھی یہاں قریب ہی موجود ہے جس نے آپ کو ڈاکٹر ڈوکسی کی کوٹھی میں داخل ہوتے چیک کیا ہے اور مارٹن کو اس کی اطلاع بھی دے دی ہے۔ وہ آپ کا تعاقب ہسپتال سے کر رہا تھا" ___ صفدر نے کہا۔

"اوہ! ___ تم تو پیر چھوٹی شاہ ٹائپ کی الہامی باتیں کر رہے ہو ___ مجھے تفصیل بتاؤ" ___ اس بار عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

اور پھر صفدر نے ہوٹل سٹی چارمنگ سے نکل کر عمران کو فون کرنے تک کے تمام واقعات تفصیل سے سنا دیئے۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ یہ پاور لینڈ کا دوسرا گروپ ہے۔ بہرحال تم نے بے حد کام کی بات معلوم کی ہے ___ اس کا ساتھی کہاں ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ سامنے ایک بک سٹال پر کھڑا شاید آپ کی کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"اس کا پورا حلیہ اور لباس کے متعلق بتاؤ" ___ عمران نے پوچھا اور صفدر نے اس نوجوان کا حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دیں۔

"اوکے! ___ تم وہیں ٹھہرو ___ جب کچھ لوگ اس آدمی کو اغوا کر کے ڈاکٹر ڈوکسی کی کوٹھی میں لے جائیں تو تم مارٹن کی کوٹھی کے قریب پہنچ جانا ___ میں میک اپ میں کوٹھی سے نکل کر آؤں گا اور پھر مارٹن سے

بھی بات ہو جائے گی" ـــــ عمران نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سُن کر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا فون بوتھ سے باہر نکلا۔ اس نے ایک نظر اس بکسٹال پر ڈالی جہاں مارٹن کا آدمی موجود تھا۔ وہ ایک موٹا سا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ صفدر اطمینان سے چلتا ہوا اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اس نے ایک پولیس کار کو اس موٹر سائیکل کے قریب رکتے دیکھا اور صفدر یوں تیزی سے سڑک کی طرف مڑ گیا جیسے اُسے بھوت نظر آ گئے ہوں۔ وہ بال بال بچا تھا۔ موٹر سائیکل کے مالک نے یقیناً چوری کی رپورٹ لکھوا دی تھی اور پولیس نے وہ موٹر سائیکل برآمد کر لی تھی اب ظاہر ہے صفدر اس پر سوار ہوتا تو وہ بھی ساتھ ہی برآمد ہو جاتا۔ چنانچہ اس نے سڑک کراس کرنے میں ہی عافیت سمجھی اور پھر سڑک کراس کر کے وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس بکسٹال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں مارٹن کا ساتھی موجود تھا۔ بکسٹال سے دو دکانیں پہلے ایک برگر شاپ تھی۔ صفدر اس کے کاؤنٹر پر رکا اور اس نے ایک برگر طلب کیا۔ اب ظاہر ہے اُسے انتظار کرنا تھا اور اس نے سوچا کہ انتظار کے دوران اگر برگر ہی کھا لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

"کیا بات ہے ـــ کس کا فون تھا پرنس" ـــــ ڈاکٹر دکسی نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

عمران اس وقت رسیور رکھ کر مڑا ہی تھا۔

عمران کار میں بیٹھ ہی رہا تھا کہ ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ کوئی چارلی ان سے ایمرجنسی بات کرنا چاہتا ہے اور چارلی کا نام سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ کال صفدر کی ہوگی۔ ظاہر ہے صفدر نے کسی خاص بات کے لئے ہی جولیا کو رپورٹ دینے کی بجائے براہ راست کال کرنا مناسب سمجھا ہوگا۔

"وہ جس کی تلاش میں ہم کنوؤں میں بانس ڈالنے کی تیاریاں کر رہے تھے وہ آپ کا ہمسایہ نکلا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں ـــ میرا ہمسایہ" ـــــ ڈاکٹر دکسی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــ مجھ پر حملہ کرنے والے گروپ کا سرغنہ ـــ دوسرے لفظوں

میں پاورلینڈ کا آدمی سامنے والی سبز رنگ کی کوٹھی میں موجود ہے۔ اس کا نام مارٹن ہے ـــــ اس کا ایک ساتھی یہاں سے قریب چوک پر ایک کمٹ پر موجود ہے“ ـــــ عمران نے بتایا۔

”اوہ ـــ اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ اُسے یہاں اغوا کرا لوں ـــ مگر تم نے نگرانی کا چکر چلا دیا“ ـــــ ڈاکٹر وکسی نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”نگرانی کے نتیجے میں ہی تو معلوم ہوا کہ وہ کون ہے ـــــ ورنہ شاید معلوم ہی نہ ہوتا۔ اور اس کا ساتھی اپنے پورے گروپ کو طلب کرا لیتا۔ آپ ایسا کریں کہ اپنے آدمی بھیج کر اس کے ساتھی کو اغوا کرا لیں ـــــ مارٹن سے میں خود نمٹ لونگا“ ـــــ عمران نے کہا۔

”اس کا حلیہ بتاؤ ـــــ ابھی پانچ منٹ میں وہ یہاں ہوگا“ ـــــ ڈاکٹر وکسی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

عمران نے صفدر کا بتایا ہوا حلیہ ڈاکٹر وکسی کو سُنا دیا۔

ڈاکٹر وکسی حلیہ سنتے ہی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور عمران ظاہر ہے اب باہر جا کر کیا کرتا۔ وہ وہیں کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش ان لوگوں کے جسموں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ رچرڈ کی پنڈلی تو صاف تھی۔ وہ دراصل فن لینڈ آیا ہی اس لئے تھا کہ یہاں پاورلینڈ کے کسی ایسے آدمی کو ڈھونڈ نکالے جس کی پنڈلی میں ٹرانسمٹ فیوز موجود ہو۔ وہ اس ٹرانسمٹ فیوز کو درست حالت میں حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اُس پر ریسرچ کر کے وہ خود اس نظام کو سمجھ سکے۔ اور اس کے بعد وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں میں وہ ٹرانسمٹ فیوز لگا کر پاورلینڈ میں داخلے کا راستہ بنا سکے۔

جب ڈاکٹر وکسی کو کمرے سے گئے ہوئے دس منٹ سے بھی زیادہ وقت گذر گیا تو عمران اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ ڈاکٹر وکسی پورچ میں موجود تھا۔ عمران جب ڈاکٹر کے پاس پہنچا تو اسی لمحے کوٹھی کے ادھ کھلے پھاٹک سے ایک کار اندر داخل ہوئی۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی پورچ میں رکی اور دوسرے لمحے اس کے دروازے کھلے اور دو افراد نے باہر نکل کر ایک بیہوش آدمی کو باہر کھینچ لیا۔ اس پر نظریں ڈالتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ مارٹن کا ساتھی ہے۔

”یہ آگیا پرنس“ ـــــ ڈاکٹر وکسی نے مسکراتے ہوئے بیہوش آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اسے اٹھا کر اندر پہنچاؤ ـــــ میں ذرا اس کو ٹٹول لوں کہ اس کے جسم پر کیا گوشت ہے“ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر ڈاکٹر وکسی کے اشارے پر ان میں سے ایک نے اُسے اٹھا کر کندھے پر لادا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور ڈاکٹر وکسی اس کے پیچھے تھے۔ عمران کے کہنے پر اس بیہوش آدمی کو ایک صوفے پر ڈال دیا گیا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے اس کی پتلون کے پائنچے اوپر کی طرف کر دیئے۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس آدمی کی پنڈلی پر نیلے رنگ کی وہ مخصوص لکیر صاف نظر آ رہی تھی۔ جو اس نے لیڈی ایشلے کی پنڈلی پر دیکھی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ٹرانسمٹ فیوز اس کی پنڈلی میں موجود ہے۔

”ڈاکٹر! ـــ فوراً لیبارٹری میں چلو ـــ یہ میرے مطلب کا آدمی ہے“۔ عمران نے تیزی سے جھک کر اس آدمی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر تیزی سے لیبارٹری کی طرف تقریباً بھاگنے لگا ڈاکٹر وکسی اس کے پیچھے تھا۔

لیبارٹری کے بند دروازے پر پہنچ کر عمران رک گیا۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ اُسے صرف یہ خطرہ تھا کہ کہیں پاور لینڈ ہیڈکوارٹر والے اسے چیک نہ کر رہے ہوں اور وہ ٹرانسمٹ فیوز ہی نہ اڑا دیں۔

ڈاکٹر ___ دکسی نے آگے بڑھ کر لیبارٹری کا بند دروازہ کھولا اور عمران نے آگے بڑھ کر اُسے بنچ پر لٹا دیا۔

"ڈاکٹر! ___ میں نے اس کا آپریشن کرنا ہے ___ گہری بیہوشی کی دوا" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تیز دھار خنجر نکالتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر دکسی سر ہلاتا ہوا ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر واپس آکر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور اُسے بنچ پر بیہوش پڑے ہوئے شخص کی ناک سے لگا دیا۔ ڈھکن کھلتے ہی بوتل میں سے گیس اس طرح نکلی جیسے پریشر سے پھینکی جا رہی ہو۔ اور دوسرے لمحے ڈاکٹر نے بوتل ہٹا کر ڈھکن دوبارہ لگا دیا۔

"اب یہ چار پانچ گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتا ___ اور یہ بیہوشی اتنی گہری ہو گی کہ اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دو ___ اسے محسوس بھی نہ ہو گا" ___ ڈاکٹر دکسی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتے ہوئے اس کی ننگی پنڈلی پر جھک گیا۔

عمران نے خنجر کی مدد سے بڑی مہارت سے اس کی پنڈلی کے گوشت کو اس نیلی لکیر کے قریب سے کاٹنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد خنجر لہو سے لتھڑ چکا تھا اور عمران کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی چپٹی سی پتی موجود تھی۔ جس جگہ سے عمران نے وہ چپٹی پتی نکالی تھی وہاں اب شگاف نظر آ رہا تھا جس میں سے خون نکل رہا تھا۔

"تم اس کا زخم بند کرو ڈاکٹر! ___ میں اسے چیک کروں" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خنجر ایک طرف پھینک کر اس نے جیب سے ایک پتلی سی تار نکالی اور اس کے چپٹے سرے کو اس نے پتی سے چھوا۔ اس کے ہاتھ میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"ڈاکٹر! ___ تمہارے پاس سائنس لیبارٹری تو نہیں ہو گی" ___ عمران نے مڑ کر پوچھا۔

"میرے پاس تو نہیں ہے ___ البتہ یہاں سے قریب ہی ڈاکٹر آلیری کی لیبارٹری موجود ہے۔ وہ میرا دوست ہے" ___ ڈاکٹر دکسی نے جو اس آدمی کی پنڈلی کے زخم پر دوا ڈال رہا تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ بھروسے کا آدمی ہے" ___؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ___ بھروسے کا آدمی ہے" ___ ڈاکٹر دکسی نے جواب دیا۔

"گڈ! ___ تم مجھے فوراً وہاں لے چلو ___ جلدی جس قدر بھی جلدی ہو سکے" ___ عمران نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں آؤ چلو ___ مگر وہ سامنے والی کوٹھی میں موجود سرغنہ کا کیا ہو گا؟" ڈاکٹر نے کہا۔

"کیا تم اُسے اغوا کرا سکتے ہو" ___؟ عمران نے لیبارٹری کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ___ کیوں نہیں ___ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا" ___ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"تو اُسے اغوا کرا لو ___ زندہ یا مُردہ ___ جس حالت میں بھی چاہو" ___ عمران نے کہا اور ڈاکٹر نے سر ہلا دیا۔ پھر ڈاکٹر تو باہر نکل کر اپنے آدمیوں

کو ھدایات دینے میں مصروف ہوگیا۔ البتہ عمران کو صفدر کا خیال آگیا۔ اس نے ٹرانسمٹ فیوز اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔

جب ڈاکٹر وکسی نے اپنے آدمیوں کو ھدایات دے دیں تو وہ کار میں بیٹھ گیا۔ عمران اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

" باھر ذرا کار روکنا ——— میں اپنے آدمی کو ساتھ لے لوں" ——— عمران نے کہا اور ڈاکٹر نے سر ھلا دیا۔

ڈاکٹر نے کار کوٹھی سے باھر نکال کر ایک طرف کر کے روک دی اور عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر اسے سبز کوٹھی سے ذرا ہٹ کر ایک درخت کے ساتھ کھڑا صفدر نظر آگیا۔ عمران نے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص اشارہ کیا تو صفدر چونک پڑا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

" صفدر! ——— کار میں بیٹھو" ——— عمران نے اس کے قریب آتے ہی آہستہ سے کہا اور صفدر خاموشی سے سر ھلاتا ہوا کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ عمران نے آگے والی نشست سنبھال لی اور پھر عمران کے کہنے پر ڈاکٹر وکسی نے کار آگے بڑھا دی۔

صفدر ڈاکٹر وکسی کی وجہ سے خاموش تھا جب کہ عمران جیب سے وہ ٹرانسمٹ فیوز نکال کر اس کے معائنے میں غرق ہوگیا۔ اس لئے کار میں خاموشی ہی طاری رہی۔

مارٹن نے مشین کا سوئچ آن کیا اور پھر جیسے ہی سکرین روشن ہوئی اس نے گفتگو نشر کرنے والا سوئچ دبا دیا۔ سکرین پر پہلے تو آڑھی ترچھی لکیریں سی نمودار ہوئیں پھر سکرین پر سرخ رنگ چھا گیا۔ اس سرخ رنگ میں مختلف رنگوں کا بنا ہوا دائرہ تیزی سے پھیلنے اور سمٹنے لگا۔ اور مارٹن کے ساتھ ساتھ مارکو میں بھی چوکنا ہوگیا۔ کیونکہ اس دائرے کا مطلب تھا کہ دوسری طرف سے انہیں سکرین پر باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے۔ اس خصوصی مشین میں یہ خاصیت تھی کہ اس پر ہونے والی کال کو دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی بھی ٹرانسمیٹر پر چیک نہ کیا جا سکتا تھا اور ھیڈ کوارٹر میں ایسی مشینری موجود تھی کہ کال کرنے والے کی آواز اور اس کی تصویر کو کمپیوٹر کے ذریعے ایک لمحے میں چیک کر لیا جاتا تھا اور رابطہ بھی اسی صورت میں قائم ہو سکتا تھا جب کہ کمپیوٹر مشین چلانے والے کو اوکے کر دیتا۔

" ہیلو ——— ہیلو مارٹن کالنگ چیف باس۔ اوور" ——— سکرین پر

سمٹتے پھیلتے دائرے کو دیکھتے ہی مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ہنری سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

"باس! ۔۔۔ اہم اطلاعات دینے کے لئے کال کی ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے مختصر لفظوں میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مارٹن نے شروع سے لیکر اب تک کی تمام تفصیل بتا دی کہ کس طرح عمران کی کار پر حملہ کیا گیا اور پھر کس طرح وہ زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا۔ جہاں اسکائی اور مون نے حملہ کیا ۔۔۔ مگر وہ نہ صرف ناکام رہے۔ بلکہ اپنی جانوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور پھر اس نے رچرڈ کے مرنے کے ساتھ ساتھ واکر کی غداری اور اس کی پولیس کو مخبری کے ساتھ ساتھ مارکوتیس کی آمد تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

"تو علی عمران اطالوی کے روپ میں تمہارے سامنے والی کوٹھی میں موجود ہے۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ہنری نے بڑے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"یس باس! ۔۔۔ وہ کسی ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی ہے ۔۔۔ اور اسٹار نے رپورٹ دی ہے کہ ڈاکٹر ڈکسی کے آدمی میری کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے جواب دیا۔

"اور تم ان نگرانی کرنے والوں کے ڈر سے اندر چھپے بیٹھے ہو ۔۔۔ مارٹن! ۔۔۔ تمہاری صلاحیتوں کو کیا ہوا ہے ۔۔۔ ؟ کیا تم ذہنی اور جسمانی طور پر مفلوج ہو گئے ہو ۔۔۔ ؟ اور وہ تمہارا احمق ساتھی اسٹار صرف علی عمران کی کار کی نگرانی کرتا رہا ہے ۔۔۔ میں نے تمہیں کیا حکم دیا تھا کہ مجھے علی عمران

کی لاش چاہیئے ۔۔۔ ہر قیمت پر ۔۔۔ ہر حالت میں چاہیئے ۔۔۔ اس کے لئے تمہیں پورا چینزی شہر ہی کیوں نہ اڑانا پڑے ۔۔۔ کیا تم اس ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کو ریچ بم سے نہیں اڑا سکتے ۔۔۔ ؟ زیرو پاور سے اس کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجائی جا سکتی ۔۔۔ ؟ کیا ٹیکسی پر بم نہ پھینکا جا سکتا تھا ۔۔۔ ؟ کیا میں تمہارے اور تمہارے اس احمق ساتھی کے لئے ریڈ وارننگ جاری کر دوں۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ہنری نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ غصے کی شدت سے دانت پیس رہا ہے۔

"سوری باس! ۔۔۔ میں نے واقعی اس لائن پر سوچا ہی نہ تھا۔ حالانکہ میرے پاس ریچ بم بھی موجود ہے اور زیرو بم بھی ۔۔۔ دراصل میں واکر کی مخبری کی وجہ سے ذہنی طور پر الجھ گیا تھا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن کا چہرہ ریڈ وارننگ کے الفاظ سنتے ہی ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔

"واکر کو گولی مار دو ۔۔۔ یہ مسائل بعد میں نمٹتے رہیں گے ۔۔۔ تم علی عمران کو ختم کرو ۔۔۔ ابھی اور اسی وقت ۔۔۔ اور مجھے رپورٹ دو کہ تم نے اس کی لاش حاصل کر لی ہے ۔۔۔ میں تمہاری کال کا انتظار کروں گا ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ ناکامی کی صورت میں مجھے رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خودکشی کر لینا۔ اوور" ۔۔۔ ہنری نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ۔۔۔ آپ کو مایوسی نہیں ہو گی۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے انتہائی مستعد لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارٹن نے تیزی

سے مشین کے سوئچ آف کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے انداز میں ایسی پھرتی تھی کہ جیسے جسم میں خون کی بجائے پارہ دوڑنے لگا ہو۔

مشین آف کرکے اس نے اسی مشین کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک خانہ کو کھولا اور پھر اس میں سے ایک لوہے کا صندوق سا باہر کھینچ لیا۔ یہ خاصا وزنی تھا اس کی ساخت موٹر بیٹری جیسی تھی۔ البتہ اس کی سائیڈ میں ایک پتلی سی تار اور اس کے ساتھ ہی سُرخ رنگ کی پنسل سی لٹکی ہوئی تھی۔

" مارکوئیس! ___ اسے میرے ساتھ اٹھا کر اوپر والی منزل میں پہنچاؤ۔ میں پہلے اس ڈاکٹر کی کوٹھی تباہ کر دوں ___ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا" ___ مارٹن نے قریب کھڑے ہوئے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئیس نے سر ہلاتے ہوئے ایک طرف سے اس بیٹری نما صندوق کو اٹھا لیا اور دوسری طرف سے اُسے مارٹن نے اٹھایا ہوا تھا۔ یہ اپنے حجم سے کہیں زیادہ وزنی تھا۔ ان دونوں کے چہرے وزن کی وجہ سے سُرخ ہو رہے تھے۔ وہ اس مشین کو اٹھائے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے اور پھر برآمدے میں پہنچ کر انہوں نے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بالکونی کے پچھلے کمرے میں پہنچ گئے۔ جب بالکونی کے اس کمرے میں پہنچ کر ان دونوں نے وہ مشین رکھی تو وہ دونوں بُری طرح ہانپ رہے تھے۔

" یہ کیا چیز ہے جناب! ___ ؟ بہت ہی وزنی ہے" ___ مارکوئیس نے پوچھا۔

" یہ زیرو بم ہے ___ انتہائی خطرناک بم ___ تم دیکھنا کہ سامنے والی اتنی بڑی کوٹھی کیسے ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گی" ___ مارٹن نے جواب دیا اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تار کو ہک سے نکال

کر اس کے سرے کی تینوں تاریں دیوار کے ساتھ نصب پاور پلگ کے تینوں سوراخوں میں پھنسا دیں اور پاور پلگ کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی مشین کے اوپر والی سطح پر ہلکی سی روشنی پھیل گئی اس کی سطح کے نیچے لگی ہوئی کوئی ٹیوب نما چیز جل اٹھی تھی۔ یہ روشنی سبز رنگ کی تھی۔

" سامنے والی کھڑکی کھول دو" ___ مارٹن نے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا اور مارکوئیس نے آگے بڑھ کر وہ کھڑکی کھول دی۔ اب اس کھڑکی میں سے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی صاف نظر آ رہی تھی۔

مارٹن نے ایک نظر اس کوٹھی پر ڈالی اور پھر اس نے مشین کے ساتھ لگی ہوئی تار جس کے سرے پر سرخ رنگ کی پنسل لگی ہوئی تھی ہک سے نکالی اور سپرنگ نما تار کو کھینچتا ہوا وہ کھڑکی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ جب تک زیرو بم پوری طرح چارج نہ ہو جاتے وہ کیوں نہ اسٹار سے رپورٹ لے لے کہ وہ اطالوی کہیں باہر تو نہیں نکل گیا۔ کیونکہ زیرو بم کو کام کرنے کے لئے تیار ہونے میں دس منٹ لگ جاتے تھے۔

" مارکوئیس" ___ مارٹن نے مڑ کر اپنے قریب کھڑے ہوئے مارکوئیس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس" ___ مارکوئیس نے کہا۔

" نیچے جا کر تہہ خانے میں میرا بیگ پڑا ہوا ہے ___ وہ اٹھا لاؤ۔ لیکن ذرا جلدی" ___ مارٹن نے کہا۔

" ٹھیک ہے" ___ مارکوئیس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ مارٹن کو ہی ذہنی طور پر اپنا باس سمجھنے لگا تھا اور پھر وہ تیزی سے

مڑکر نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن ہاتھ میں سرخ رنگ کی پنسل پکڑے کھڑکی کے پاس خاموش کھڑا تھا۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی اس کی نظروں کے سامنے تھی۔ اس کا پورچ خالی پڑا ہوا تھا۔ البتہ برآمدے میں ایک مسلح شخص موجود تھا جو بڑی بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا اور بار بار مڑکر پھاٹک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مارٹن مڑکر زیرو بم کو دیکھ لیتا تھا۔ اس کی سطح پر پھیلی ہوئی روشنی ابھی تک سبز رنگ کی تھی۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ روشنی سُرخ رنگ میں تبدیل ہوگی زیرو بم خوفناک تباہی پھیلانے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ ابھی وہ زیرو بم کو چیک کر رہا تھا کہ اُسے نچلی منزل میں ایک ہلکے سے کھٹکے اور پھر کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور مارٹن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پنسل کو کھڑکی کے پٹ کے ساتھ ہینڈل سے لٹکایا اور پھر جیب سے ریوالور نکالتا ہوا تیزی سے نیچے کی طرف لپکا۔ لیکن ابھی وہ سیڑھیوں تک نہ پہنچا تھا کہ سیڑھیوں کے دروازے میں سے کوئی سایہ اس پر جھپٹا اور وہ اُسے رگیدتا ہوا سائیڈ کی دیوار تک لیتا چلا گیا۔ لیکن مارٹن کے جسم نے انتہائی پھرتی سے حرکت کی اور وہ سایہ جو تقریباً اس پر سوار تھا چیختا ہوا سیڑھیوں کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور مارٹن کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے شعلہ نکلا اور وہ سایہ جو دروازے سے ٹکرا کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا چیختا ہوا منہ کے بل سیڑھیوں پر گرا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا سیڑھیوں پر گرتا چلا گیا۔ گولی اس کے سینے پر لگی تھی۔

مارٹن تیزی سے اس کے پیچھے لپکا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے اختتام پر پہنچا، اچانک ٹھک کی ہلکی سی آواز ابھری اور

مارٹن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں دہکتا ہوا انگارہ گھستا چلا گیا ہو اور دوسرے لمحے وہ چیخ مار کر منہ کے بل آخری سیڑھی سے نیچے برآمدے کے فرش پر گرتا چلا گیا۔ لیکن ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھا۔ اس کے ذہن پر یکلخت اندھیروں نے یلغار کر دی تھی لیکن اس نے تیزی سے سر کو جھٹکا اور دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے جسم کو قوس کی صورت میں گھمایا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور برآمدے میں ایک اور چیخ بلند ہوئی اور پھر دھماکے سے کوئی شخص نیچے گرتا ہوا محسوس ہوا۔ مارٹن نے سر کو بار بار جھٹک کر اپنے ذہن پر چھانے والے اندھیروں کو دُور کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس نے اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا جہاں اُسے گولی لگی تھی۔ اور پھر وہ تقریباً لڑکھڑاتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ برآمدے میں ہی اُسے سیڑھیوں کے قریب مارکومیس کی لاش پڑی ہوئی دکھائی دی۔ اس کی پشت میں گولی لگی تھی اور وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ابھی تک وہ بیگ موجود تھا جو مارٹن نے اُسے لانے کے لئے کہا تھا۔

مارٹن لڑکھڑاتا ہوا اٹھا اور پھر اسی طرح سینے کو پکڑے وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ ایک ایک سیڑھی بڑی مشکل سے چڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لمحہ بہ لمحہ اس کے جسم میں سے زندگی نکلتی چلی جا رہی ہو۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر اوپر چڑھتا چلا گیا۔ کئی بار وہ اس بُری طرح لڑکھڑایا کہ جیسے ابھی لڑھکتا ہوا واپس نیچے جا گرے گا۔ لیکن اس نے عین آخری لمحات میں اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر آخری سیڑھی چڑھنے کے بعد اس کی ہمت اچانک جواب دے گئی۔ اور وہ منہ کے بل فرش پر گر گیا۔

چند لمحے وہاں پڑے رہنے کے بعد اس نے ایک بار پھر ہمت کی اور

اس بار اٹھ کر آگے بڑھنے کی بجائے وہ رینگتا ہوا کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن پر گہری دُھند چھاتی چلی جا رہی ہو۔ اُسے ہر چیز دُھند میں لپٹی ہوئی سی نظر آ رہی تھی۔ لیکن وہ مسلسل سر کو جھٹکتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ زیروبم مشین کے پاس پہنچ گیا۔ زیروبم مشین کی سطح پر اب سُرخ رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس روشنی کو دیکھتے ہی اس کے ذہن سے یکلخت دھند چھٹ گئی اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ڈوبتا ہوا دل پھر تیزی سے دھڑکنے لگا ہو اور اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر لڑکھڑاتا ہوا وہ کھلی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور ایک طرف پھینکا اور پھر کھڑکی کا سہارا لے کر وہ کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی اُسے صاف نظر آ رہی تھی اس نے دانت بھینچتے ہوئے کھڑکی کے ہینڈل سے لٹکی ہوئی سُرخ رنگ کی پنسل اتاری اور پھر اس کا رُخ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کی طرف کر کے اس نے ایک نظر مڑ کر زیروبم کی مشین کی طرف دیکھا جس کی سطح پر سُرخ رنگ کی روشنی جھلکتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔

دوسرے لمحے مارٹن نے سُرخ پنسل کے کونے میں ابھرے ہوئے سفید رنگ کے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی زیروبم کی مشین میں گڑگڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔ دوسرے لمحے پنسل کے آخری سرے پر سُرخ رنگ کا شعلہ سا چمکا اور پھر وہ شعلہ فضا میں تیرتا ہوا ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مارٹن کی نظریں اس شعلے پر جمی ہوئی تھیں اس وقت وہ اپنی تمام تکلیف بھول چکا تھا۔ جیسے ہی شعلہ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کی اصل عمارت کے

اوپر پہنچا۔ مارٹن نے ایک بار پھر سفید بٹن دبا دیا۔

اس بار بٹن دبتے ہی مارٹن کے ہاتھ کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی زیروبم مشین میں پیدا ہونے والی گڑگڑاہٹ ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ خاموش ہو گئی۔ پنسل کے آخری سرے سے نیلے رنگ کی شعاع نکلی اور دوسرے لمحے کوٹھی کی عمارت پر موجود شعلہ تیزی سے عمارت پر گرتا چلا گیا۔

جیسے ہی وہ شعلہ عمارت سے ٹکرایا، ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ مارٹن کو اپنے والی کوٹھی بھی لرزتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے اختیار لڑکھڑا کر نیچے گر پڑا۔ دوسرے لمحے اس کا کمرہ تیز روشنی سے بھر گیا۔ اور مارٹن کے زرد چہرے پر سُرخی سی جھلکنے لگی وہ گھٹنوں کے بل اٹھا اور اس نے کھڑکی میں سے دیکھا تو ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی سے آگ کا ایک بلند مینار سا یوں اوپر اٹھ رہا تھا جیسے آتش فشاں پھٹنے سے اس میں سے آگ کا مینار بلند ہوتا ہے۔ اس آگ میں اس نے کوٹھی کے ملبے کو تنکوں کی طرح فضا میں بکھرے ہوتے صاف طور پر دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ظاہر ہے کوٹھی کے اندر موجود اطالوی اب تک راکھ کا ڈھیر بن چکا ہو گا اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کے تباہ ہوتے ہی اس کے جسم میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک سینے پر جما ہوا تھا اور اس کے تمام کپڑے اس کے اپنے خون سے لتھڑ چکے تھے۔ کیونکہ اس کے سینے سے خون مسلسل رس رہا تھا لیکن مشن کی کامیابی نے

اُسے ایک نیا حوصلہ دے دیا تھا۔

سیڑھیاں اس نے تقریباً لڑھکتے ہوئے طے کیں اور پھر برآمدے میں موجود لاشوں کو پھلانگتا ہوا وہ تہہ خانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے دانت بھینچے ہوئے تھے اور اس کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صرف اپنی بے پناہ قوت ارادی کے بل پر حرکت کر رہا ہے۔ پھر گولی ایسی مہلک جگہ پر نہ لگی تھی کہ وہ فوری ہلاک ہو جاتا۔

وہ تہہ خانے کی سیڑھیاں اترتا ہوا دوبارہ تہہ خانے میں پہنچ گیا اور پھر چند لمحوں تک وہ سٹول پر بیٹھ کر بُری طرح ہانپتا رہا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا سوئچ آن کر دیا۔

"یس ۔۔۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی مشین سے ہنری کی آواز سنائی دی۔

"مارٹن سپیکنگ باس! ۔۔۔ ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی تباہ ہو گئی ہے۔ میں نے زیرو بم مارا ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے دھیمے اور اٹکتے ہوئے لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے مارٹن! ۔۔۔ ؟ تمہارے سینے سے خون نکل رہا ہے اور کپڑے بھی خون سے لتھڑے ہوتے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ ؟ دوسری طرف سے ہنری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"واکر کے آدمیوں نے حملہ کر دیا ہے ۔۔۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے انہوں نے مارکوئیس کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور مجھے بھی گولی مار دی ہے۔ میں نے ان دونوں کو ختم کر دیا ہے ۔۔۔ میرا ذہن ڈوب گیا تھا۔ لیکن میں نے چونکہ آپ سے ہر قیمت پر مشن مکمل کرنے کا وعدہ کیا تھا اس لئے میں

نے اسی حالت میں جا کر کوٹھی اڑا دی ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے رُک رُک کر بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

مارٹن کو یہی خیال تھا کہ ان پر حملہ واکر کے آدمیوں نے کیا ہے کیونکہ اور تو کوئی اس کمین گاہ سے واقف ہی نہ تھا۔ اس لئے اس نے رپورٹ میں واکر کا ہی نام لے دیا۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ تم نے بے پناہ حوصلے سے کام لیا ہے مارٹن! میں واکر کو عبرتناک موت ماروں گا ۔۔۔ میں نے اس کے لئے ریڈ وارننگ دے دی ہے ۔۔۔ لیکن کیا تم نے زیرو بم کا فائر کرنے سے پہلے اس بات کی تصدیق کر لی تھی کہ علی عمران اس کوٹھی میں ہی موجود تھا۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ہنری نے پوچھا۔

مارٹن ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ وہ بھلا کیا جواب دیتا کہ وہ اس بات کی تصدیق کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس پر حملہ ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اگر اطالوی کوٹھی سے نکلتا تو اسٹار اُسے ضرور اطلاع کر دیتا لیکن اسٹار کی طرف سے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔

"یس باس! ۔۔۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے اُسے ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا تھا ۔۔۔ اور میری آنکھوں کے سامنے وہ زیرو بم کا شکار ہوا تھا۔ اوور" ۔۔۔ مارٹن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ انکار کر کے اپنے مشن کا نتیجہ تو ہلکا نہ کر سکتا تھا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر مشین بند کر دو ۔۔۔ میں تمہیں ٹرانسمٹ کر رہا ہوں تاکہ ہیڈ کوارٹر میں تمہارا فوری علاج ہو سکے۔

اوور اینڈ آل" ـــــ ہنری نے کہا۔

مارٹن نے ڈھیلے ہاتھوں سے مشین کا سوئچ آف کر دیا۔ اب اس کے ذہن پر ایک بار پھر اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ دوسرے لمحے اُسے اپنی پنڈلی میں ہلکی سی سرسراہٹ کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہرے اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے دیوار کے ساتھ نصب مشین میں ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اور پھر اس مشین میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ نے مشین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

چند لمحوں بعد پوری مشین جل کر سیاہ ہو گئی۔

عمران کا چہرہ مشین کے ڈائل پر نظریں ڈالتے ہی مسرت سے چمک اٹھا۔ اس کے دل میں مسرت کی بے پناہ لہر سی اٹھی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا ہوا عمران ـــــ؟ کیا کامیابی ہوئی" ـــــ؟ قریب بیٹھے ہوئے ڈاکٹر وکسی نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"کامیابی ـــــ ارے کامیابی تو ہمارے گھر کی لونڈی ہے ڈاکٹر" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ تم نے ٹرانسمٹ فیوز کا فارمولا سمجھ لیا ہے"۔ ڈاکٹر وکسی نے خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہ صرف فارمولا سمجھ لیا ہے ـــــ بلکہ اس کا آپریٹنگ پروسیس بھی سمجھ لیا ہے ـــــ اب میں آسانی سے نہ صرف پاور لینڈ میں ٹرانسمٹ ہو سکتا ہوں بلکہ جب چاہوں واپس بھی آسکتا ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ تقریباً آدھے گھنٹے سے مسلسل لیبارٹری میں مختلف تجربات میں مصروف تھا۔ ڈاکٹر آلیری کی یہ لیبارٹری واقعی انتہائی جدید ترین تھی اور اس میں ہر قسم کی اعلیٰ ترین مشینری موجود تھی۔

جب عمران ڈاکٹر وکسی اور صفدر کے ہمراہ یہاں ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی میں پہنچا تو اُسے اس وقت بڑی مایوسی ہوئی جب ڈاکٹر آلیری کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ کسی سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے باہر گیا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر آلیری کا لیبارٹری انچارج ڈاکٹر وکسی سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے ڈاکٹر وکسی کے زور دینے پر لیبارٹری کھول دی گئی اور پھر عمران صفدر کو باہر چھوڑ کر ڈاکٹر وکسی کے ہمراہ لیبارٹری میں داخل ہو گیا اور اب وہ کامیابی پر مسکرا رہا تھا۔

"تو کیا ان فیوز کی تیاری کے لئے لیبارٹری کی دوبارہ ضرورت پڑے گی"۔۔۔۔ ؟ ڈاکٹر وکسی نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ پڑے گی تو ضرور ۔۔۔ لیکن اس کے لئے انتہائی قیمتی سامان خریدنا پڑے گا ۔۔۔ اور ہو سکتا ہے کہ سارا سامان یہاں جیبزی میں مہیا نہ ہو سکے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ تم سامان کی فہرست مجھے دے دینا ۔۔۔ میں اُسے مہیا کروں گا۔ چاہے وہ دنیا کے کسی کونے سے ہی کیوں نہ میسر ہو سکا" ڈاکٹر وکسی نے پُرجوش لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ڈاکٹر! ۔۔۔ تم واقعی عظیم ہو ۔۔۔ آؤ اب چلیں ۔۔۔ اب ذرا مارٹن سے بھی ملاقات ہو جائے۔ وہ یقیناً تمہاری کوٹھی میں پہنچ چکا ہو گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر وکسی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس کے

ساتھ لیبارٹری سے باہر نکلتا چلا آیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب! ۔۔۔ کیا کام ہو گیا"۔۔۔۔ ؟ صفدر نے ان کے باہر آتے ہی پوچھا۔

"کام نہیں ۔۔۔ بلکہ کامیابی ۔۔۔ کبھی تو مؤنث کا بھی ذکر کر دیا کرو۔ ذرا جی ہی خوش ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

ڈاکٹر وکسی نے لیبارٹری انچارج کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہ تینوں ایک بار پھر کار میں بیٹھ کر ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ڈاکٹر وکسی کار ڈرائیو کر رہا تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر اور صفدر پچھلی نشست پر بیٹھا تھا۔

ڈاکٹر آلیری کی کوٹھی ساتھ والی کالونی میں تھی اور چونکہ وہ اس کالونی کے آخری سرے پر الگ تھلگ بنی ہوئی تھی اس لئے اس تک پہنچنے اور واپس جانے کے لئے خاصا بڑا چکر کاٹ کر جانا پڑتا تھا۔

کار چلتے ہی عمران نے جیب سے ایک کاغذ نکالا اور اُسے بغور دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے ٹرانسمٹ فیوز پر اپنی ریسرچ کے نوٹس اس کاغذ پر تحریر کئے تھے۔ وہ انہیں اس نظریے سے چیک کر رہا تھا کہ ان کی مدد سے ٹرانسمٹ فیوز اور اس کے آپریشن کے لئے مطلوبہ سامان کی فہرست تیار کر سکے۔

کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

"ارے یہ کیا"۔۔۔۔ ؟ ڈاکٹر وکسی کے منہ سے اچانک آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی کار ایک زوردار جھٹکا کھا کر لہرائی۔

عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسی لمحے کار کو زوردار بریک لگے اور

پھر ڈاکٹر وکسی دروازہ کھول کر نیچے اترا اور آگے بھاگتا چلا گیا۔ عمران اور صفدر بھی اس کے پیچھے اُترے اور پھر وہ دونوں بھی حیرت کا زبردست جھٹکا کھا کر رہ گئے۔ کیونکہ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے گرد پولیس اور فائر بریگیڈ کے انجن پھیلے ہوئے تھے۔ اور بے شمار لوگ جمع تھے۔ اور کوٹھی راکھ کا ڈھیر بن چکی تھی اس میں سے آگ کے شعلے ابھی تک نکل رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کا عملہ اس آگ کو بجھانے میں مصروف تھا۔

"اوہ بے چارہ ڈاکٹر وکسی" ــــ عمران کے منہ سے نکلا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن آگے موجود پولیس افسروں نے اُسے آگے جانے سے روک دیا۔

"کوٹھی کو کیا ہوا ــــ؟ یہ کیسے جلی" ــــ؟ عمران نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں ــــ اس میں اچانک آگ بھڑک اٹھی اور پوری کوٹھی تباہ ہو گئی ہے ــــ ویسے عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ آگ کے شعلوں میں کوٹھی کی عمارت کا ملبہ تنکوں کی طرح اُڑتا پھر رہا تھا ــــ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی طاقتور بم مارا گیا ہے" ــــ پولیس آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر وکسی کا مہمان ہوں ــــ کیا میں اندر جا سکتا ہوں" ــــ؟ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! ــــ ابھی آپ یہیں رکیں ــــ ڈاکٹر وکسی صاحب اندر گئے ہیں ــــ لیکن اب وہ راکھ کو دیکھ کر کیا کریں گے۔ کوٹھی کی ہر چیز جل چکی ہے۔ راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے" ــــ پولیس آفیسر نے جواب دیا اور عمران

چند لمحے خاموش کھڑا جلتی ہوئی کوٹھی کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کی نظریں مقابل کی سبز کوٹھی پر پڑیں۔ اس کے اوپر والی بالکونی کے پیچھے کمرے کی کھڑکی پوری طرح کھلی ہوئی تھی۔ اور عمران کا ذہن تیزی سے گھوم گیا۔

"آؤ چارلی" ــــ عمران نے صفدر کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ جو خود حیرت سے بُت بنا جلتی ہوئی کوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔ حالانکہ تقریباً ایک گھنٹہ پہلے وہ اُسے بالکل درست حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔

عمران صفدر کو لئے تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس نے سبز کوٹھی میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ کوٹھی کی اس طرح اچانک تباہی میں اُسے مارٹن کا ہاتھ نظر آتا تھا۔ یقیناً اس کھلی کھڑکی سے کوٹھی پر کوئی خوفناک بم پھینکا گیا تھا۔ اور عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا تھا نہیں شائد عمران کے کوٹھی سے باہر نکلنے کا پتہ نہ چل سکا تھا۔ اور انہوں نے اُسے ختم کرنے کے لئے پوری کوٹھی ہی پھونک ڈالی تھی۔

پچھلی گلی میں سے ہوتے ہوئے وہ جلد ہی سبز کوٹھی کے عقبی گیٹ کی طرف پہنچ گئے۔ اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور کوٹھی کے اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے۔

عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر برآمدے میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک گئے۔ برآمدے میں اوپر جانے والی سیڑھیوں کے قریب ہی تین افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو کو تو عمران نے پہچان لیا۔ یہ دونوں ڈاکٹر وکسی کے آدمی تھے۔ انہیں عمران نے اس وقت ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے برآمدے میں کھڑے دیکھا

تھا جب عمران ڈاکٹر وکسی کے پاس پہنچا تھا۔ تیسرا شخص البتہ اجنبی تھا اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بیگ تھا۔

"یہ بیگ مارٹن کے ہاتھ میں تھا جب وہ اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا"۔۔۔۔ صفدر نے بیگ دیکھتے ہی کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور پھر انہوں نے کوٹھی کے مختلف کمرے چیک کئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جہاں دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی۔ مشین کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر خون کے دھبے موجود تھے اور سٹول کے اردگرد فرش پر بھی خون کے گہرے دھبے موجود تھے۔ اسی طرح مشین کے ایک دو سوئچوں پر بھی خون آلود انگلیوں کے نشانات ابھرے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ خون کے چند قطرے دروازے سے سٹول تک جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے

عمران غور سے مشین کی ساخت کو دیکھتا اور پھر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ مشین جل کر سیاہ ہو چکی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مشین کو آگ لگا کر باقاعدہ جلایا گیا ہو۔

"یہ مشین ہیڈکوارٹر سے رابطے کا جدید ترین ٹرانسمیٹر معلوم ہوتا ہے۔ آؤ پہلے اوپر چیک کر لیں"۔۔۔۔ عمران نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچے تو عمران کمرے میں پہنچتے ہی ٹھٹھک گیا۔ ایک بیٹری نما مشین کمرے کے وسط میں پڑی تھی جس سے نکلنے والی ایک تار ابھی تک پاور پلگ کے سوراخوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ ایک طرف ریوالور پڑا ہوا تھا جب کہ دوسری سپرنگ نما تار کے سرے

پر موجود سرخ رنگ کی پنسل کھڑکی کے قریب گری پڑی تھی۔ کمرے میں اور خاص طور پر کھڑکی کے قریب خون کے خاصے گہرے دھبے موجود تھے۔ عمران نے پاور پلگ سے تار علیحدہ کر دی۔ اور پھر اس نے جھک کر زیروبم کی مشین کو غور سے دیکھا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کس چیز کی مشین ہے۔۔۔ بیٹری جیسی"۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"یہ الیکم ریز پھینکنے والی مشین ہے صفدر!۔۔۔ یہ ریز جہاں پڑ جائیں وہاں خوفناک تباہی مچا دیتی ہیں۔۔۔ اور ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی اسی مشین سے تباہ کی گئی ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"مشین چلانے والا شائد بھاگ گیا ہے"۔۔۔ صفدر نے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

"وہ مارٹن تھا۔۔۔ میرا خیال ہے کہ وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔۔۔ اسی زخمی حالت میں اس نے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی تباہ کر دی اور پھر اس نے جا کر ہیڈکوارٹر رپورٹ دی اور مجھے یقین ہے کہ اسے ٹرانسمٹ کر کے واپس ہیڈکوارٹر بلا لیا گیا ہے"۔۔۔ عمران نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ بیگ اٹھا لو۔۔۔ شائد اس میں سے کوئی کام کی چیز مل جائے"۔۔۔۔ عمران نے برآمدے میں پہنچتے ہوئے کہا۔

صفدر نے مردہ آدمی کے ہاتھ سے بیگ کا ہینڈل علیحدہ کر کے بیگ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور پھر وہ دونوں عقبی دروازے سے نکل کر گلی میں سے ہوتے ہوئے دوبارہ سڑک پر پہنچ گئے۔ اب وہاں مجمع پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ پولیس کی نفری بھی بڑھ چکی تھی۔

کوٹھی کی آگ بجھ چکی تھی۔ عمران نے ایک پولیس آفیسر سے ڈاکٹر وکسی

کے متعلق پوچھا۔

"ڈاکٹر وکسی ـــــ وہ بے چارہ تو صدمے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے"۔ پولیس آفیسر نے افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ؟ میں سمجھا نہیں" ـــــ؟ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ڈاکٹر وکسی کی ساری عمر کی کمائی اس کی لیبارٹری تھی ـــــ آگ نے اس لیبارٹری کو پھونک ڈالا تھا ـــــ اور جب آگ بجھنے کے بعد انہوں نے لیبارٹری کو دیکھا تو ان پر صدمے کی شدت سے دل کا دورہ پڑا۔ اور وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو گئے" ـــــ پولیس آفیسر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دل و دماغ مفلوج ہو گیا ہو۔ ڈاکٹر وکسی کی اس طرح اچانک موت نے اس پر عجیب اثر ڈالا تھا۔ وہ جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا عادی تھا۔ ڈاکٹر وکسی کی موت کا سن کر بت بنا کھڑا رہ گیا۔ اسے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا تھا کہ ڈاکٹر وکسی اس کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گیا تھا۔

"آپ ڈاکٹر وکسی کو جانتے ہیں" ـــــ؟ پولیس آفیسر نے عمران کی حالت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ وہ میرے چچا کے ماموں کی خالہ زاد بہن کے داماد کا چچیرا بھائی تھا" ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔ حیرت اور اچانک صدمے کا جھٹکا وہ سہار چکا تھا اور پولیس آفیسر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ وہ شاید دل ہی دل میں اس رشتے کی پیچیدگیوں

پر غور کر رہا تھا۔

اور پھر عمران اسے غور کرتا چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور پھر تیزی سے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔

وہ دونوں ہجوم میں شامل ہو کر کھسکتے ہوئے روڈ کے بڑے چوک تک پہنچ گئے۔ جلد ہی انہیں ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"سٹی چارمنگ ہوٹل" ـــــ عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ صفدر بھی عمران کے ساتھ ہی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا تھا۔

پاورلینڈ کے ہیڈکوارٹر میں لیڈی ایشلے اور ترمذی اپنے مین دفتر میں بیٹھے اہم فائلوں کے مطالعے میں مصروف تھے کہ اچانک دفتر کا دروازہ کھلا اور ہنری مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ہیلو" ـــــ ہنری نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہیلو ہنری ـــ آؤ بیٹھو! ـــ آج خلاف توقع مین آفس میں کیسے آنا ہوگیا" ـــــ ؟ ترمذی نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مادام کو خوشخبری سنانے آیا ہوں ـــ ان کے دشمن سے انتقام لے لیا گیا ہے ـــ علی عمران ہلاک ہو چکا ہے" ـــــ ہنری نے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے جواب دیا اور لیڈی ایشلے چونک کر ہنری کو دیکھنے لگی۔

"اچھا ـــ واقعی" ـــــ ؟ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں مادام! ـــ بڑی مشکل سے اس شیطان کا خاتمہ ہوا ہے ـــ ہیڈکوارٹر کے چھ بہترین آدمی ضائع ہوئے ہیں ـــ ایک شدید زخمی حالت میں یہاں ہسپتال میں پڑا ہوا ہے ـــ بہرحال یہ بات مسرت خیز ہے کہ پاورلینڈ پر سے سب سے بڑا خطرہ ٹل گیا ہے" ـــــ ہنری نے جواب دیا۔

"مجھے تفصیل بتاؤ کہ وہ آخر کس طرح مرا ـــ اس کی لاش کہاں ہے" ـــ ؟ لیڈی ایشلے نے پوچھا اور ہنری نے اسے پوری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"لیکن یہ سب کچھ تو مارٹن کا بیان ہے ـــ جب تک اس کی لاش نہ دیکھی جائے اس وقت تک کیا کہا جا سکتا ہے" ـــ لیڈی ایشلے نے بے یقین سے لہجے میں کہا۔

"میں احمق نہیں ہوں مادام! ـــ میں نے بعد میں انکوائری کرائی ہے علی عمران کی مسخ شدہ لاش کوٹھی کے اندر سے مل گئی ہے ـــ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد ہی میں نے آپ کو رپورٹ دی ہے" ـــ ہنری نے پوری تسلی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس نے ایسی کوئی انکوائری نہ کی تھی۔ کیونکہ مارٹن اس کا خاص آدمی تھا اور اسے مارٹن کی بات پر سو فیصد یقین تھا لیکن یہ بات وہ بھی جانتا تھا کہ لیڈی ایشلے اور ترمذی صرف مارٹن کی بات پر اعتبار کرنے پر تیار نہ ہوں گے۔

"اوہ! ـــ پھر تو ٹھیک ہے ـــ بہرحال تھینک یو ہنری! ـــ تم نے میرا انتقام بھی لے لیا ـــ اور دوسری بات یہ کہ اب کم از کم تمہیں خود تو یقین آگیا کہ عمران ختم ہو گیا ہے" ـــ لیڈی ایشلے نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہنری مسکرا کر رہ گیا۔

"مادام! ـــ آپ سمجھ نہیں سکتیں کہ عمران کیا بلا تھا ـــ اگر یہ ہلاک

نہ ہوتا تو مجھے واقعی چین نہ آتا" ـــــ ہنری نے کہا۔

"اچھا چھوڑو اس ٹاپک کو ـــ ختم ہو گیا اس کا سلسلہ ـ مجھے یہ بتاؤ کہ سپیشل لیبارٹری کی کارکردگی کہاں تک پہنچی ہے" ـــــ ؟ ترمذی نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا، پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے ہنری سے سوال کیا۔

"کام انتہائی تیز رفتاری سے ہو رہا ہے ـــ خاص طور پر پاکیشیا کے سائنسدان تو بے حد ذہین ثابت ہو رہے ہیں ـــ ان کی وجہ سے کام کی رفتار اور بھی زیادہ تیز ہو گئی ہے ـــــ بہرحال دو ماہ بعد بم تیار ہو جائے گا"۔ ہنری نے جواب دیا۔

"جلدی کراؤ یار! ـــ تاکہ ہم دنیا پہ قبضہ کریں" ـــــ ترمذی نے ہنستے ہوئے کہا اور ہنری بھی ہنس پڑا۔

"اب ہو جائے گا ـــــ پاورلینڈ کو کون روک سکتا ہے قبضہ کرنے سے"۔ ہنری نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہنری! ـــ اب میں پاکیشیا جا سکتی ہوں" ـــــ اچانک لیڈی ایشلے نے کہا اور ہنری کے ساتھ ساتھ ترمذی بھی چونک پڑا۔

"کیوں ـــ؟ پاکیشیا کیوں جانا چاہتی ہو" ـــــ؟ ہنری کی بجائے ترمذی نے حیرت بھرے انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے وہ ملک بے حد پسند آیا ہے ترمذی! ـــ اب جبکہ عمران ختم ہو چکا ہے ـــــ میں وہاں چند روز رہنا چاہتی ہوں۔ میرے خیال میں اب تو ہنری کو بھی اعتراض نہ ہو گا" ـــــ لیڈی ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـ ظاہر ہے۔ اب مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ـ لیکن ایک بات

بتا دوں کہ وہاں سیکرٹ سروس ابھی تک موجود ہے ـــــ تم کسی پھڈے میں ٹانگ نہ اڑا دینا ـــ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے پیچھے لگ جائیں" ـــــ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہنری! ـــ تم مسلسل پاورلینڈ کی توہین کرتے چلے جا رہے ہو ـ اگر پاورلینڈ کی حیثیت اتنی رہ گئی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس اور کسی ایک آدمی سے بھی ڈرتا ہے ـــ تو پھر اس کو ختم ہی کر دینا چاہیئے" ـــ لیڈی ایشلے نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں مادام! ـــ میں بس احتیاط کو پسند کرتا ہوں" ـــ ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"تم خوامخواہ ہنری کو ناراض کر دیتی ہو ـــ اس وقت پاورلینڈ انتہائی اہم دور سے گذر رہا ہے ـــــ جب دنیا پہ ہمارا قبضہ ہو جائے گا اس کے بعد پوری دنیا تمہاری اپنی ہو گی۔ خوب گھومنا پھرنا" ـــ ترمذی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سچ پوچھو ترمذی! ـــ مجھے تو ہنری کی بات پر یقین نہیں آیا ـــ جو تفصیل ہنری نے بتائی ہے وہ نامکمل ہے ـــ وہ صرف مجھ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے درپے ہے ـــ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ خود پاکیشیا جا کر تحقیقات کر دوں" ـــ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"تو اس کے لئے پاکیشیا جانے کی ضرورت کیا ہے ـــ؟ عمران یہاں چینزی میں ختم ہوا ہے ـــ وہاں جا کر بھی تحقیقات ہو سکتی ہیں" ـــــ ترمذی نے جواب دیا۔

"ہاں! — یہ بھی درست ہے — یہاں تو ہم ویسے بھی اکثر جاتے رہتے ہیں اور یہاں جانے میں تو ہنری کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا" — لیڈی ایشلے نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب ہم پابند تو نہیں ہو گئے" — ترمذی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے — میں آج ہی چینزی پہنچتی ہوں — وہاں پہنچ کر میں خود ہی معلوم کر لوں گی کہ اصل صورت حال کیا ہے" — لیڈی ایشلے نے جواب دیا اور ترمذی نے سر ہلا دیا۔ لیڈی ایشلے نے دوبارہ اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھول لی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گئی۔

سٹی چارمنگ ہوٹل پہنچتے ہی عمران نے سب سے پہلے جوزف، جوانا اور کیپٹن شکیل کے بارے میں معلوم کیا۔

کیپٹن شکیل کو پولیس والوں نے خود ہی رہا کر دیا تھا کیونکہ وہ اس واردات میں حملہ آور ثابت نہ ہوا تھا اور جوزف اور جوانا نے تو اس تمام جھگڑے سے قطعی لاعلمی ظاہر کر دی تھی اس لئے پولیس نے ان کے ہوٹل کا پتہ نوٹ کر کے انہیں بھی فارغ کر دیا تھا۔ البتہ پولیس والے بڑی شدت سے اس اطالوی کو ڈھونڈ رہے تھے جو اچانک ہسپتال سے غائب ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اطالوی ان کے ہاتھ کہاں آتا تھا۔

جوزف اور جوانا کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا اور وہ اب اپنے پہلے سے طے شدہ ہوٹل سیگال میں پہنچ گئے تھے۔ جب کہ کیپٹن شکیل پولیس سے رہا ہو کر سٹی چارمنگ ہوٹل آ گیا تھا۔ البتہ یہاں اس نے اپنا کمرہ الگ کرا لیا تھا تاکہ اگر پولیس اس کی نگرانی کرے تو وہ اس کے ساتھیوں کو ٹریس نہ کر سکے۔

لیکن پولیس کی نگرانی کا اب تک کوئی ثبوت نہ مل سکا تھا۔

"تم آخر کیا کرتے پھر رہے ہو ــــ ہم مکمل اندھیرے میں رہ کر کام نہیں کر سکتے ــــ ہمیں بتاؤ کہ تمہارا یہاں مشن کیا ہے" ــــ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

صفدر اور تنویر بھی پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں یہاں تنویر اور تمہاری شادی کرانے کے لئے آیا ہوں ــ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں بوڑھوں کی شادی کرانے والے کو انعام ملتا ہے" ــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تنویر تو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ البتہ جولیا نے تیزی سے اپنا ہاتھ پیر میں پہنے ہوئے سینڈل کی طرف بڑھایا۔

"ارے ارے ــــ ابھی اسے سلامت رہنے دو ــــ ایسا نہ ہو کہ یہ تنویر کے سر سے پہلے ہی ٹوٹ جائے" ــــ عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ــ اب تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو" ــــ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے

"حد سے بڑھنے کا نام ہی تو شادی ہے مسٹر تنویر" ــــ عمران نے جواب دیا اور اس بار صفدر کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔ جولیا مغربی لڑکی ہونے کے باوجود مشرقی لڑکی کی طرح شرما گئی۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے گلاب کھل اٹھے۔

"تم باز نہیں آؤ گے سور ــــ میں ابھی ایکسٹو سے بات کرتی ہوں" ــ جولیا نے جب اور کوئی جواب نہ بنا تو وہ اٹھ کر تیزی سے اس میز کی طرف بڑھی جس پر ٹیلیفون پڑا ہوا تھا۔

"ارے ارے ــ اسے نہ بتانا ــــ ورنہ یہ شادی رُک جائے گی"۔ عمران نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور جولیا مسکرا کر واپس پلٹ آئی۔ ظاہر ہے وہ اس طرح عام ہوٹل سے ایکسٹو کو کال تو نہ کر سکتی تھی۔

"ویسے عمران صاحب! ــــ اب پروگرام کیا ہے" ــــ ؟ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"پروگرام بدل گیا ہے ــــ اب صرف میں یہاں رکوں گا۔ باقی سب لوگ واپس چلے جائیں گے۔ یہاں کا مشن مکمل ہو گیا ہے" ــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر مشن ختم ہو گیا ہے تو تم یہاں کیوں رک رہے ہو" ــــ ؟ جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے اور تمہارے مشن میں بڑا فرق ہے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ــــ ؟ جولیا عمران کی سنجیدگی دیکھ کر چونک پڑی۔

"تمہارا ــ یعنی عورت کا مشن شادی کر کے بچے پیدا کرنا ہے ــــ اور میرا یعنی مرد ــــ" عمران نے علیحدہ علیحدہ مشن کی تفصیل بتانا شروع کی۔

مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے نیچے جھکا اور جولیا کا پھینکا ہوا پرس اس کے سر پر سے گذر کر کمرے کے دروازے سے جا ٹکرایا۔

"خود ہی تو پوچھ رہی ہو ــ اور جب میں نے بتانا شروع کیا تو ــــ" عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی حماقت ہے ــ میں ایکسٹو سے بات

کروں گی" ـــــ جولیا نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"آپ مس جولیا کو بے حد تنگ کرتے ہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنگ نہ کروں تو یہ سمارٹ کیسے رہ سکتی ہے ـــ یہ تو پھیل کر بھینس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی اور پھر تنویر اس سے عشق کرنے کی بجائے اس کے پھیلے ہوئے سائے سے بھی بچنے کا منصوبہ بناتا پھرے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ـــ مجھے ایکسٹو نے یہاں آنے سے قبل سختی سے ھدایت کی تھی کہ میں آپ سے نہ الجھوں ـــــ لیکن آپ اب یہ میری برداشت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں" ـــــ تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تو بھائی تم بھی جولیا کی طرح کمرہ برداشت سے باہر نکل جاؤ ـــ اس میں غصے ہونے والی کونسی بات ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر ٹیلیفون والی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور ایکسچینج کو اس نے ہوٹل سیگال میں جوزف اور جوانا سے بات کرانے کے لئے کہا۔ پھر رسیور رکھ دیا۔ اس دوران جولیا بھی واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ کمرے میں اب مکمل خاموشی طاری تھی۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ـــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل سیگال میں مسٹر جوانا سے بات کریں" ـــــ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد جوانا کی آواز رسیور پہ ابھری۔

"ہیلو ـــ کون بول رہا ہے" ـــــ جوانا کی آواز میں ہلکا سا غصہ شامل تھا۔

"تمہارے سامنے کون بول سکتا ہے مسٹر جوانا ـــــ کس کی جرأت ہے کہ دیو کے سامنے زبان ہلا کر اپنی ہڈیاں تڑوائے ـــ ویسے تمہاری پسلی کی ہڈیوں کا کیا حال ہے ـــ شاید تم نے اپنے سے بھی بڑے دیو کے سامنے زبان ہلا دی ہوگی" ـــــ عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ماسٹر آپ! ـــ میں اور جوزف دونوں ٹھیک ہیں۔ لیکن کمروں میں بے کار بیٹھے ہوئے ہیں ـــ میں نے ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی ڈاکٹر ڈکسی کی کوٹھی اپروچ کیا تھا۔ مگر پتہ چلا کہ وہ کوٹھی جل چکی ہے۔ اور ڈاکٹر ڈکسی فوت ہو چکا ہے" ـــــ جوانا نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارے ڈر سے اپنی کوٹھی کو آگ لگا کر مر گیا ہے بیچارہ ـــ بہرحال تم اور جوزف دونوں اب فارغ ہو ـــ تم دونوں پہلی فرصت میں واپس چلے جاؤ ـــ میں ابھی بعد میں آؤں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں باس! ـــ جب تک مشن مکمل نہیں ہو جاتا ـــ ہم واپس نہیں جائیں گے ـــ پہلے ہم لاعلمی میں مار کھا گئے تھے۔ لیکن اب" ـــــ جوانا نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاعلمی کی مار سے علم کی مار زیادہ سخت ہوتی ہے ___ مشن تو مکمل نہ گیا ہے ___ میں نے تو صرف ایک پرانے دوست کی یہاں قبر تلاش کر لی ہے اور پھر اس پر فاتحہ پڑھ کر واپس آجاؤں گا" ___ عمران نے جواب دیا۔

"فاتحہ! ___ وہ کیا ہوتا ہے" ___ ؟ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ اس نے شاید یہ لفظ پہلی بار سنا تھا۔

"جیسے فرانس میں ڈوئل ہوتی ہے ___ اسی طرح پاکیشیا میں فاتحہ ہوتی ہے ___ تلواروں سے لڑا جاتا ہے" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے تو پھر میں کیسے جا سکتا ہوں ___ میں تمہیں سیکنڈ کروں گا" ___ جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سیکنڈ کرنے کی ضرورت نہیں ___ کیونکہ مقابل تو پہلے ہی مر چکا ہے اسی لئے تو میں اب فاتحہ پڑھ رہا ہوں۔ اس کی زندگی میں فاتحہ پڑھ کر میں نے مرنا تھا" ___ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کمرے میں بیٹھے ہوئے سب لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ عمران بڑی صفائی اور سنجیدگی سے بیچارے جوانا کو احمق بنائے جا رہا تھا۔

"جیسے آپ کی مرضی ماسٹر" ___ جوانا کو شاید بات پوری طرح سمجھ نہ آئی تھی اس لئے اس نے مزید الجھنے کی بجائے جان چھڑانے میں ہی عافیت سمجھی ہو گی۔

"جوزف کہاں ہے" ___ ؟ عمران نے پوچھا۔

"موجود ہے ماسٹر" ___ جوانا نے کہا اور پھر شاید عمران کا عندیہ سمجھ کر اس نے رسیور جوزف کو دے دیا تھا۔

"یس باس" ___ جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ___ تم جوانا کے ساتھ واپس چلے جاؤ ___ میں بھی فاتحہ پڑھ کر واپس آجاؤں گا ___ سمجھ گئے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! ___ جیسے آپ کا حکم" ___ جوزف نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب! ___ اب آپ کے یہاں رکنے کی وجہ تو نظر نہیں آتی ___ اور پھر پاور لینڈ کا مشن تو ابھی شروع ہی نہیں ہوا" ___ صفدر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو صفدر! ___ پہلے تو میرا خیال تھا کہ یہاں جینزی میں ایسے لوگ مل جائیں گے جو پاور لینڈ میں داخلے کا کوئی نہ کوئی کلیو دے دیں گے۔ اور ہم سب اس کلیو کی بنا پر پاور لینڈ میں داخل ہو جائیں گے ___ لیکن یہاں آکر پتہ چلا کہ وہاں کے داخلے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ صرف ٹرانسمٹ ہو کر ہی وہاں پہنچا جا سکتا ہے ___ ان لوگوں نے ایسی ریز پاور لینڈ کے گرد پھیلا رکھی ہیں کہ ٹھوس جسم کسی طور بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتا ___ اب مسئلہ یہ تھا کہ ٹرانسمٹ ہونے اور اسے کنٹرول کرنے والی مشینری کونسی ہے ___ ؟ چنانچہ میں نے ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی جس کے پاس وہ ٹرانسمٹ فیوز ہو۔ چنانچہ ایک آدمی

مل گیا ـــــ اور اس سے ٹرانسمٹ فیوز حاصل کر کے میں نے ڈاکٹر آلیری کی لیبارٹری میں اس پر ریسرچ کی اور میں اس کا فارمولا اور اس کا آپریٹنگ پروسیس سمجھ گیا ـــــ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ایسے ٹرانسمٹ فیوز تیار کرنے کے لئے ایسا جدید ترین سائنسی سامان چاہیئے جو شاید یہاں نہ ملے ـــــ اور نہ ہی یہاں ایسی لیبارٹری میسر ہو سکے جس میں وہ ٹرانسمٹ فیوز اور اس کی آپریٹنگ مشین تیار ہو سکے ـــــ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو یہاں سے واپس بھیج کر میں واپس پاکیشیا جانے کی بجائے ایکریمیا جا کر اس کا سامان مہیا کروں گا اور پھر اس سامان سے بہت سارے ٹرانسمٹ فیوز تیار کر کے ہم باقاعدہ ٹیم کی صورت میں پاور لینڈ میں داخل ہوں گے۔ اب ظاہر ہے اس پر کچھ عرصہ لگ ہی جائے گا ـــــ ایسی صورت میں آپ سب کا یہاں بے کار بیٹھنا فضول ہے۔ وہاں پاکیشیا میں بھی کوئی کام پڑ سکتا ہے" ـــــ عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ واقعی اس صورت میں تو ہمارا یہاں رہنا بے کار ہی ہے" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بس یہی بات میں سمجھانا چاہتا تھا ـــــ اس لئے مس جولیا! ـــ آپ اپنی ٹیم کو لے کر واپس ایکسٹو کے پاس پہنچ جائیں ـــــ جب ٹرانسمٹ فیوز تیار ہو جائیں گے تو پھر ہم وہاں سے پوری ٹیم تیار کر کے پاور لینڈ میں داخل ہو جائیں گے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا کی سمجھ میں بھی ساری بات آ گئی تھی اس لئے اس نے بھی سر ہلا دیا۔

" او کے ـــ گڈ بائی" ـــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ چونکہ اب وہ اطالوی کی بجائے نئے میک اَپ میں تھا اس لئے اُسے یقین تھا کہ اُسے کوئی نہیں جانتا اور وہ اطمینان سے ہوٹل کے ہال میں سے ہوتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر سڑک پر آ کر وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور پھر ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو گرین پارک ہوٹل چلنے کے لئے کہا۔ گرین پارک ہوٹل شہر سے ہٹ کر مضافات میں ایک جدید ترین ہوٹل تھا۔ اور عمران کو اس کا ماحول بے حد پسند تھا۔ وہ جب بھی جینزی آتا تھا اسی ہوٹل میں ٹھہرتا تھا۔ اس لئے اس نے اس بار بھی اسی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنایا تاکہ وہاں رہ کر وہ ٹرانسمٹ فیوز کے سامان کے متعلق معلومات جمع کر سکے۔

ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر سڑک پر دوڑنے والی بے شمار گاڑیوں میں شامل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔

درواز ے پر دستک ہوئی تو صوفے پر تقریباً لیٹی ہوئی لیڈی ایشلے چونک پڑی۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"یس۔ کم اِن"۔۔۔ اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا رپورٹ ہے بارکر"۔۔۔ ؟ لیڈی ایشلے نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی کے جلنے سے پہلے اس میں سے ایک کار نکل کر گئی تھی۔ اس کار میں ڈاکٹر وکسی اور ایک اجنبی سوار تھے ۔۔۔ اس اجنبی نے باہر نکل کر سامنے والی سبز کوٹھی کی سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایک اور آدمی کو بلایا اور پھر اُسے بھی کار میں سوار کر کے کار چلی گئی ۔۔۔ اس کے بعد کوٹھی پر زیر دبم فائر کیا گیا

تھا۔ بعد ازاں ڈاکٹر وکسی اور وہ دونوں اجنبی کار میں واپس آئے تھے ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی تو اتر کر کوٹھی کے اندر چلا گیا ۔۔۔ جب کہ وہ دونوں اجنبی ایک شہادت کے مطابق اس سبز کوٹھی کے عقبی حصے میں داخل ہوئے تھے ۔۔۔ وہ کافی دیر بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں وہ بیگ تھا جو مارٹن لے کر اس کوٹھی میں داخل ہوا تھا ۔۔۔ انہیں جب پولیس آفیسر سے ڈاکٹر وکسی کے ہارٹ اٹیک سے فوت ہو جانے کا علم ہوا تو وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے چلے گئے ۔۔۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا اور اس نے بتایا کہ وہ دونوں سٹی چارمنگ ہوٹل میں گئے تھے۔ اس ہوٹل میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ وہاں ایک گروپ ٹھہرا ہوا ہے جس کی لیڈر ایک یورپین عورت ہے ۔۔۔ اس کا نام ریٹا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیاح ظاہر کیا تھا۔ یہ دونوں اجنبی اس عورت کے کمرے میں گئے ۔۔۔ پھر ہوٹل سیگال میں کال کی گئی۔ چونکہ سٹی چارمنگ ہوٹل ایک بلیک میلر کی ملکیت ہے۔ چنانچہ وہاں خفیہ طور پر تمام کاموں کا باقاعدہ ٹیپ ریکارڈ رکھا جاتا ہے تاکہ اعلیٰ حلقوں کے لوگوں کی کالوں سے مواد حاصل کر کے انہیں بلیک میل کیا جا سکے ۔۔۔ چنانچہ اس کال کا ٹیپ میں نے حاصل کر لیا ۔۔۔ اس ٹیپ کی مدد سے مجھے معلوم ہوا کہ ہوٹل سیگال میں ٹھہرے ہوئے دو حبشیوں سے بات چیت کی گئی ہے ۔۔۔ گو اس بات چیت کا کوئی سر پیر سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن یہ دونوں حبشی وہی ہیں جو علی عمران کے ساتھی بتائے جاتے ہیں" ۔۔۔ بارکر نے تفصیل بتائی اور پھر اس نے جیب سے ایک کیسٹ نکال کر لیڈی ایشلے کی طرف بڑھا دی۔

"گڈ ــــ تم نے حیرت انگیز برق رفتاری سے کام لیا ہے بارکر ــــ مجھے تمہاری کارکردگی پر فخر ہے" ــــــ لیڈی ایشلے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور بارکر سے وہ کیسٹ لے لی۔

"میڈم! ــــ ہوٹل سٹی چارمنگ کا ایکسچینج آپریٹر میرا دوست تھا۔ اس لئے مجھے یہ معلومات بھی مل گئیں اور کیسٹ بھی ــــــ ورنہ تو بڑی مشکل ہو جاتی" بارکر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب وہ اجنبی اسی ہوٹل میں ہے" ــــــ ؟ لیڈی ایشلے نے پوچھا۔

"یس میڈم! ــــ میں ٹونی کو وہاں چھوڑ آیا ہوں تاکہ اس اجنبی کی نگرانی کر سکے" ــــــ بارکر نے جواب دیا۔

"گڈ ــ تم واقعی ذہین آدمی ہو ــــ آج سے پہلے تمہاری ایسی صلاحیتیں پاور لینڈ کے سامنے نہ آئی تھی ــــ بہرحال میں تمہیں نیا نمبر ٹو بنانے کو سوچ رہی ہوں" ــــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور بارکر کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔ مادام ایشلے کا نمبر ٹو ہونا ہیڈ کوارٹر میں بہت بڑا عہدہ تھا۔ اتنا بڑا کہ شاید بارکر اتنے بڑے عہدے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"میں پاور لینڈ میں شامل ہونے سے پہلے ویسٹرن کارمن کی ملٹری سیکرٹ سروس میں شامل تھا ــــــ وہاں میرا چیف سے جھگڑا ہو گیا اور پھر میرا کورٹ مارشل کر کے مجھے موت کی سزا دی گئی جس پر میں فرار ہو گیا۔ اور پھر میں نے یہاں فن لینڈ میں آکر ایک جوا خانہ کھول لیا اور منشیات کی سمگلنگ میں مصروف ہو گیا ــــــ میرا ایک طاقتور گروپ بن گیا تھا۔ اس کے بعد میں پاور لینڈ سے متعلق ہو گیا میڈم" ــــــ بارکر نے اپنے متعلق بتلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید نمبر ٹو بننے کے لئے اپنی اہلیت جتانا چاہتا تھا۔

"گڈ ــــ اسی لئے تم نے اتنی جلدی اتنی اہم معلومات حاصل کر لی ہیں۔ بہرحال تمہاری اس کارکردگی کا تمہیں شاندار انعام دیا جائے گا" ــــــ لیڈی ایشلے نے کہا اور پھر اس نے سامنے رکھی میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"مور سپیکنگ میڈم" ــــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز ابھری۔

"میرے کمرے میں ایک کیسٹ ریکارڈر بھجوا دو" ــــــ میڈم نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

بارکر ابھی تک مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

"تم بیٹھ جاؤ بارکر! ــــ اب کم از کم تم اس قابل ہو گئے ہو کہ میرے سامنے بیٹھ سکو" ــــــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور بارکر نے اس اعزاز پر جھک کر سلام کیا اور پھر بڑے مؤدبانہ انداز میں سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام کی نظریں اس کے گٹھے ہوئے اور صحت مند جسم کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

"تم شادی شدہ ہو" ــــــ ؟ اچانک میڈم نے سوال کیا۔

"نو میڈم! ــ میں نے یہ بکھیڑا کبھی نہیں پالا" ــــ بارکر نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"گڈ" ــــ مادام نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید بات کرتی، دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس ــ کم اِن" ــــ میڈم ایشلے نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید قسم کا بڑا سا کیسٹ ریکارڈر تھا۔

"اسے میز پر رکھ دو" ——— میڈم نے اپنے سامنے رکھی ہوئی میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے اُسے میز پر رکھ دیا۔ اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"یہ کیسٹ اس میں لگا دو بارکر" ——— میڈم نے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا اور بارکر نے اٹھ کر بڑی پھرتی سے کیسٹ لگایا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں عمران کی آواز گونجی۔ وہ جوانا سے باتیں کر رہا تھا۔ لیڈی ایشلے عمران کی آواز سنتے ہی چونکا ہو گئی۔ اس کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار چھلک گئے۔ اس نے ہنری کے خلاف ایک ٹھوس ثبوت حاصل کر لیا تھا۔

ہنری کی رپورٹ غلط تھی کہ عمران ختم ہو چکا ہے۔ عمران زندہ تھا۔ لیڈی ایشلے عمران کی آواز اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اس لئے آواز سنتے ہی اُسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ اجنبی عمران ہی ہے، اس نے اپنا میک اپ بدل لیا تھا۔

اب صورت حال بھی اس پر واضح ہو گئی تھی کہ مارٹن نے جب ڈاکٹر دکسی کی کوٹھی پر زیرو بم فائر کیا تھا تو اس سے پہلے ہی عمران ڈاکٹر دکسی سمیت کوٹھی سے باہر جا چکا تھا۔ اس لئے وہ مرنے سے بچ گیا، جبکہ ہنری نے صرف اپنے خاص آدمی مارٹن کے بیان پر ہی بھروسہ کر لیا تھا۔ بہرحال اب وہ آسانی سے عمران کو گرفتار کر کے ہنری کو بتا سکتی تھی کہ لیڈی ایشلے صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے۔

کمرے میں خاموشی طاری تھی۔ بارکر کیسٹ ریکارڈر کا بٹن آف کر کے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

"یہ اجنبی ہی علی عمران ہے ——— میں اس کی آواز پہچانتی ہوں ——— بارکر! ——— تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں یہاں" ——— لیڈی ایشلے نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"آپ حکم فرمائیں میڈم! ——— یہ پورا چینری شہر آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑے گا" ——— بارکر نے جواب دیا۔

"جو میں پوچھ رہی ہوں ——— اس کا جواب دو ——— مجھے فالتو باتیں پسند نہیں ہیں" ——— مادام نے غصیلے لہجے میں کہا اور بارکر سہم گیا۔ دراصل وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی مادام سے بے تکلف ہو گیا تھا۔

"سوری میڈم! ——— میرے گروپ میں پچاس افراد ہیں" ——— بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام مزید بات کرتی، میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون بج اٹھا۔ مادام نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— مادام کا لہجہ تلخ تھا۔

"بارکر کے لئے کال ہے میڈم! ——— بولنے والا ٹونی ہے، اس کا اصرار ہے کہ بات اہم ہے اس لئے فوری رابطہ کرایا جائے" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

مادام نے ٹونی کا نام سنتے ہی خاموشی سے رسیور بارکر کی طرف بڑھا دیا۔ کیونکہ بارکر پہلے ہی بتا چکا تھا کہ وہ علی عمران کی نگرانی پر ٹونی کو چھوڑ آیا ہے۔

"یس ——— بارکر سپیکنگ" ——— بارکر نے اٹھ کر مادام کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

"ٹونی بول رہا ہوں باس! ——— وہ اجنبی سٹی چارمنگ ہوٹل سے نکل

کر گرین پارک ہوٹل میں پہنچا ہے ۔۔۔ اس نے یہاں کمرہ نمبر تیرہ بک کرایا ہے اور اس وقت وہ کمرے کے اندر موجود ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹونی نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ اس کی مکمل نگرانی کرو ۔۔۔ وہ تمہاری نظروں سے ہرگز اوجھل نہ ہونے پائے" ۔۔۔ بارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"وہ اجنبی ہوٹل گرین پارک میں پہنچ گیا ہے مادام" ۔۔۔ بارکر نے رسیور رکھ کر مودبانہ لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو بارکر! ۔۔۔ اب تمہاری اصل صلاحیتوں کا امتحان ہے ۔۔۔ علی عمران کو اس کے ہوٹل سے اغوا کرو ۔۔۔ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ان کے ہوٹل سے ۔۔۔ حبشی جوزف اور جوانا بھی اغوا ہونے چاہئیں ۔۔۔ اور ان سب کو یہاں لا کر جینیری ہیڈکوارٹر کے بلیو روم میں قید کر دو ۔۔۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو" ۔۔۔؟ مادام نے کہا۔

"یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے مادام! ۔۔۔ کم از کم بارکر کے لئے یہ کام بالکل آسان ہے ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ۔۔۔ بارکر نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم یہ مشن کیسے انجام دو گے ۔۔۔؟ مجھے تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔ مادام نے کہا۔

"مادام! ۔۔۔ علی عمران کو رات کو سوتے ہوئے بیہوش کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کا اغوا آسان ہو جائے گا ۔۔۔ اس کے ساتھیوں کو بھی آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے کیونکہ جن کمروں میں وہ رہائش پذیر ہیں

وہاں سے خفیہ راستے باہر نکلتے ہیں ۔۔۔ اور انہیں بھی زود اثر بیہوش کر دینے والی گیس سے اغوا کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ بارکر نے جواب دیا۔

"لیکن کیا ہوٹل کی انتظامیہ تم سے تعاون کرے گی" ۔۔۔؟ مادام نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ اب آپ سے کیا چھپانا ۔۔۔ سٹی چارمنگ ہوٹل میری اپنی ملکیت ہے اور میں نے بطور سائیڈ بزنس یہ کام کیا ہوا ہے ۔۔۔ اس لئے وہاں سب کچھ ہو سکتا ہے" ۔۔۔ بارکر نے جواب دیا اور مادام کا چہرہ چمک اٹھا۔ بارکر اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہو رہا تھا۔ اب وہ سمجھ گئی تھی کہ بارکر اتنی آسانی سے کس طرح وہ ٹیپ لے آیا ہے۔ بارکر کا حوالہ اسے ترمذی نے دیا تھا۔ وہ ترمذی کے سابقہ گروپ کا خاص آدمی تھا اور ترمذی کے کہنے پر ہی اسے پاورلینڈ سے متعلق کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ وہ ترمذی سے ہی منسلک تھا اس لئے وہ اسے براہ راست نہ جانتی تھی۔ ترمذی نے اسے بتایا تھا کہ جینیری میں اس کا خاص آدمی بارکر موجود ہے۔ وہ تمہارے بے حد کام آئے گا اور پھر اس نے بارکر سے رابطہ قائم کر کے اسے مادام ایشلے سے مکمل تعاون کا حکم بھی دے دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بارکر کی ان صلاحیتوں پر حیران ہو رہی تھی۔ جینیری میں مادام ایشلے کے لئے شروع سے ہی ایک بڑی کوٹھی ریزرو رہتی تھی۔ جہاں اس کا مخصوص عملہ رہتا تھا وہ جب بھی جینیری آتی یہیں قیام کرتی تھی اور یہاں اس نے ہر قسم کے انتظامات کر رکھے تھے۔ اس نے بارکر کو یہیں بلا کر اس کے ذمے تحقیقات کا کام لگایا تھا۔

"گڈ ۔۔۔ اور وہ حبشی جوزف اور جوانا" ۔۔۔؟ مادام نے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ جوانا سے کسی زمانے میں میرے گہرے تعلقات رہے

ہیں۔ بعد میں وہ ماسٹر کلرز میں شامل ہوگیا تھا ـــــ لیکن اب بھی میرے اس سے تعلقات موجود ہیں ـــــ میں دوستانہ تعلقات کی بنا پر بھی ان دونوں کو اغوا کر سکتا ہوں ـــــ صرف یہ ہوگا کہ انہیں لے آنے کے لئے مجھے خود جانا پڑے گا" ـــــ بارکر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہیے ـــــ خاص طور پر علی عمران کا اغوا ـــــ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہوشیار ہو جائے اور سارا کھیل ہی بگڑ جائے" ـــــ مادام نے اُسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ـــــ اور بارکر کی صلاحیتوں پر اعتماد کریں" ـــــ بارکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ اب تم جا کر حکم کی تعمیل کرو ـــــ جب سب لوگ بلیو روم میں پہنچ جائیں تو مجھے مطلع کرو ـــــ میں تمہارا انتظار کروں گی" ـــــ مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ـــــ میں جلد ہی آپ کو کامیابی کی خبر سناؤں گا" ـــــ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مادام کو سلام کر کے وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مادام کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ جیسے ہی یہ سب لوگ بلیو روم میں اکٹھے ہوں گے وہ ہنری اور ترندی کو ہیڈ کوارٹر سے بلا لے گی اور پھر انہیں بتائے گی کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ اُسے یقین تھا کہ عمران کو سامنے زندہ دیکھ کر ہنری پھر کبھی اس کے سامنے سر نہ اٹھا سکے گا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے اچھل کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ ایک سٹریچر نما تختے سے پوری مضبوطی سے بندھا ہوا تھا۔ اس کے جسم کو چمڑے کے مضبوط تسموں سے سٹریچر سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے چونکنے کی وجہ یہی تھی کہ آنکھ کھلنے پر اس نے اپنے آپ کو ہوٹل کے کمرے کی بجائے اجنبی جگہ پر دیکھا تھا۔

یہ ایک وسیع کمرہ تھا جس میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشندان۔ پورا کمرہ ٹھوس دیواروں پر مشتمل تھا۔ صرف اونچی چھت سے ایک فانوس لٹک رہا تھا جس میں موجود بے شمار بلب جل رہے تھے۔

رات کو عمران اپنے کمرے میں سویا تھا اور اس نے اپنے طور پر دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔ پھر وہ یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس بات پر اُسے حیرت تھی۔ ظاہر ہے اُسے ہوٹل سے اغوا کیا گیا تھا۔ لیکن کس نے اغوا کیا تھا اور

کیسے ـــــ یہ بات اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔ اور پھر اس نے گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھا تو اُسے حیرت کا دوسرا شدید جھٹکا لگا۔ پوری ٹیم اس کی طرح سٹریچرز سے بندھی ہوئی اس بند کمرے میں موجود تھی۔ جوزف اور جوانا تک موجود تھا۔

"حیرت ہے ـــــ یہ لوگ تو جادوگر معلوم ہوتے ہیں" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران کے سب ساتھیوں کی آنکھیں بند تھیں اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہے ہوں۔ اور دوسری حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سب اپنے اصل چہروں میں تھے۔ ان کے میک اپ صاف کر دیئے گئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ کوئی ایسا چکر چل گیا ہے کہ وہ سب لوگ نہ صرف ٹریس ہو گئے ہیں بلکہ بڑے اطمینان سے انہیں اغوا بھی کر لیا گیا ہے۔ اس کے ساتھیوں کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ سب بیہوش تھے اور ظاہر ہے عمران کو بھی گہری نیند سوتے ہوئے بیہوش کر کے یہاں لایا گیا ہوگا۔ لیکن یہ لوگ کون ہیں۔ ان کا تعلق پاورلینڈ سے ہے یا کوئی اور چکر ہے ـــــ؟ اس بات کا اندازہ تو اس وقت ہو سکتا تھا جب ان میں سے کوئی سامنے آتا۔

عمران کے ہاتھ سٹریچر کے نیچے موڑ کر باندھے گئے تھے اور عمران نے اپنے دونوں بندھے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دی تو اس کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو کلائی کے اوپر کر کے باندھا گیا تھا۔ اور وہ اس طرح آسانی سے اپنے ناخنوں میں موجود تیز بلیڈوں کو استعمال کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر کام شروع بھی کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کلائیاں آزاد ہو گئیں۔ اب وہ آسانی سے جسم پر بندھے ہوئے دوسرے سٹریپ بھی کاٹنے کے قابل ہو گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کا جسم بندشوں سے قطعی آزاد ہو گیا۔ وہ تیزی

سے اس سٹریچر سے نیچے اترا اور پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ اس نے باری باری ان کی بندشیں بھی اپنے ناخنوں کے بلیڈوں سے کاٹ دیں اور پھر اس نے باری باری ہر ایک کی ناک اور منہ بند کر کے انہیں جبراً ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ جب وہ آخری آدمی کو بھی ہوش میں لے آیا تو اُسے اس تمام کارروائی میں کم از کم بیس پچیس منٹ لگ ہی گئے۔

"عمران صاحب! ـــــ یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں" ـــــ تقریباً سب نے ہی اپنے اپنے انداز میں یہی سوال کیا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے کہ ہم پاورلینڈ کی قید میں ہیں ـــــ کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی دوسری پارٹی اس وقت ایسی نہیں ہے جو ہماری مہمانی کا بوجھ سنبھال سکے" ـــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ لیکن انہیں ہم سب کے بارے میں کیسے علم ہوا ـــــ اور پھر ہمیں احساس تک نہیں ہوا ـــــ ہم سب رات کو اپنے اپنے کمروں میں سوئے تھے اور اب آنکھیں یہاں کھلی ہیں" ـــــ تقریباً سب نے کہا۔

"عقلمند کہتے ہیں کہ نیند موت کی بہن ہوتی ہے۔ تو شکر کرو کہ تم نیند میں ہونے کے باوجود اس کی بہن کے مہمان نہیں بن گئے ـــــ ورنہ آنکھ قبر میں کھلتی اور منکر نکیر سر پر سوار ہوتے" ـــــ عمران نے مسکرا کر جواب دیا۔

"یہ کمرہ بھی تو قبر کی طرح ہی ہے ـــــ کہیں کوئی دروازہ یا کھڑکی نہیں ہے۔ لیکن گھٹن کا احساس بھی نہیں ہو رہا" ـــــ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

"یہ قبر اگر نہیں بھی ہے تو قبر میں تبدیل ہو سکتا ہے ـــــ پاورلینڈ ہی اگر ہمارا میزبان ہے تو اس نے ہم سے کوئی رعایت نہیں کرنی۔ اس لئے آپ

فاسٹ ایکشن کے لئے ہر لمحے تیار رہیں ــــ اب سب دوبارہ سٹریچروں پر لیٹ جائیں اور سٹریپز کو اسی طرح سیٹ کر لیں کہ محسوس یہی ہو جیسے آپ لوگ بندھے ہوتے ہیں ــــ اس طرح مدافعت کے لئے چند لمحے مل جائیں گے"۔

عمران نے کہا اور پھر وہ خود اپنے سٹریچر نما تختے پر لیٹ گیا اور اس نے نیچے لٹکے ہوئے سٹریپز کو دونوں ہاتھوں سے تختے کے نیچے ایسی گانٹھیں دیکر باندھ دیا کہ بوقت ضرورت وہ جسم کے ایک ہی جھٹکے سے آزاد ہو سکے اور دونوں ہاتھ اسی انداز میں نیچے موڑ کر تختے کے درمیان کر لئے۔ پوری ٹیم نے بھی عمران کی طرح کارروائی کی اور پھر وہ خاموش لیٹے کسی کی آمد کے منتظر ہو گئے۔ لیکن اس کمرے کی ہر دیوار اسی طرح اپنی جگہ پر قائم تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انہیں اس بند کمرے میں ڈال کر انہیں بھول گئے ہوں۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ یہ خاموشی بہر حال ٹوٹے گی اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد فانوس میں جلنے والے بلبوں کی روشنی یکلخت تیز ہو گئی۔ روشنی اتنی تیز ہو گئی تھی کہ فی الواقع ان کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

چند لمحوں بعد ہی روشنی دوبارہ ہلکی ہو گئی اور پھر سرسر کی آواز سے ان کے دائیں طرف والی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹتی چلی گئی۔

لیڈی ایشلے اپنے کمرے میں بڑی بے چینی سے ٹہل رہی تھی اس کے چہرے پر زبردست جوش کے آثار نمایاں تھے۔ آنکھوں میں فتح اور کامیابی کی چمک تھی۔ اس وقت صبح ہونے والی تھی اور بارکر نے ابھی آکر اطلاع دی تھی کہ علی عمران سمیت ان کی پوری ٹیم جینری ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید ہو چکی ہے۔ ان سب کو سوتے ہوتے زود اثر بیہوشی کی گیس چھوڑ کر بیہوش کیا گیا اور پھر بڑی آسانی سے انہیں اغوا کر کے بلیو روم میں پہنچا دیا گیا۔

لیڈی ایشلے نے بارکر کو وہیں ٹھہر کر ان سب کی نگرانی کا حکم دیا اور پھر خود اس نے ہیڈ کوارٹر میں ترمذی اور ہنری سے رابطہ قائم کرنے کے لئے اپنے اسسٹنٹ مور کو کہہ دیا۔ وہ چاہتی تھی کہ ان دونوں کو بلا کر پہلے اپنی صلاحیتوں کا ان پر اظہار کرے اور پھر ان سب کے سامنے انہیں گولیوں سے بھون ڈالے۔

چنانچہ اب وہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہونے کی منتظر تھی۔ چونکہ لیڈی

ایشلے نے رابطہ فون پر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے اس کا اسسٹنٹ مور ہیڈ کوارٹر جا کر رابطہ مشین کو فون کے ساتھ منسلک کرنے میں مصروف تھا اور ظاہر ہے اس کے لئے کچھ دیر تو لگنی تھی۔ لیکن لیڈی ایشلے پر ہر لمحہ بھاری پڑ رہا تھا۔ وہ جلد از جلد ہنری اور ترمذی پر اپنی صلاحیتوں کا رعب ڈالنا چاہتی تھی۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور لیڈی ایشلے نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ ایشلے سپیکنگ" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"مادام ! ۔۔ میں مور بول رہا ہوں ۔۔ ہیڈ کوارٹر میں باس ہنری سے رابطہ قائم ہو گیا ہے ۔ بات کریں" ۔۔۔ اس کے اسسٹنٹ مور کی آواز سنائی دی اور لیڈی ایشلے کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور بڑھ گئی اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز رسیور پر ابھری۔

"یس ۔ ہنری فرام ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔ ہنری کے لہجے میں تحکم اور کرختگی نمایاں تھی۔

"میں ایشلے بول رہی ہوں چینزی سے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے اپنے جوش کو جبراً دباتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ مادام آپ ! ۔۔۔ خیریت" ۔۔۔ ہنری نے اس بار نرم لہجے میں کہا لیکن حیرت کا عنصر بھی اس کی آواز میں نمایاں تھا۔

"ہنری ! ۔۔۔ تمہارے لئے ایک خوشخبری ہے ۔۔۔ جس آدمی کی عظمت کے سامنے تم خوفزدہ تھے ۔۔۔ وہ اس وقت اپنے تمام ساتھیوں سمیت میری قید میں ہے" ۔۔۔ لیڈی ایشلے نے کٹیلے اور طنزیہ لہجے

میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں میڈم ! ۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں" ۔۔۔ ہنری نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں سمجھاتی ہوں ۔۔۔ تمہارے آدمی مارٹن نے تمہیں غلط رپورٹ دی تھی ۔۔۔ ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی جس وقت مارٹن نے زیرو بم فائر کر کے تباہ کی تھی اس وقت علی عمران کوٹھی میں موجود ہی نہ تھا ۔۔۔ اس لئے وہ ہلاک نہیں ہوا تھا بلکہ صاف بچ نکلا تھا" ۔۔۔ مادام ایشلے نے رک رک کر اور الفاظ کو چبا چبا کر فقرہ مکمل کیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے مادام ! ۔۔۔ آپ کو غلط رپورٹ دی گئی ہے ۔ یہ کوئی نقلی علی عمران ہو گا ۔۔۔ یہ لوگ بے حد چالاک اور انتہائی عیار ہیں۔ عمران کی موت کے بعد ان کے کسی ساتھی نے عمران کا روپ دھار لیا ہو گا۔ اس کا میک اپ کر لیا ہو گا" ۔۔۔ ہنری نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات بھی ہے تو میں نے تم سے رابطہ بھی اسی لئے قائم کیا ہے کہ تم فوراً چینزی میں میری کوٹھی پر پہنچو ۔۔۔ اور پھر اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر تسلی کر لو کہ کیا حقیقت ہے اور کیا نہیں" ۔۔۔ مادام ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ کیا آپ کی کوٹھی میں موجود ہیں" ۔۔۔ ؟ ہنری نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میں نے ان سب کو چینزی ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید کر رکھا ہے ۔۔۔ اور یہ سب لوگ بے ہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے

ں" ___ مادام ایشلے نے جواب دیا۔

"یہ آپ کے ہتھے کیسے چڑھے" ___؟ ہنری نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"یہ تفصیل بھی سنا دوں گی ___ تم آ تو جاؤ ___ تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے" ___ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں پہنچ رہا ہوں" ___ ہنری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ترمذی کو بھی ساتھ لیتے آنا ___ تاکہ وہ بھی دیکھ لے کہ ایشلے کی صلاحیتوں میں کمی نہیں ہوئی" ___ لیڈی ایشلے نے کہا۔

"لیکن اس طرح مین ہیڈ کوارٹر خالی ہو جائے گا ___ اصول کے مطابق ایک کو لازماً ہیڈ کوارٹر میں موجود رہنا چاہیے" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"او۔کے ___ یہ بھی ٹھیک ہے ___ بہرحال وہ تو ویسے بھی اس معاملے میں غیر جانبدار ہے ___ یہ تو تمہارا اور میرا مسئلہ ہے۔ تم اکیلے ہی آ جاؤ" ___ مادام ایشلے نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں کچھ دیر بعد ٹرانسمٹ ہو کر آپ کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں گا ___ میرا انتظار کریں" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"تم کتنی دیر میں یہاں پہنچ رہے ہو ___ فوراً ہی آ جاؤ" ___ لیڈی ایشلے نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے سپیشل لیبارٹری کے ایک اہم مسئلے پر ہائی لیول میٹنگ بلائی ہوئی ہے ___ یہ بہت ضروری ہے ___ ورنہ بے حد نقصان کا بھی

خطرہ ہے ___ میں بہرحال ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا" ___ ہنری نے جواب دیا۔

"او۔کے ___ میں انتظار کروں گی ___ ایک گھنٹے بعد ہی سہی" ___ مادام ایشلے نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کی جھلک کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

مادام ایشلے کو یقین تھا کہ بلیو روم سے ان قیدیوں کا فرار ناممکن ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھی۔ ویسے بھی بارکر اور مور وہاں موجود ہی تھے۔ چنانچہ اس نے میز پر پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور پھر کمرے سے باہر کھڑے ہوئے دربان کو بلا کر بلیک کافی لانے کی ہدایت کر دی۔ اب ایک گھنٹہ تو بہرحال گذارنا ہی تھا۔

عمران ادھ کھلی آنکھوں سے جائزہ لینے میں مصروف تھا اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ دیوار ہٹتے ہی دس کے قریب مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ سائیڈوں میں ہوتے چلے گئے۔ ان کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا جس کے چہرے پر خشونت اور غصے کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ ابھی تک بیہوش پڑے ہیں" —— اس لمبے تڑنگے آدمی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" —— ایک مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— باقی پڑے رہیں —— البتہ اس کی جگہ بدل دو" —— لمبے تڑنگے آدمی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" —— اسی مسلح آدمی نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر دو افراد مشین گنوں کو کاندھوں سے لٹکا کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے ان دونوں نے دونوں اطراف سے اس سٹریچر کو اٹھا لیا جس پر عمران لیٹا ہوا تھا۔

وہ دونوں سٹریچر کو اٹھاتے تیزی سے خلا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران اس نئی صورت حال کی بنا پر کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ اور وہ دونوں اسے اٹھائے تیزی سے اس خلا سے باہر نکلتے چلے گئے۔ باہر ایک راھداری تھی اور وہ عمران کا سٹریچر اٹھائے تیزی سے اس راھداری کے شمال کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

راھداری کے اختتام پر ایک دیوار تھی۔ مگر ان دونوں کے وہاں پہنچتے ہی دیوار خود بخود ایک طرف ہٹ گئی اور وہ اس کی دوسری طرف آ گئے۔ دوسری طرف ایک سنسان سی سڑک تھی جس کے کنارے پر ایک بند ویگن موجود تھی۔ وہ عمران کو اٹھاتے اس ویگن کے پچھلے حصے کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے ویگن کا پچھلا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ان دونوں نے عمران کا اسٹریچر دھکیل کر ویگن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ کھٹک کی تیز آواز آئی اور ویگن کے دروازے کو تالا لگ گیا۔

چند لمحوں بعد ویگن تیز رفتاری سے آگے بڑھتی گئی۔ ویگن کے پچھلے حصے پر عمران اکیلا موجود تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر یہ کیا چکر چل پڑا ہے۔ اور اسے یوں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ کر کے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

ویگن تیز رفتاری سے چلتی رہی اور پھر تقریباً بیس منٹ کے مسلسل سفر کے بعد اس کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جھٹکے

سے رُک گئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ کسی نئی منزل پر پہنچ گیا ہے۔
ویگن کا پچھلا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور عمران کے سٹریچر کو باہر کھینچ لیا گیا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک وسیع کوٹھی کے پورچ میں موجود ہے۔ اس کے سٹریچر کو اٹھائے دونوں افراد تیزی سے عمارت کے اندر بڑھتے چلے گئے ایک راہداری سے گذر کر وہ سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچے اور پھر انہوں نے سٹریچر تہہ خانے میں رکھا اور مشینی انداز میں واپس مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی دروازہ خودبخود بند ہو گیا۔

اسی لمحے عمران نے ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو سٹریچر کی عارضی بندشوں سے چھڑایا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب تک وہ اس لئے خاموش تھا کہ وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ اسے پہلے اس بند کمرے میں قید کرنے کے بعد کیوں اس طرح اٹھا کر لایا جا رہا ہے۔ لے آنے والوں کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ عمران کو تو پہچانتے ہیں لیکن کسی وجہ سے وہ عمران کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی وجہ عمران جاننا چاہتا تھا تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔

عمران کو اپنے ساتھیوں کی طرف سے زیادہ فکر اس لئے نہ تھی کہ وہ آزاد ہو جانے کے بعد بخوبی اپنا دفاع کر سکتے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جانتا تھا کہ اگر یہ سارا چکر پاور لینڈ والوں کا ہے تو پھر انہیں زیادہ دلچسپی عمران کے ساتھ ہی ہے۔

عمران نے دروازے کے ہینڈل کو دبا کر اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر چھوٹی راہداری سے گذر

احتیاط سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کا اختتام جس کمرے میں ہوتا تھا وہاں سے اُسے کسی کی آواز آرہی تھی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران دروازے کی اوٹ میں پہنچ کر رُک گیا۔ اور پھر اس نے بڑی احتیاط سے اوٹ میں سے جھانکا تو اس نے ان دونوں کو ایک میز کے گرد کھڑے دیکھا۔ میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

"ہیلو۔۔۔ راڈش کالنگ چیف باس ہنری۔ اوور"۔۔۔ ایک آدمی بار بار یہی فقرہ دوہرائے چلا جا رہا تھا۔

"یس ہنری کالنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز گونجی اور عمران آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ اسی لمبے تڑنگے آدمی کی آواز ہے جس نے عمران کی جگہ تبدیل کرنے کے لئے کہا تھا۔

"عمران کو تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا ہے باس۔ اوور"۔۔۔ بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔۔۔ ہنری نے پوچھا۔

"وہ ابھی تک بیہوش ہے باس۔ اوور"۔۔۔ راڈش نے جواب دیا۔

"تہہ خانے کے دروازے کو لاک کر دیا ہے نا۔ اوور"۔۔۔ ہنری نے سوال کیا۔

"نہیں باس!۔۔۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ وہ تو گہری بے ہوشی کا شکار ہے۔ اوور"۔۔۔ راڈش نے جھجکتے ہوئے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ احمق۔۔۔ نانسنس۔۔۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔۔۔ وہ کسی بھی وقت ہوش میں آسکتا ہے۔ فوراً دروازہ باہر سے لاک کر دو۔ اور تم

دونوں باھر احتیاط سے نگرانی کرنا ــــ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اُسے فوراً گولیوں سے بھون ڈالنا۔ اوور" ــــ ہنری نے غصے سے چنیختے ہوئے کہا۔

"بب ـ بہتر باس! ــــ ایسا ہی ہوگا۔ اوور" ــــ راڈش نے جواب دیا۔

"اب پروگرام سُن لو ــــ اچھی طرح اور احتیاط سے ــــ میں نے عمران کی جگہ اس کے میک اپ میں دوسرا آدمی بلیو روم میں پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد میں لیڈی ایشلے کے ہمراہ وہاں پہنچوں گا ــــ اور اس پر ثابت کر دونگا کہ اس نے جس عمران کو گرفتار کیا ہے وہ نقلی ہے ــــ اصلی عمران تو پہلے ہی قتل ہو چکا ہے اور اس کی لاش میرے پاس محفوظ ہے۔ اور پھر میں اُسے لے کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا ــــ روانگی سے پہلے میں تمہیں ریڈ کاشن دے دونگا ــــ ریڈ کاشن ملتے ہی تم نے فوری طور پر عمران پر ریڈ فائر کھول دینا ہے۔ اس سے عمران جھلس اور جل کر ختم ہو جائے گا ــــ بس یہ خیال رکھنا کہ اس کا چہرہ قدرے محفوظ رہے۔ ریڈ فائر اس کی ناف پر کر دینا ــــ جب وہ ختم ہو جائے تو اس کے جسم پر انجانا کریم مل دینا تاکہ اس کی لاش پرانی نظر آئے ــــ ہمارے پہنچنے سے پہلے یہ کارروائی مکمل ہو جانی چاہیئے۔ اوور" ــــ ہنری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ــــ ہم اپنے فرائض سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔ اوور" ــــ راڈش نے جواب دیا۔

"او کے ــــ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور بٹ

والے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"جیگر ــــ تم جا کر تہہ خانے کا دروازہ باھر سے لاک کر دو۔ اور خود وہیں ٹھہر کر نگرانی کرو ــــ میں سٹور سے ریڈ کاشن ریسور ــــ انجانا کریم اور ریڈ فائر اٹھا کر لے آؤں ــــ کیونکہ ریڈ کاشن کے بعد ہمیں تمام کارروائی سیکنڈوں میں مکمل کرنی ہوگی" ــــ راڈش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ــــ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر سیڑھیوں والے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جب کہ راڈش قریبی دروازے سے باھر نکل گیا۔

عمران دروازے کی اوٹ میں خاموش کھڑا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی جیگر سیڑھیاں اترنے کے لئے دروازہ کراس کرتا ہوا اوٹ سے سامنے آیا، عمران بھوکے چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے اس کی گردن کے گرد اپنا ایک بازو ڈال کر اُسے اپنے سینے سے چپکا لیا۔ مشین گن چونکہ جیگر کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی اس لئے وہ اب اُسے استعمال نہ کر سکتا تھا۔

جیگر اس اچانک افتاد پر گھبرا گیا۔ اور اسی لمحے سے عمران نے فائدہ اٹھایا جیگر کی گردن کے گرد جیسے ہی اس کا بازو صحیح طریقے سے جما۔ اس نے انتہائی زوردار جھٹکا دیا اور جیگر کا جسم بُری طرح پھڑپھڑانے لگا۔ مگر عمران نے دوسرے بازو سے اس کے نچلے جسم کو اپنے جسم کے ساتھ رکھ کر جکڑا ہوا تھا اس لئے جیگر باوجود کوشش کے اپنے آپ کو عمران کی گرفت سے نہ بچا سکا تھا۔ عمران نے بازو کو دوسرا جھٹکا دیا۔ یہ جھٹکا پہلے سے کہیں زیادہ زوردار

تھا اور اس بار کڑک کی آواز ابھری اور جیگر کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی۔

عمران کو جب یقین ہو گیا کہ جیگر واقعی مر چکا ہے تو اس نے گردن کے گرد لپٹا ہوا بازو ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے جسم کو سنبھال کر اس نے اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی اور پھر اس کے مُردہ جسم کو سیڑھیوں سے نیچے لڑھکا دیا۔ اور جیگر کا مُردہ جسم لڑھکتا ہوا آخری سیڑھی سے نیچے راہداری کے فرش پر جا گرا۔

عمران ہاتھ میں مشین گن سنبھالے دروازے کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے اس دروازے کے پیچھے جا کر رُک گیا جس سے راڈش باہر نکلا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی قدموں کی آواز باہر برآمدے میں ابھری آنے والا اسی دروازے کی طرف ہی آ رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑ لیا اور پھر راڈش بڑے اطمینان سے چلتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اُسے عمران کی وہاں موجودگی کا ذرہ برابر بھی علم نہ ہو سکا۔ اس نے ایک بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔

جیسے ہی راڈش کی پشت عمران کی طرف ہوئی۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے لہرایا اور مشین گن کا دستہ پوری قوت سے راڈش کی کھوپڑی پر پڑا۔ راڈش کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔ بیگ اس کے ہاتھ سے ضرب لگتے ہی نکل گیا تھا۔ اس نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اُسے مُڑ کر دیکھنے کی مہلت نہ دی اور مشین گن کی دوسری ضرب اس کی کھوپڑی پر جما دی اور راڈش

بے حس و حرکت ہو گیا۔

عمران نے اُسے پلٹ کر سیدھا کیا اور پھر جھک کر اس کی نبض کو دیکھنے لگا۔ نبض بتا رہی تھی کہ راڈش گہری بیہوشی میں مبتلا ہو چکا ہے اور اب کم از کم دو تین گھنٹوں سے پہلے اس کا ہوش میں آنا ممکن نہیں تھا۔

عمران نے فرش پر پڑا بیگ اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس میں ایک گیس لائٹ ٹائپ کا آلہ موجود تھا جس کا شیشہ سُرخ رنگ کا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ ریڈ کاشن ریسیور ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک لمبی سی نلکی تھی جس پر سرخ رنگ کا پینٹ تھا۔ اس نلکی کا ایک سرا سوئی کی طرح باریک تھا جب کہ پچھلے سرے پر سفید رنگ کا پریسنگ بٹن تھا نلکی کے اوپر کسی نامانوس سی زبان کے چند الفاظ بھی درج تھے۔ اس کے علاوہ بیگ میں سفید رنگ کی کریم کی ایک بڑی سی بوتل تھی۔ عمران اس کریم کے فنکشن سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس سامان کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد اس نے بیگ کو وہیں رکھا اور مشین گن اٹھائے وہ کمرے سے باہر آیا۔ اس نے بڑی احتیاط سے کوٹھی کے ایک ایک کمرے کا جائزہ لیا لیکن کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان دونوں کے علاوہ اس عمارت میں اور کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ البتہ باہر پورچ میں وہی ویگن کھڑی تھی جس سے عمران کو بلیو روم سے لایا گیا تھا۔

عمران نے سٹور بھی چیک کیا اور پھر اُسے اس سٹور میں سے جدید ترین ٹائپ کا میک اپ باکس بھی مل گیا۔ اس نے وہ باکس اٹھایا اور پھر واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں راڈش بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اس کی قدو قامت دیکھتے ہی اُسے صرف بیہوش کرنے پر اکتفا کیا تھا اس نے

اس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا۔ اس کے بعد اس نے میک اپ باکس کھولا اور پھر راڈش کے چہرے پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ اور چہرے پر اپنا میک اپ کرنے کے بعد اس نے اس کی آنکھوں کا رنگ بھی ایک شیشی میں سے چند قطرے ڈال کر بدل دیا۔ اس کے بعد بالوں کا نمبر آیا اور چند لمحوں بعد فرش پر بیہوش پڑا ہوا راڈش مکمل طور پر عمران کے میک اپ میں موجود تھا۔

اس کام سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے چہرے پر راڈش کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنے چہرے پر راڈش کا میک اپ مکمل کر لیا۔

میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے جھک کر بیہوش پڑے ہوئے راڈش کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے فرش پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ جیگر کی لاش کو پھلانگتا ہوا تہہ خانے میں پہنچا اور اس نے بیگ میں سے ریڈ کاشن والا آلہ نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔ ریڈ فائر اور کریم کی ٹیوب نکال کر اس کے ساتھ رکھی اور پھر اس نے راڈش والے لباس کے اندرونی جیب میں موجود ایک باریک سا خنجر باہر نکال لیا۔ لباس کی جیبوں کی تلاشی وہ پہلے ہی لے چکا تھا اس لئے اُسے خنجر کی موجودگی کا علم تھا۔

اس نے راڈش کی پتلون کا پائنچہ اٹھایا۔ وہ اس کی پنڈلی پر نیلی لکیر لباس اتارتے وقت دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے خنجر کی مدد سے بڑی پھرتی سے ٹرانسمٹ فیوز اس کی پنڈلی سے نکال لیا۔ گوشت کٹنے کی شدید تکلیف

ل بنا پر ہی راڈش خود بخود ہوش میں آ گیا۔

اس نے ہوش میں آتے ہی کراہ کر اٹھنا چاہا، مگر بندھے ہوئے سموں کی وجہ سے وہ صرف سر کو ہی ہلا سکا۔

عمران ٹرانسمٹ فیوز کو رومال میں لپیٹ کر اپنی جیب میں منتقل کر بکا تھا۔ راڈش نے جب آنکھیں کھول کر اپنے سامنے کھڑے عمران کو یکھا تو حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ لیونکہ اُسے اپنے سامنے اپنی ہی شکل نظر آ رہی تھی۔

"کک۔ کون ہو تم" ۔۔۔ اس نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"راڈش" ۔۔۔ عمران نے راڈش کے ہی لہجے میں جواب دیا اور راڈش اپنا ہی لہجہ سن کر حیرت کی شدت سے دوبارہ بیہوش ہوتے ہوتے بچا۔ اُسے اس حیرت کی وجہ سے اپنی ٹانگ کی تکلیف بھی بھول گئی تھی۔

"میں تمہارا ہمزاد ہوں راڈش۔۔ اور سنو۔۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہیں انٹرویو دیتا رہوں ۔۔۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو میرے دو سوالوں کے جواب دے دو" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مگر تم کون ہو ۔۔۔؟ راڈش تو میں ہوں" ۔۔۔ راڈش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سنو۔۔ تم نے یہ بتانا ہے کہ ہنری کا پاور لینڈ میں کیا عہدہ ہے"؟ عمران نے سوال کرنے کے ساتھ ہی اس کے سینے پر رکھا ہوا خنجر اٹھا کر اس کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی تھی۔

"وہ چیف باس ہے" ــــــ راڈش نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیڈی ایشلے اس کی ماتحت ہے" ــــــ؟ عمران نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ وہ چیئرمین ہے ــــ ہنری اور ترمذی ڈائریکٹرز ہیں" ــــ راڈش نے جواب دیا۔

"پادرلینڈ میں داخلے کا ٹرانسمٹ کے علاوہ اور راستہ کونسا ہے": عمران نے خنجر کی نوک کو قدرے زور سے دباتے ہوئے کہا۔

"کوئی راستہ نہیں ہے ــــ اُسے مخصوص لہروں سے کیموفلاج کر دیا گیا ہے ــــ صرف ٹرانسمشن نظام سے ہی وہاں انسان اور دوسری چیزیں جا سکتی ہیں ــــ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے" راڈش نے تکلیف سے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"بلیو روم سے عمران کو کیوں نکالا گیا ہے" ــــ؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"مم ــ مگر تم ــــــ" راڈش نے شاید سنبھل کر سوال کرنا چاہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا سوال مکمل ہوتا، عمران نے خنجر کی نوک کو اور زیادہ دبا دیا اور راڈش بے اختیار سر مارنے لگا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑتا چلا گیا۔

"بتاؤ ــــ ورنہ ابھی شہ رگ کاٹ دونگا" ــــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ــ بتاتا ہوں ــ بتاتا ہوں" ــــ راڈش نے خوفزدہ لہجے

میں جواب دیا اور عمران نے خنجر پر دباؤ کم کر دیا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے، ہنری نے اپنے طور پر عمران کو قتل کرا دیا تھا ــــ اور چیئرمین مادام ایشلے کو رپورٹ دے دی تھی کہ عمران مر چکا ہے ــــ لیکن چیئرمین مادام ایشلے نے اپنے گروپ کے آدمیوں کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے چینری ہیڈ کوارٹر کے بلیو روم میں قید کرا دیا ــــ اور پھر ہنری باس کو بلایا تاکہ اس کی رپورٹ کو جھوٹ ثابت کر سکے ــــ باس ہنری کو معلوم ہوا تو اس نے ہمیں ساتھ لیا ــــ ہم اس کے گروپ کے آدمی ہیں اور پھر وہ ہمیں لیکر چینری ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ــــ چینری ہیڈ کوارٹر باس ہنری نے تعمیر کرایا تھا اس لئے بلیو روم کا ایک خفیہ راستہ اُسے معلوم تھا ــــ اس نے اپنی بات سچ منوانے کے لئے وہاں سے عمران کو اغوا کر لیا اور اس کی جگہ عمران کے میک اپ میں اپنا آدمی لٹا دیا ــــ اس آدمی کو ختم کر دیا گیا ہوگا تاکہ وہ صحیح بات نہ بتا سکے ــــ اس طرح مادام ایشلے کی رپورٹ جھوٹی ہو جائے گی ــــ اور پھر باس ہنری، مادام ایشلے کو یہاں اپنے پوائنٹ پر لا کر عمران کی لاش دکھا کر اس بات کو سچ منوا لے گا کہ اس کی رپورٹ درست تھی" ــــ راڈش نے اس بار بغیر رُکے پوری بات بتا دی اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔

عمران راڈش کے چہرے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ راڈش مضبوط قوت ارادی کا مالک نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے صرف خنجر کی نوک اس کی شہ رگ پر رکھ کر پوچھ گچھ شروع کر دی تھی اور اس کا اندازہ درست ثابت ہو رہا تھا۔

" تم ہیڈکوارٹر سے آئے ہو ـــــ اب آخری بات بتادو کہ ہنری اور مادام لیشلے خود بخود کیسے ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں ـــــ؟ اور اگر انہیں روکنا ہو تو اس کا کیا طریقہ کار ہے" ـــــ؟ عمران نے خنجر کی نوک پر قدرے دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

" ان کے جسموں میں آٹومیٹک نظام موجود ہے ـــ اس لئے انہیں صرف اسے دبانا پڑتا ہے اور وہ ٹرانسمٹ ہو جاتے ہیں" ـــــ راڈش نے جواب دیا۔

" اگر انہیں ایسا کرنے سے روکنا ہو تو" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

" ایک ہی صورت ہے کہ وہ اس فیوز کو دبا نہ سکیں ـــــ ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں" ـــــ راڈش نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور سوال کرتا، اچانک کمرے میں سرخ رنگ کا جھماکا سا ہوا اور عمران اور راڈش نے چونک کر دائیں طرف دیکھا جہاں ریڈ کاشن رسیور پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے بار بار سرخ رنگ کی لائٹ جل بجھ رہی تھی، اور اُسے دیکھتے ہی راڈش کی نظروں میں اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ اُسے معلوم تھا کہ اب تھوڑی ہی دیر میں ہنری یہاں پہنچ جائے گا اور پھر اس کی جان بچ جائے گی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ خوف سے بُری طرح چیخنے لگا جب اس نے عمران کو تیزی سے ریڈ فائر نلکی اٹھاتے دیکھا۔

" مم ـــ مجھے مت مارو ـــ مت مارو" ـــــ راڈش نے موت کے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن عمران جانتا تھا کہ ریڈ کاشن ملتے ہی وہ بے دریغ عمران پر ریڈ فائر

کھول دیتا۔ چنانچہ اس نے دانت بھینچتے ہوئے ریڈ فائر نلکی کی نوک کا رُخ اس کی ناف کی طرف کرتے ہوئے پیچھے موجود بٹن کو پریس کر دیا۔

بٹن پریس ہوتے ہی نلکی کی نوک سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر راڈش کے جسم پر ناف والی جگہ سے ٹکرائی اور دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور راڈش کے جسم میں سے سُرخ رنگ کے شعلے نکلے اور راڈش کی آخری دلخراش چیخ نے کمرہ ہلا دیا۔

شعلے صرف ایک لمحے کے لئے بلند ہوتے اور دوسرے لمحے وہ غائب ہو گئے اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ راڈش کا پورا جسم گردن تک بُری طرح جھلس کر رہ گیا تھا۔ کپڑے تقریباً راکھ ہو چکے تھے۔ جب کہ اس میں سے جھانکنے والا جسم یوں لگتا تھا جیسے آگ میں جھلس گیا ہو۔ چہرے پر بھی کہیں کہیں جھلسنے کے نشانات موجود تھے۔ لیکن شکل بہرحال پہچانی جاتی تھی۔

راڈش ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے ریڈ فائر کو جیب میں رکھا اور پھر اس نے ریڈ کاشن رسیور کے پاس رکھی ہوئی کریم کی ٹیوب اٹھائی اور پھر اس نے راڈش کے مردہ جسم پر کریم ملنی شروع کر دی اور جہاں جہاں کریم لگتی جاتی وہاں سے ایسے معلوم ہونے لگتا جیسے جسم کو اس حالت میں آئے ہوئے تین چار روز گذر چکے ہوں۔ نمایاں حصوں پر کریم لگانے کے بعد عمران نے ٹیوب بند کی اور پھر اُسے جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر ریڈ کاشن رسیور جو اب بند ہو چکا تھا، اٹھا کر وہ کمرے سے باہر آگیا۔ اور دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ مشین گن اس کے کاندھے سے ابھی تک لٹکی ہوئی تھی۔

ریڈ کاشن رسیور اس نے انتہائی تیزی سے جاکر سٹور روم میں رکھا اور پھر دوبارہ برآمدے میں آکر کھڑا ہو گیا۔

ابھی اسے وہاں کھڑے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلا اور پھر ایک سیاہ رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ اور پھر کار کی سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہنری کے ساتھ موجود لیڈی ایشلے کو اس نے دور ہی سے پہچان لیا تھا۔

"مادام! — باس ہنری تشریف لائے ہیں" — ایک نوجوان نے اندر داخل ہوکر مودبانہ لہجے میں کہا اور مادام ایشلے جو رسالے کے مطالعے میں مصروف تھی، چونک پڑی۔ اس نے رسالہ پھرتی سے میز پر رکھا اور ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھنے لگی۔ ہنری سے بات ہوتے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں" — ؟ اچانک دروازے پر ہنری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہنری — آؤ آؤ — میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی" — مادام ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مادام! — میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہوگی اصل عمران تو ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں ختم ہو چکا ہے" — ہنری نے اندر آتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا فیصلہ ابھی ہو جائے گا — آؤ میرے ساتھ" — مادام نے

طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ دیکھ لیتے ہیں" ــــ ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ مادام کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ پورچ میں سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ یہ کار مادام ایشلے کے استعمال میں رہتی تھی۔ ڈرائیور نے جو پورچ میں ہی موجود تھا، ان کو کار کی طرف آتے دیکھ کر جلدی سے کار کا دروازہ کھول دیا۔

"تم یہیں ٹھہرو ــــ میں خود ڈرائیو کروں گی" ــــ مادام ایشلے نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا مؤدبانہ انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔

مادام ایشلے نے ہنری کو ساتھ والی سیٹ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور کوٹھی سے باہر نکل کر دائیں طرف جانے والی ٹریفک میں شامل ہو گئی۔

"آپ نے اُسے کیسے گرفتار کیا مادام" ــــ ؟ ہنری نے کار کے کوٹھی سے باہر نکلتے ہی سوال کیا اور مادام نے بڑے فخریہ انداز میں اُس کو اپنی تحقیقات کے متعلق بتا دیا۔

"لیکن عمران کی لاش تو میرے پاس محفوظ ہے ــــ پھر یہ عمران کہاں سے پیدا ہو گیا" ــــ ؟ ہنری نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"لاش تمہارے پاس محفوظ ہے ــــ کیا مطلب" ــــ ؟ مادام نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے اس کی لاش ڈاکٹر ڈکسی کی تباہ شدہ کوٹھی سے اٹھوالی تھی اور اسے زیرو پوائنٹ پر رکھوا دیا تھا ــــ میں نے سوچا تھا کہ شاید آپ میری رپورٹ پر یقین نہ کریں تو میں اس کی لاش ہیڈ کوارٹر منگوا کر آپ کے

سامنے پیش کر دوں گا ــــ لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی اور لاش بدستور زیرو پوائنٹ پر پڑی رہی" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"تو کیا اب بھی وہ لاش موجود ہے" ــــ ؟ مادام نے پوچھا۔

"ہاں ــ ظاہر ہے جب تک میں اُسے ضائع کرنے کا حکم نہ دوں گا، وہ تو وہاں پڑی رہے گی" ــــ ہنری نے جواب دیا۔

"یہ تو اچھا ہوا ــــ اب چیف ہیڈ کوارٹر سے تمہاری تسلی کے بعد ہم زیرو پوائنٹ جا کر اس لاش کو بھی چیک کر لیں گے کہ وہ کس کی لاش ہے"۔ مادام نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور ہنری کے ہونٹوں پر ہلکا سا طنزیہ تبسم پھیل گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر مادام کو پتہ چل جائے کہ ایک گھنٹے کی مہلت اس نے کیوں لی تھی اور اس ایک گھنٹے کے دوران کس طرح عمران کو تبدیل کیا جا چکا ہے تو مادام کا کیا ردعمل ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے مادام کو اس کا پتہ ہی نہ چل سکتا تھا۔ مادام تو ایک طرف رہی ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد تک کو اس تبدیلی کا علم نہ تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مادام کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر سُرخ رنگ کی ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رُک گئی۔

مادام نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکل آیا۔ اس نے ہنری اور مادام کو دیکھتے ہی تیزی سے سیلوٹ کیا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بھاری پھاٹک کھلتا چلا گیا اور مادام نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کراس کر کے اس نے پورچ میں پہنچ کر کار روک

دی اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ پورچ سے ملحقہ برآمدے میں تین افراد موجود تھے۔ جن میں سے ایک بارکر تھا۔ باقی دو ہیڈ کوارٹر کے لوگ تھے انہوں نے ان دونوں کو دیکھتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"قیدی موجود ہیں بارکر" ۔۔۔۔ ؟ مادام ایشلے نے بارکر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام! ۔۔۔ وہ بلیو روم سے بھلا کہاں جا سکتے ہیں" ۔۔۔ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور ہنری دھیرے سے مسکرا دیا۔

"آؤ ہنری! ۔۔۔ اور اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ کیا واقعی بلیو روم میں موجود عمران اصل ہے یا نقل" ۔۔۔ مادام نے طنزیہ لہجے میں کہا اور ہنری نے جواب میں صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے سے ہوتے ہوئے وہ ایک اور راہداری میں آئے اور پھر اس راہداری کے اختتام پر موجود سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ بارکر ان کے پیچھے تھا۔

سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک اور تپلی سی راہداری میں پہنچے اس راہداری کی دونوں دیواریں سپاٹ تھیں۔ ان میں کوئی دروازہ وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔ البتہ راہداری میں پانچ افراد سٹین گنوں سے مسلح بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ ہنری اور مادام ایشلے کو دیکھتے ہی ان کے اعصاب تن گئے اور چہروں پر سنجیدگی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی مادام ایشلے ان کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھتی چلی گئی۔ ہنری اس کے پیچھے تھا۔ اور سب سے آخر میں بارکر تھا۔ راہداری کے اختتام سے ذرا پہلے

مادام ایشلے رک گئی۔

"دروازہ کھولو" ۔۔۔ مادام ایشلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بارکر نے آگے بڑھ کر سپاٹ دیوار کی ایک ابھری ہوئی اینٹ کو دبایا تو اس ابھری ہوئی اینٹ سے ذرا ہٹ کر دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا۔ جس کے لوہے کے پٹ بند تھے۔

بارکر نے دروازے کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں تین بار نیچے اور دو بار اوپر کیا اور پھر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور پھر دروازہ کھلتے ہی بارکر بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا اور مادام ایشلے اور ہنری اندر داخل ہو گئے۔ ان کے بعد بارکر اندر داخل ہوا۔

کمرہ خاصا بڑا تھا۔ اس کی دائیں ہاتھ والی دیوار خالی تھی جبکہ باقی تینوں دیواروں کے ساتھ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ مادام ایشلے اور ہنری ان کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

بارکر نے سائیڈ کی دیوار میں لگی ہوئی ایک مشین کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین میں گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سپاٹ دیوار یوں روشن ہوتی چلی گئی جیسے شفاف شیشے کی بنی ہوئی ہو۔

چند لمحوں بعد اس دیوار سے دوسری طرف کا حصہ صاف نظر آنے لگا۔ یہ ایک اور وسیع کمرہ تھا جس میں کہیں کوئی دروازہ یا روشندان نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کمرے کی چھت کے ساتھ ایک بڑا سا فانوس جل رہا تھا۔ جس کے بلبوں سے نکلنے والی خاصی تیز روشنی نے اس کمرے کو جگمگا رکھا تھا۔ کمرے میں ایک قطار میں سٹریچر نما تختے پڑے ہوئے تھے جن پر مختلف

افراد آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے تھے ۔ ان سب کے جسموں کو چمڑے کے سٹریپز سے باندھا گیا تھا ۔ ان میں ایک عورت اور دو دیوہیکل حبشی بھی موجود تھے ۔

" دیکھو ہنری ! ___ یہ ہیں عمران اور اس کے ساتھی " ___ مادام ایشلے نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنری سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" باقی ساتھیوں کو تو میں جانتا نہیں اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا ___ البتہ انتہائی بائیں جانب جو شخص پڑا ہوا ہے ___ وہ شکل سے تو عمران لگتا ہے لیکن اس کا قد و قامت عمران کی طرح نہیں ہے مگر اس سے ملتا جلتا ضرور ہے " ___ ہنری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کی نظریں انتہائی بائیں جانب سٹریچر پر لیٹے ہوئے شخص پر جمی ہوئی تھیں جس کی گردن ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی ۔

" ضد کا تو کوئی علاج نہیں ہے ___ اگر تم چاہو تو اسے یہاں منگوا کر دکھا دوں ___ تاکہ تم ہر طرح سے تسلی کر لو " ___ مادام ایشلے نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔

" آپ نے تسلی کر لی ہے " ___ ؟ ہنری نے سپاٹ لہجے میں کہا ۔

" ہاں ! ___ یہ مقامی لوگوں کے میک اپ میں تھا ۔ میک اپ واش مشین سے اس کا میک اپ صاف کیا گیا تو اس کی اصل شکل سامنے آگئی اور تم جانتے ہو کہ ہماری میک اپ واش مشین کتنی جدید اور قابل اعتماد ہے " ___ لیڈی ایشلے نے جواب دیا ۔

" آپ نے واش مشین کو صرف ایک بار استعمال کیا ہو گا " ___ ہنری نے الفاظ کو چباتے ہوئے کہا ۔

" ایک بار ___ کیا مطلب ___ ؟ ایک بار ہی تو استعمال ہوتی ہے " ___ لیڈی ایشلے نے چونکتے ہوئے جواب دیا ۔

" مادام ! ___ آپ ان جاسوسوں کو نہیں جانتیں ___ یہ لوگ بیک وقت دو دو میک اپ کر لیتے ہیں تاکہ اگر ایک میک اپ صاف ہو جائے ، تو میک اپ صاف کرنے والا مطمئن ہو جائے ___ آپ اسے دوبارہ اسی میک اپ واش مشین سے گذاریں تو ہو سکتا ہے اس کا اصل چہرہ سامنے آجائے " ___ ہنری نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ! ___ ایسا بھی ہو سکتا ہے ___ لیکن مجھے یقین ہے کہ عمران کے سلسلے میں ایسا نہیں ہو گا ___ کیونکہ واقعات اور تحقیقات کی روشنی میں یہی عمران ہے " ___ مادام نے اُلجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔ البتہ ہنری نے صاف محسوس کر لیا کہ یہ ڈبل میک اپ والی بات اس کے ذہن میں بیٹھ چکی ہے ۔

" ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے ___ آپ اسے یہاں منگوا کر میک اپ واش مشین سے گذاریں ___ بات صاف ہو جائے گی کہ یہ اصلی عمران ہے ___ یا ڈبل میک اپ میں کوئی اور شخص ہے " ___ ہنری نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور مادام ایشلے نے سر ہلا دیا ۔

" بارکر ! ___ عمران پر میک اپ واش مشین ایک بار پھر استعمال کرو تاکہ ہنری کی تسلی ہو جائے " ___ مادام ایشلے نے ایک طرف کھڑے ہوئے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یس میڈم " ___ بارکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ ہنری نے دیکھا کہ بارکر کی آنکھوں میں بھی الجھن کے تاثرات اُبھر آئے تھے اور ہنری کے لبوں پر

ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ ایشلے ہنری کو نیچا دکھانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ ابھی چند لمحوں بعد ہی مادام ایشلے کی آنکھیں ہمیشہ کے لئے جھک جائیں گی۔

بارکر مادام کا حکم سنتے ہی تیزی سے ایک دوسری مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر مشین کے چلتے ہی اس نے اس کی مختلف نالیوں کو گھمانا شروع کر دیا۔ پھر انہیں سیٹ کرنے کے بعد اس نے سرخ رنگ کا ایک بٹن دبایا تو عمران والے سٹریچر کے عین اوپر چھت سے دو رسیاں تیزی سے نیچے لٹکتی چلی آئیں۔ ان رسیوں کے سروں پر آہنی کنڈے لگے ہوئے تھے۔

جیسے ہی یہ رسیاں عمران والے سٹریچر کے پاس پہنچیں، بارکر نے ایک بٹن دبا دیا۔ اور رسیوں پر لگے ہوئے آہنی کنڈے سٹریچر کے دونوں اطراف میں بنے ہوئے دو سوراخوں میں گھستے چلے گئے۔ اور اسی لمحے رسیاں اوپر کو سمٹیں اور سٹریچر عمران سمیت انتہائی تیز رفتاری سے چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جب وہ چھت کے قریب پہنچا تو چھت پر سٹریچر جتنا خلا پیدا ہو گیا۔ سٹریچر پلک جھپکنے میں اس خلا میں غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت دوبارہ برابر ہو گئی۔

چند لمحوں بعد مادام ایشلے والے کمرے کی چھت میں خلا نمودار ہوا اور پھر سٹریچر اس میں سے نکل کر تیزی سے نیچے آتا گیا۔ جب سٹریچر کی ٹانگوں نے زمین کو چھوا تو بارکر نے ایک اور بٹن دبا دیا اور آہنی کنڈوں نے سٹریچر کو چھوڑ دیا اور رسیاں تیزی سے واپس سمٹتی ہوئی چھت میں غائب ہو گئیں۔

"ارے یہ تو مر چکا ہے"۔۔۔۔ ہنری نے سامنے رکھے ہوئے سٹریچر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مر چکا ہے ۔۔۔۔ نہیں، یہ تو بیہوش تھا"۔۔۔۔ مادام نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ۔۔۔ یہ مر گیا ہے ۔۔۔ یہ بیہوشی میں ہی ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ شاید یہ گیس کا دباؤ برداشت نہیں کر سکا"۔۔۔۔ بارکر نے قریب آ کر سٹریچر پر پڑے ہوئے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مرنا تو اس نے بہرحال تھا ہی ۔۔۔ اس کی خوش قسمتی ہے کہ یہ آسان موت مر گیا ۔۔۔ بہرحال تم اسے میک اپ واش مشین میں ڈال کر ہنری کی تسلی کرا دو"۔۔۔۔ مادام ایشلے نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے بارکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

بارکر عمران کا سٹریچر دھکیلتا ہوا ایک تیسری مشین کے پاس لے گیا اس نے مشین کے ساتھ ہک میں لٹکا ہوا ایک بڑا سا کنٹوپ اتارا اور اسے عمران کے سر اور چہرے کے گرد چڑھا کر اس کا کلپ کس دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کو آن کر دیا۔

مشین پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور ڈائلوں پر موجود سوئیاں تیزی سے تھرتھراتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔ مشین میں گھوں گھوں کی آواز نکلنے لگی۔

بارکر کی نظریں ڈائلوں پر جب کہ ہنری اور مادام ایشلے کی نظریں اس کنٹوپ پر جمی ہوئی تھیں۔ کنٹوپ میں گہرا دودھیا رنگ بھر چکا تھا۔ ہنری کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ موجود تھی جب کہ مادام ایشلے کے چہرے پر

تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد بارکر نے مشین کا بٹن آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مشین ساکت ہوتی چلی گئی۔ بارکر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کنٹوپ عمران کے چہرے سے ہٹا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام ایشلے کی حیرت بھری چیخ سنائی دی۔

"یہ کیا ۔۔۔ یہ تو کوئی اور ہے" ۔۔۔۔ مادام ایشلے حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

بارکر بھی آنکھیں پھاڑے حیرت سے سٹریچر پر پڑے ہوئے نامعلوم شخص کو دیکھ رہا تھا۔

"اب یقین آگیا مادام ۔۔۔ آپ کو چکر دیا گیا ہے ۔۔۔ یہ شخص ڈبل میک اپ میں تھا" ۔۔۔۔ ہنری نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اس کا ڈرامہ کامیاب ہو چکا تھا۔

"تم درست کہتے تھے ہنری! ۔۔۔ واقعی یہ لوگ بے حد عیار ہیں۔ لیکن تم نے جس عمران کو مارا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اسی طرح ڈبل میک اپ میں ہو" ۔۔۔۔ مادام ایشلے نے اپنی بات رکھنے کی آخری کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کی لاش محفوظ ہے ۔۔۔۔ اور زیرو پوائنٹ پر پورٹیبل میک اپ واش مشین بھی ہے ۔۔۔ آپ تسلی کر لیں" ۔۔۔۔ ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ضرور چیک کروں گی" ۔۔۔۔ مادام ایشلے نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بڑی خوشی سے مادام! ۔۔۔ ہنری نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں" ۔۔۔۔ ہنری نے فخریہ لہجے میں کہا اور مادام نے بے اختیار دانت بھینچ لیے۔ اسے واقعی ہنری کے سامنے بے پناہ شرمندگی اٹھانی پڑی تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ کبھی ہنری کو ہیڈکوارٹر سے نہ بلاتی۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اپنی ہی بوٹیاں نوچ لے۔ جبکہ ہنری کے چہرے پر غرور اور فخر کی چمک تھی۔ وہ یوں سر اٹھائے چل رہا تھا جیسے اس نے بہت بڑی جنگ جیت لی ہو۔

راہداری سے گذر کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ بارکر بھی شرمندہ حالت میں ان کے پیچھے تھا۔ اس کا چہرہ بجھا ہوا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مادام کی ذہنی کیفیت اس وقت کیا ہے اس لئے اس نے کچھ کہنے کی جرات نہ کی اور خاموشی سے ان کے پیچھے چلتا ہوا اوپر آگیا۔

جب وہ تینوں واپس پورچ میں پہنچے تو ہنری نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب کے اندر پڑے ہوئے ریڈ کاشن ٹرانسمیٹر کے بٹن کو بار بار دبانا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس آلے سے نکلنے والی وائرلیس لہریں ریڈ کاشن رسیور پر وصول ہو رہی ہوں گی اور جب تک وہ مادام ایشلے کو لے کر زیرو پوائنٹ پر پہنچے گا۔ وہاں راڈش اور جیگر اپنا کام مکمل کر چکے ہوں گے۔

"اب میں کار چلاؤں گا مادام ۔۔۔ آپ ساتھ والی سیٹ پر تشریف رکھیے" ۔۔۔ ہنری نے کہا اور مادام سر ہلاتی ہوئی ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر

سیٹ پر ڈھیر ہو جانے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

ہنری نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور پھر سٹیرنگ پر بیٹھ کر اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ بند کیا۔ اسی لمحے بارکر آہستہ سے مادام کی طرف والی کھڑکی کی طرف بڑھا۔

"مادام! — باقی لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے" —— ؟ بارکر نے جھجکتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"گولی مار دو — ان سب کو بھون ڈالو —— اور کیا کرنا ہے ان کا" — مادام نے جیسے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔ اور بارکر مودبانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔

ہنری نے کار اسٹارٹ کی اور پھر دوسرے لمحے وہ چکر کاٹ کر تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران برآمدے میں خاموش کھڑا رہا اور ہنری کی کار لان کو عبور کرتی ہوئی تیزی سے پورچ کے اندر آکر رک گئی۔ کوٹھی کا پھاٹک ابھی تک کھلا ہوا تھا دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ دس مسلح افراد بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے پھاٹک کے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ کوٹھی میں پھیلتے چلے گئے۔

"ہیلو راڈش! — کیا پوزیشن ہے" —— ؟ ہنری نے کار سے باہر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"او۔ کے باس" —— عمران نے راڈش کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیڈی ایشلے بھی کار سے باہر آگئی تھی۔

"جیگر کہاں ہے" —— ؟ ہنری نے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ عقبی طرف موجود ہے باس! — ادھر کھٹکا سا ہوا تھا اس لئے

میں نے اُسے ادھر بھیج دیا تھا" ــــــ عمران نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ !ــ شاید وہ کھٹکا ہمارے ہی آدمیوں کا ہوگا ــ میں نے دس افراد کو پہرے پر لگایا ہوا تھا" ــــــ ہنری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" عمران کی لاش کہاں ہے ہنری !ــ پہلے مجھے وہ دکھاؤ۔ بعد میں باتیں کر لینا" ــــــ مادام ایشلے نے جو بڑے بیزار سے انداز میں کھڑی تھی، ہنری سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام ــ آیئے" ــــــ ہنری نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ راہداری کی طرف چل پڑا۔ اس وقت تک ان دس مسلح افراد میں سے دو آدمی برآمدے تک پہنچ چکے تھے اور عمران کے ساتھ وہ دونوں بھی ہنری اور مادام ایشلے کے پیچھے چل پڑے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں راڈش کی لاش عمران کے روپ میں سٹریچر پر موجود تھی۔

" یہ ہے عمران کی لاش میڈم !ــ میں نے اسے ڈاکٹر دکسی کی کوٹھی سے اٹھوا کر یہاں محفوظ کر دیا تھا" ــــــ ہنری نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ہوں !ــ مگر کیا یہ ضروری ہے کہ یہ واقعی علی عمران ہے ــ یہاں بھی تو ڈبل میک اپ کا چکر چل سکتا ہے" ــــــ مادام ایشلے نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

" ایسی کوئی بات نہیں ــ آپ تسلی کر لیں ــ میں میک اپ واشر مشین یہیں منگوا لیتا ہوں" ــــــ ہنری نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے مسلح افراد میں سے ایک کو سٹور سے پورٹیبل

واشر مشین لے آنے کے لئے کہا۔

اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔ ان مسلح افراد کی اچانک آمد نے اس کے پروگرام میں خلل ڈال دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اب عمران پیچھے تو نہ ہٹ سکتا تھا اسٹور روم سے وہ پہلے ہی مطلوبہ اسلحہ اٹھا کر اپنی جیبوں میں منتقل کر چکا تھا۔

پورٹیبل واشر مشین آنے تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ مادام کی نظریں سٹریچر پر پڑی ہوئی لاش پر جمی رہیں۔

" اس کا میک اپ چیک کرو" ــــــ ہنری نے مشین لے آنے والے سے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر مشین لاش کے سرہانے کے پاس رکھی اور پھر اس کا پلگ دیوار کے نچلے حصے میں لگے ہوئے پاور پلگ سے منسلک کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین کا کنٹوپ لاش کے چہرے پر چڑھا کر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین کا کنٹوپ دودھیا رنگ کا ہو گیا۔ کچھ دیر تک مشین چلتی رہی پھر ہنری نے کنٹوپ ہٹانے کا اشارہ کیا اور عمران بڑی آہستگی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ کنٹوپ ہٹتے ہی راڈش کی اصل شکل سامنے آجائے گی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا راز بھی کھل جائے گا اس نے اپنا ہاتھ کوٹ کی جیب میں ڈالا اور جیب میں موجود ریڈ نائٹ پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ یہ اس کی نظر میں انتہائی قیمتی ہتھیار تھا۔ اس سے دھماکہ بھی پیدا نہ ہوتا تھا اور ٹارگٹ بھی بغیر شور مچائے ڈھیر ہو جاتا تھا۔

کنٹوپ ہٹتے ہی ہنری اور مادام ایشلے کے ساتھ ساتھ دونوں مسلح افراد بھی بری طرح اچھل پڑے۔

" راڈش ــ راڈش کی لاش" ــــــ ہنری اور دونوں مسلح افراد تیزی سے

مڑے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق تو راڈش کمرے میں موجود تھا۔ جب کہ مادام ایشلے بے اختیار مسرت سے ہنس پڑی۔

"یہ عمران ہے ہنری" ـــــ مادام نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیا چکر ہے ـــ تم کون ہو" ـــ ہنری نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"چکر بہت سیدھا ہے مسٹر ہنری! ـــ اور اپنے ہاتھ بلند کر لو۔ ورنہ" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور ساتھ ہی ریڈ فائر کی نلکی باہر نکال لی۔ ظاہر ہے اس کا رخ ان چاروں کی طرف ہی تھا۔

"اوہ تم ـــ تم" ـــ ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے مسلح ساتھیوں نے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گنیں سیدھی کرنی چاہیں مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے ریڈ فائر کا بٹن پریس کر دیا۔ اور دوسرے لمحے ہنری کے ساتھی شعلوں کی لپیٹ میں آ کر فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے ریڈ فائر دیکھتے ہی ہنری اور مادام ایشلے نے بڑی پھرتی سے دونوں ہاتھ اوپر کر لئے۔ وہ ریڈ فائر کی تباہ کاری کو اچھی طرح جانتے تھے۔

"یہ کون ہے ہنری" ـــ؟ مادام ایشلے نے حیرت بھرے لہجے میں ہنری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اشارہ عمران کی طرف ہی تھا۔

"مجھ حقیر فقیر۔ پُرتقصیر۔ ہیچ میدان بندہ نادان کو علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس سی کہتے ہیں" ـــ عمران نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم ـــ تم علی عمران ہو" ـــ ان دونوں کے چہرے حیرت اور خوف سے بگڑتے چلے گئے۔

"ہاں! ـــ جس کی لاشوں سے تم میک اپ اتارتے پھر رہے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازے کی طرف کھٹکا سا محسوس ہوا اور عمران بے اختیار سائیڈ میں ہٹا تاکہ آنے والے کو کور کر سکے۔ اور اسی ایک لمحے سے ہنری نے فائدہ اٹھایا۔ اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور عمران کے ہاتھ سے ریڈ فائر نکل کر دور کونے میں جا گرا۔ اور دوسرے لمحے ہنری نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اپنے ہاتھ اونچے کر لو ـــ ورنہ ڈھیر کر دوں گا" ـــ ہنری کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گولی مار دو ـــ ہنری! گولی مار دو اسے" ـــ مادام نے صورتحال بدلتے ہی چیختے ہوئے کہا۔ اور ہنری نے بے اختیار ٹریگر دبا دیا۔

مگر عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ چیخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ گولی عمران کی سائیڈ سے نکلتے ہی ٹھیک دروازے کے سنٹر میں لگی جہاں ایک مسلح شخص اسی لمحے اندر داخل ہو رہا تھا۔ کھٹکا بھی شاید اس کے سیڑھیاں اترنے کا ہوا تھا ـ

ہنری نے جھنجھلا کر دوبارہ ٹریگر دبایا اور عمران نے ایک بار پھر سنگ آرٹ کا مظاہرہ کیا اور گولی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑی۔ پھر تو ہنری پر جیسے پاگل پن کا دورہ پڑ گیا۔ مادام ایشلے کے سامنے اس کی نشانہ بازی کا جو حشر ہو رہا تھا۔ اس نے اسے پاگل تو کرنا ہی تھا۔

ہنری مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔ لیکن ایک گولی بھی عمران کو نہ لگی جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی تو اسی لمحے عمران کا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر

نکلا اور پھر کمرے میں ہلکا سا دھماکہ ہوا اور زرد رنگ کی گیس کمرے میں انتہائی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔

عمران نے اسٹور سے اٹھایا ہوا بیہوش کر دینے والی گیس کا بم فرش پر دے مارا تھا۔ بم ہنری اور مادام ایشلے کی ٹانگوں کے درمیان پھٹا تھا چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، دونوں ہی لہرا کر زمین بوس ہوتے چلے گئے۔ اور عمران سانس روکے کھڑا رہا۔ البتہ اس کے کان بیرونی آہٹ پر لگے ہوئے تھے گیس پہلے تو کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ پھر آہستہ آہستہ دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔ جب کمرے کی فضا صاف ہوگئی تو عمران نے آہستہ سے سانس لیا۔ گیس کی بو جب محسوس نہ ہوئی تو اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر وہ ہنری اور مادام کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے ان کی نبضیں چیک کیں۔ نبضوں کی حالت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں ہی گہری بیہوشی کا شکار ہو چکے ہیں۔

عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکل کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ باہر موجود مسلح افراد کا پہلے بندوبست کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے تین تو ختم ہو چکے تھے جب کہ باقی سات افراد ابھی موجود تھے۔ جب عمران برآمدے میں پہنچا تو اس نے چار افراد کو وہیں برآمدے میں کھڑا دیکھا انہوں نے شاید دھماکوں کی آوازیں سن لی تھیں۔ لیکن وہ شاید بغیر اجازت اندر جانے سے کترا رہے تھے۔

"یہ اندر کیسے دھماکے ہو رہے ہیں راڈش" ـــــ ان میں سے ایک نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے بے چین لہجے میں کہا۔

"عمران کی لاش پر نشانہ بازی ہو رہی ہے" ـــــ عمران نے بڑے

مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ پوچھنے والے کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہوگئے

"سنو! ـــــ باس کا حکم ہے کہ تم سب کوٹھی سے باہر پہرہ دو ـــــ باس کو خطرہ ہے کہ عمران کے ساتھی یہاں حملہ کرنے والے ہیں" ـــــ عمران نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مگر اس کے ساتھی تو ہیڈکوارٹر میں ہیں ـــــ وہ یہاں کیسے آ سکتے ہیں"؟ پوچھنے والے نے حجت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں ـــــ باس کو کاشن مل گیا ہے اسی لئے تو حکم دیا ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے مڑ کر پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جب وہ پھاٹک کھول کر باہر نکل گئے تو عمران تیزی سے واپس مڑا اور پھر راہداری سے گزر کر وہ سیڑھیاں اتر کر جیسے ہی تہہ خانے میں داخل ہوا۔ اس کے سر پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ بے اختیار منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔

مگر نیچے گرتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے قلابازی کھائی اور اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اپنے پر جھکنے والے آدمی کے سینے پر پوری قوت سے پڑیں اور وہ کراہتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اور دوسرے لمحے وہ سر پٹختا ہوا ساکت ہوگیا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون نکل رہا تھا۔ عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ یہ وہ شخص تھا جسے ہنری کی چلائی ہوئی گولی لگی تھی۔

عمران اُسے پھلانگتے ہوئے باہر گذر گیا تھا۔ اس نے یہ سوچا بھی نہ تھا کہ گولی لگ جانے کے باوجود یہ زندہ ہو گا۔ لیکن شاید وہ آخری لمحات میں ہوش میں آگیا تھا۔ اور اس نے عمران کے سر پر مشین گن کے دستے کا وار کیا تھا اُسے شاید مشین گن سیدھی کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ ورنہ وہ عمران کو بے خبری میں بھون ڈالتا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس سے واقعی غلطی ہو گئی تھی اُسے اس آدمی کو چیک کرنا چاہیئے تھا۔ ہنری اور مادام بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے ان کی —— طرف بڑھا۔ اس نے ان کی پنڈلیوں کو چیک کیا اور پھر ان دونوں کی پنڈلیوں پر نیلے رنگ کی لکیریں دیکھ کر وہ مسکرا دیا اس نے جیب سے باریک دھار والا خنجر نکالا۔ اُسے معلوم تھا کہ ان دونوں کی پنڈلیوں میں آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز موجود ہے اور یہی وہ چیز تھی جو وہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے خنجر بلند کیا تاکہ ہنری کی ٹانگ سے آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز باہر نکال لے۔

"یہ کیا راڈش" —— ؟ اچانک دروازے سے کسی کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر پوری قوت سے اڑتا ہوا بولنے والے کی طرف بڑھا اور بولنے والے کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ سینہ پکڑے منہ کے بل فرش پر گرتا چلا گیا۔ خنجر ٹھیک اس کے دل پر لگا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عمران سے دھماکوں کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ وہ شاید عمران کی باتوں سے مطمئن نہ ہوا تھا۔ اس لئے خاموشی سے تہہ خانے میں پہنچ گیا تھا۔

عمران اس بار بھی بال بال بچا تھا ورنہ بے خبری میں اُسے مارا جا سکتا

تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اس آدمی کا بازو پکڑ کر اسے اندر کی طرف گھسیٹا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے چٹخنی چڑھا دی تاکہ پھر کوئی مداخلت نہ کر سکے۔ اس نے خنجر کو اس آدمی کے سینے سے کھینچا اور ایک بار پھر ہنری کی طرف بڑھا۔ اس بار پھر وہ جلد از جلد ٹرانسمٹ فیوز نکالنا چاہتا تھا۔ پھر وہ جیسے ہی ہنری کی ٹانگ پر فیوز نکالنے کے لئے جھکا اس کے سینے پر ہنری کی لات پوری قوت سے پڑی اور عمران اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ دوسرے لمحے ہنری اچھل کر اس کے سینے پر آگرا۔ ہنری کا چہرہ بُری طرح بگڑا ہوا تھا وہ شاید اچانک ہی ہوش میں آگیا تھا۔

عمران پہلے تو بے خبری میں ہی مار کھا گیا تھا لیکن اب وہ سنبھل گیا تھا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے دونوں گھٹنے سمیٹے اور ہنری اچھل کر پیچھے جا گرا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

ہنری بھی نیچے گرتے ہی اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ دونوں ہی خالی ہاتھ تھے۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے" —— ہنری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے زمین پر پیر مارا۔

عمران نے اس کی ٹانگ کو حرکت میں آتے دیکھ کر ہی اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور اس طرح نہ صرف وہ عین اس جگہ پیدا ہونے والے گڑھے میں گرنے سے بچ گیا بلکہ اس نے بڑی پھرتی سے ہنری کو بھی جھاپ لیا تھا اور ہنری کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

ہنری نے بڑی پھرتی سے جوجتسو کا خوفناک وار عمران پر کرنا چاہا، مگر عمران انتہائی پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا اور پھر نہ صرف وہ اس داؤ سے اپنے

آپ کو بچا گیا بلکہ اس نے ہنری کو اٹھا کر اپنے سر کے اوپر سے دوسری طرف پٹخ دیا۔ اس بار ہنری، مادام ایشلے کے جسم پر ایک زوردار دھماکے سے جا گرا اور مادام ایشلے کے حلق سے کراہ کی آواز بلند ہوئی شاید پھیپھڑوں پر یکلخت دباؤ پڑنے کی وجہ سے وہ ہوش میں آ گئی تھی یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی تھی کہ پھیپھڑوں میں موجود ہوا دباؤ کی وجہ سے کراہ کی صورت میں باہر نکلی ہو۔ عمران کو چیک کرنے کا موقع ہی نہ ملا۔ کیونکہ ہنری نیچے گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے عمران کی گردن کے گرد پڑیں اور اس کے ساتھ ہنری تیزی سے کروٹ بدل گیا۔

عمران بھی فرش پر گر کر کروٹ بدلنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے ہنری کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اپنی گردن ٹانگوں سے نکالنا چاہی لیکن ہنری انتہائی تیز رفتاری سے کروٹیں بدلتا چلا جا رہا تھا اور عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ دے رہا تھا۔

اسی الٹ پھیر میں اچانک عمران کا ہاتھ خنجر سے ٹکرایا اور عمران نے بڑی پھرتی سے خنجر کو قبضہ میں کیا اور پھر اس کا ہاتھ مشین کی سی تیزی سے اپنی گردن کے گرد لپٹی ہوئی ہنری کی ٹانگوں سے ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی خنجر ہنری کی پنڈلی میں گھستا چلا گیا۔ ہنری کے حلق سے چیخ نکلی اور اس نے خنجر کے دوسرے وار سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیزی سے کروٹ بدلی۔ لیکن اس بار عمران کی دونوں ٹانگیں کمرے کے ایک کونے میں جم چکی تھیں۔ اس لئے وہ نہ صرف سنبھل گیا تھا بلکہ اب ہنری اُسے الٹانے میں بھی ناکام رہا۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر اس کی پنڈلی میں گھسا اور ہنری نے چیخ

مار کر تیزی سے اپنی ٹانگیں سمیٹنے کی کوشش کی۔

عمران کی گردن کے گرد موجود ہنری کا لیگ لاک ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کی ٹانگیں سمیٹتے ہی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور پھر ہنری کا ایک بوٹ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ اور عمران کا خنجر ایک بار پھر لہراتا ہوا ہنری کی پنڈلی میں گھستا چلا گیا۔ اور اس بار چونکہ عمران کا ہاتھ لمبائی کے رُخ میں پڑا تھا اس لئے ہاتھ کھینچتے ہی وہ اس کی پنڈلی کو چیرتا چلا گیا۔ اس بار ہنری نے اپنے دوسرے بوٹ کی ضرب عمران کے ہاتھ پر ماری اور عمران کے ہاتھ سے اس کا بوٹ نکلتا چلا گیا۔

عمران نے انتہائی تیز رفتاری سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر وہ برق رفتاری سے الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر ہنری پر جھپٹا۔ لیکن منہ کے بل فرش سے جا ٹکرایا۔ اس نے دونوں ہاتھ فرش پر ٹیک کر اپنے آپ کو بچا لیا تھا ورنہ اس کا چہرہ فرش سے ٹکرا کر رگڑا جاتا۔

ہنری اور مادام ایشلے دونوں ہی اچانک غائب ہو چکے تھے۔ عمران سیدھا ہوتے ہی ان پر اسی لئے جھپٹا تھا کیونکہ اس نے مادام کو اپنی پنڈلی پر دباؤ ڈالتے دیکھ لیا تھا۔ جب کہ اس کا دوسرا ہاتھ فرش پر پڑے ہوئے ہنری کے بازو پر جما ہوا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر ان پر جھپٹنے کی کوشش کی تھی تاکہ کم از کم وہ ہنری کو گھسیٹ لے۔ لیکن پلک جھپکنے میں مادام ایشلے اور ہنری دونوں غائب ہو چکے تھے۔ اور عمران منہ کے بل عین اسی جگہ گرتا چلا گیا۔ جہاں چند لمحے پہلے ہنری موجود تھا۔

فرش سے ٹکراتے ہی عمران ایک بار پھر اُچھلا اور اس بار وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں مسرت کی چمک پیدا ہوئی۔ خون میں لپٹا ہوا

ٹرانسمٹ فیوز فرش پر پڑا ہوا تھا جہاں ہنری کی پنڈلی تھی۔ عمران نے جھپٹ کر وہ فیوز اٹھا لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فرش پر پڑی ہوئی ایک لاش سے اُسے رگڑ کر صاف کیا اور پھر اس کے چہرے پر مسرت کے آثار پھیلتے چلے گئے۔ یہ فیوز اس فیوز سے مختلف تھا جو اس نے پہلے ڈاکٹر وکسی کی کوٹھی میں پاورلینڈ کے آدمی کی پنڈلی سے نکالا تھا۔ اور دوسرے لمحے وہ ساری سچویشن سمجھ گیا۔ خنجر کے پے در پے وار نے ہنری کی پنڈلی سے ٹرانسمٹ فیوز باہر نکال پھینکا تھا۔ اور ہنری صرف مادام ایشلے کے ٹرانسمٹ فیوز کی وجہ سے ٹرانسمٹ ہو گیا تھا۔ یہ عمران کے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ ٹرانسمٹ فیوز والا جس چیز کو پکڑ لے وہ بھی ساتھ ہی ٹرانسمٹ ہو جاتی تھی۔

عمران نے پھرتی سے فیوز جیب میں ڈالا اور پھر فرش پر پڑی ہوئی ایک مشین گن اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اب وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر بھاگتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے ہنری کے ساتھی کوٹھی سے باہر پہرہ دے رہے تھے۔ عمران چاہتا تو ہنری والی سیاہ کار یا وہ ویگن استعمال کر سکتا تھا جس سے اُسے لایا گیا تھا۔ لیکن اُسے خدشہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی ایسا سسٹم موجود ہو۔ جس سے وہ انہیں تباہ کر سکتے ہوں۔ چنانچہ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ساتھ والی کوٹھی کی درمیانی دیوار کی طرف بڑھا اور پھر ایک ہی چھلانگ میں وہ دیوار کے اوپر موجود تھا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دوسری کوٹھی میں جھانکا اور لان میں کسی کو نہ پا کر وہ آہستہ سے نیچے اتر گیا۔ ادھر دیوار کے ساتھ مہندی کی بڑی سی باڑ تھی۔

جیسے ہی عمران نیچے گرا۔ اس نے کوٹھی کے اندر کھٹکا سا سنا تو وہ وہیں

باڑ کے پیچھے ہی دبک گیا۔

اسی لمحے اس نے برآمدے میں ایک بوڑھے مرد اور ایک نوجوان عورت کو دیکھا۔ وہ پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے اور کار تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

پھاٹک کے قریب پہنچ کر کار رُکی اور پھر نوجوان عورت تیزی سے کار سے اتری اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ بوڑھا مرد ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا وہ کار کو پھاٹک سے باہر نکالتا چلا گیا۔ جب کار باہر چلی گئی تو نوجوان عورت نے پھاٹک بند کیا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے وہ بھی باہر چلی گئی۔ اور کھڑکی باہر سے بند ہو گئی۔

عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا باڑ کے پیچھے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نوجوان عورت کے پھاٹک خود کھولنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوٹھی میں وہی دونوں ہی تھے۔ ان کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے لان میں دوڑتا ہوا کوٹھی کی عمارت کے اندر کی طرف بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد اس کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور پھر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک اُبھر آئی۔ کمرے میں بکھرے ہوئے سامان کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ وہ بوڑھا الیکٹرونک انجینئر تھا کیونکہ اس کمرے میں موجود ورکشاپ نما لیبارٹری بتا رہی تھی کہ یہاں الیکٹرونک کے سلسلے میں تجربات ہوتے رہتے ہیں۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ہنری کی پنڈلی سے نکالا ہوا ٹرانسمٹ فیوز نکالا اور دوسرے لمحے وہ اُسے اس لیبارٹری میں ہی چیک کرنے میں مصروف

ہوگیا۔ الیکٹرونک کے نازک آلات اس کے کام آسکتے تھے۔ ٹرالنسمٹ فیوز کا سسٹم تو وہ پہلے ہی سمجھ چکا تھا۔ اب تو صرف اس نے اتنا ہی چیک کرنا تھا کہ یہ آٹومیٹک ٹرانسمٹ کیسے ہوجاتا ہے۔ گو اس کے ذہن میں اس سلسلے میں بھی ایک آئیڈیا موجود تھا۔ لیکن چیکنگ پھر بھی ضروری تھی۔ دوسرے لمحے اس نے اُسے کھول کر باقاعدہ اس طرح چیک کرنا شروع کر دیا جیسے کسی اہم ایجاد کے سلسلے میں تحقیقات کر رہا ہو۔

اس ٹرالنسمٹ فیوز کی مشینری پہلے والے فیوز سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور نازک تھی۔ عمران بیٹھا غور سے اُسے جانچ رہا تھا کہ اچانک اس نے فیوز کی ایک تار کو معمولی سی حرکت کرتے محسوس کیا۔ اور اس نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوتے فیوز کو پوری قوت سے کمرے کے دروازے کی طرف اچھال دیا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت اس کے اوپر آن گری ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران کے ساتھی بڑی خاموشی سے اپنے اپنے تختوں پر لیٹے ہوتے یہ ساری کارروائی دیکھ رہے تھے۔ عمران جس اطمینان سے ان کے ساتھ چلا گیا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمران خود ان کے ساتھ جانا چاہتا ہے۔ اس لئے کسی نے مداخلت کرنے کی بھی کوشش نہ کی۔

عمران کے جانے کے چند لمحوں بعد اس جیسا ہی ایک اور سٹریچر اندر لایا گیا اور پھر اُسے عمران والی جگہ پر رکھ کر وہ لوگ تیزی سے واپس نکلتے چلے گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دیوار پھر پہلے کی طرح برابر ہوگئی۔ عمران کی جگہ پر جو شخص لایا گیا تھا اس کی شکل وصورت اور قد وقامت بالکل عمران جیسا تھا۔ البتہ اس کی ٹیڑھی گردن کا انداز بتا رہا تھا کہ اُسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔

"یہ کیا چکر ہے صفدر" ——— ؟ اچانک جولیا نے دبلے دبلے لہجے میں اپنے قریب موجود صفدر سے مخاطب ہوکر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا کرنے والوں کی آپس میں ٹھن گئی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے یہ ڈرامہ کر رہے ہیں" ـــــ صفدر نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"لیکن اس میں عمران کی تبدیلی کا کیا جواز ہے" ـــــ؟ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جواز بنایا گیا ہے ـــ جس نے اغوا کیا ہے۔ اس کے اغوا کو غلط ثابت کرنے کے لئے دوسری پارٹی نے اصل عمران کی بجائے نقلی عمران یہاں ڈال دیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"بات حلق نہیں اترتی ـــ بہرحال اب ہمارا کیا پروگرام ہونا چاہیئے" ـــ؟ جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پروگرام تو ظاہر ہے یہاں سے باہر نکلنے کا ہی ہو سکتا ہے ـــ لیکن جب تک یہ دیواریں نہ ہٹیں ـــ ہم باہر کیسے جا سکتے ہیں۔ اور پھر ابھی تک تو وہ مطمئن ہیں کہ ہم بدستور بیہوش ہیں ـــــ اور اسی بات کا ہم نے فائدہ اٹھانا ہے ـــــ ورنہ یہی بند کمرہ ہمارا مدفن بھی بن سکتا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ فی الحال حالات کو جانچا جائے ـــ پھر جیسا موقع ہوگا۔ ویسا ہی کر لیا جائے گا" ـــــ جولیا نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر باس" ـــــ اسی لمحے جوزف کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید عمران کے بارے میں فکر مند تھا۔

"تمہارا باس ڈھیٹ ہے ـــــ وہ مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو" ـــــ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"مسٹر ہوش میں رہ کر بات کرو ـــــ باس کی عدم موجودگی میں اس کے خلاف ایک لفظ بھی تمہارے لئے موت کا پروانہ بن سکتا ہے" ـــ جوزف نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"لڑنے کی ضرورت نہیں ـــــ اس وقت ہم دشمنوں کے قبضے میں ہیں خاموش رہو" ـــــ اس بار صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے بعد جوزف اور تنویر دونوں میں سے کسی کی آواز سنائی نہ دی۔

سٹریچر نما اور تختوں پر لیٹے لیٹے انہیں کافی دیر ہو گئی لیکن نہ ہی کوئی شخص اندر آیا اور نہ ہی انہیں کسی نے چھیڑا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ انہیں یہاں ڈال کر بھول ہی گئے ہوں۔

"میرا خیال ہے کہ ہم یہاں پڑے وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ ہمیں کچھ کرنا چاہیئے" ـــــ کافی دیر بعد صدیقی نے خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

"سوائے دیواروں سے سر پھوڑنے کے اور کیا کر سکتے ہیں" ـــ صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر پہلی جیسی خاموشی چھا گئی۔

لیکن تھوڑی دیر بعد اچانک فانوس کی روشنی یکلخت تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے بے اختیار آنکھیں مُوند لیں۔ البتہ ان کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ مُوندی ہوئی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لے رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ان کے سامنے کی دیوار تیزی سے شفاف ہوتی چلی گئی اور پھر انہیں دیوار کی دوسری طرف ایک بڑا سا کمرہ نظر آیا جس میں مختلف مشینری نصب تھی۔ درمیان میں ایک میز کے پیچھے ایک مرد اور عورت بیٹھے ہوئے تھے۔ مرد کو انہوں نے فوراً ہی پہچان لیا۔ یہ وہی تھا جو عمران کو لے گیا تھا۔ جب کہ عورت کو بھی خاور، صدیقی، کیپٹن شکیل اور صفدر

نے پہچان لیا تھا۔ یہ مادام الیشلے تھی جو پہلے بھی ان کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

کمرے میں ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ وہ ایک مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ مرد اور عورت آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن ان کی آوازیں اس کمرے میں نہ پہنچ رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد انہیں چھت پر ایک کھٹکا سا محسوس ہوا اور پھر انہوں نے دو مضبوط سی رسیاں چھت سے نیچے آتے دیکھیں ان رسیوں کے سروں پر آہنی کنڈے لگے ہوئے تھے۔ رسیاں عمران والے تختے کے عین اوپر تھیں اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان رسیوں کے کنڈے عمران کے تختے کے دونوں سروں پر جم گئے۔ دوسرے لمحے نقلی عمران والا تختہ ان رسیوں کی مدد سے بلند ہوتا چلا گیا۔ اور پھر چھت کے خلا میں جا کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی چھت دوبارہ برابر ہو گئی

چند لمحوں بعد وہی تختہ دوسرے کمرے کی چھت سے نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ اور پھر اس آپریٹر نے اس تختے کو گھسیٹ کر ایک اور مشین کے ساتھ رکھا اور اس پر موجود نقلی عمران کے منہ پر ایک کنٹوپ چڑھا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کنٹوپ ہٹایا گیا اور اس بار انہوں نے مادام الیشلے کو چونک کر کھڑا ہوتے دیکھا۔ اس کا ساتھی مرد بھی کھڑا ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جب کہ وہ آپریٹر بھی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

دیوار البتہ اسی طرح روشن تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اس لمبے تڑنگے آدمی کا ڈرامہ کامیاب رہا ہے ہمیں اغوا مادام الیشلے نے کیا تھا۔ لیکن اس آدمی نے عمران کو بدل کر اس کی کارکردگی کو ناکامی میں بدل دیا ہے" ——— صفدر نے دبے دبے لہجے میں کہا اور اس بار جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب حالات کی اس نہج کو سمجھ گئی تھی۔

چند لمحوں بعد انہیں کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلتا نظر آیا اور وہی آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح افراد تھے جنہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔

آپریٹر تیزی سے دائیں طرف نصب مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین پر لگے ہوئے چند بٹن دبائے تو شفاف دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹتی چلی گئی۔

دیوار کے سمٹتے ہی آپریٹر اور چاروں مسلح افراد تیزی سے اس بڑے کمرے میں داخل ہو گئے۔ جہاں جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"انہیں گولیوں سے بھون ڈالو ——— ایک بھی زندہ نہ بچے" ——— اس آپریٹر نے اندر آتے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

اور اس کے ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کیں اور قطار کی صورت میں پھیلتے چلے گئے تاکہ بیک وقت ہر ایک پر فائر کھول سکیں کہ اچانک صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور چوہان یکلخت اڑتے ہوئے ان چاروں پر آگرے۔ چونکہ یہ چاروں ان کی سیدھ میں تھے اس لئے انہوں نے ہی حرکت میں آنا ضروری سمجھا۔ مشین گن بردار اور وہ آپریٹر چونکہ ان کی طرف سے مطمئن تھے کہ وہ بیہوش پڑے ہوئے ہیں اور تختوں کے ساتھ

بندھے ہوتے ہیں اس لئے ان کے تصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہ اس طرح ان پر اچانک دھاوا بول دیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بروقت اپنا دفاع نہ کر سکے۔ اور دوسرے لمحے ان چاروں کی مشین گنیں زمین پر پڑی تھیں اور وہ عمران کے ساتھیوں کی گرفت میں تڑپ رہے تھے۔

آپریٹر جو کہ بارکر تھا اس اچانک کایا پلٹ پر ایک لمحے کے لئے بُت بنا کھڑا رہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ مگر اسی لمحے صفدر نے اپنی گرفت میں موجود شخص کو انتہائی پھرتی سے اس پر دھکیل دیا۔ اب باقی ساتھی بھی اچھل کر نیچے آئے اور اس بار مسئلہ چند ہی لمحوں میں نمٹ گیا۔

مشین گنوں سے مسلح افراد دیکھتے ہی دیکھتے اپنی گردنیں تڑوا بیٹھے جب کہ صفدر، بارکر کو اوندھے منہ زمین پر ڈال کر خود اس پر چڑھا بیٹھا تھا۔ اس نے انتہائی بے دردی سے اس کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ پوری قوت سے فرش پر دے مارا۔ اور آپریٹر کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی۔

"بولو! ۔۔۔ مادام ایشلے کہاں گئی ہے" ۔۔۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ باس ہنری کے ساتھ گئی ہے" ۔۔۔ بارکر نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"کہاں ۔۔۔ جلدی بولو" ۔۔۔ صفدر نے ایک بار پھر اس کا منہ فرش پر مارتے ہوئے کہا۔ اس کے انداز میں اتنی دہشت تھی کہ جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی سانپ کا سر کچل رہا ہو۔

"ز ۔۔ ز ۔۔ زیرو ۔۔ پوائنٹ پر" ۔۔۔ بارکر کے حلق سے بے اختیار

نکلا۔ وہ نجانے اب تک ہوش میں کیسے تھا۔

"کہاں ہے زیرو پوائنٹ" ۔۔۔ صفدر نے اس کے بال پکڑ کر اس کا سر اوپر کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک بار پھر اس کے سر کو فرش پر مارنا چاہتا ہو۔

"مت مارو ۔۔ مجھے مت مارو ۔۔ میں مر جاؤں گا" ۔۔۔ بارکر نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"بولو ۔۔ زیرو پوائنٹ کہاں ہے" ۔۔۔ صفدر نے اس کے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔۔ وہ ہنری کے آدمیوں کی جگہ ہے ۔۔ بیکر سٹریٹ میں پندرھویں کوٹھی" ۔۔۔ بارکر نے بے اختیار جواب دیا۔

"وہ وہاں کیوں گئے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے اس کے سر کو فرش کی طرف جھکاتے ہوئے کہا۔

"باس ہنری اصل عمران کی لاش دکھانے لے گیا ہے" ۔۔۔ بارکر نے جواب دیا اور صفدر نے دوسرا ہاتھ اس کے مخالف سمت والے کاندھے پر رکھ کر اس نے سر کو دوسری سمت میں تیزی سے گھما دیا۔ کڑک کی آواز کے ساتھ ہی صفدر کے جسم کے نیچے دبا ہوا بارکر کا جسم تیزی سے کانپا اور پھر ساکت ہو گیا اور صفدر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تم نے اس سے یہاں موجود لوگوں کے متعلق پوچھنا تھا" ۔۔۔ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے ۔۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا اس دیوار کی طرف بڑھا جو

پہلے کھلی تھی اور جس میں سے عمران کو باہر نکالا گیا تھا۔ اس نے اس کے کونے میں جا کر دیوار کی جڑ میں زور سے پیر مارا تو دیوار ایک بار پھر درمیان سے پھٹ کر سمٹتی چلی گئی۔

"آؤ۔۔۔ یہ راستہ یقیناً خفیہ طور پر عمارت سے باہر نکلے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے اس خالی جگہ کو کراس کر کے ایک راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو بند تھا۔ صفدر اس دروازے کا جائزہ لیتا رہا اور پھر اس نے اس کی دہلیز کے قریب دائیں طرف ایک چھوٹا سا بٹن تلاش کر لیا۔

اس بٹن کو دباتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور تازہ ہوا کے جھونکے محسوس ہوئے۔ وہ سب تیزی سے دروازے کو کراس کر گئے۔ اور اب انہوں نے اپنے آپ کو ایک ویران سی سڑک پر موجود پایا۔ دروازہ ایک دیوار میں نصب تھا۔

جیسے ہی وہ باہر نکلے، صفدر جھکا اور اس نے اسی کونے میں موجود اسی طرح کے بٹن کو دبایا۔ اس بٹن کے دبتے ہی نہ صرف دروازہ بند ہو گیا بلکہ سرر کی آواز سے دروازے کے سامنے دیوار بھی برابر ہو گئی۔ اب کوئی بھی اس دیوار کو دیکھ کر یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ وہاں کبھی دروازہ بھی موجود تھا۔

سڑک ویران پڑی ہوئی تھی اور وہ سب تیزی سے سڑک کراس کر کے سامنے والی عمارتوں کی درمیانی سٹریٹ میں بھاگتے چلے گئے۔ اور پھر مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک بڑے چوک میں آ گئے۔

"میں اور کیپٹن شکیل بیکر سٹریٹ جاتے ہیں۔۔۔ تم سب لوگ سی

ہوٹل میں پہنچ جاؤ۔۔۔ بولو کون سے ہوٹل میں جاؤ گے تاکہ ہم بعد میں تم سے وہاں کنٹیکٹ کر سکیں"۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم سب کیوں نہ بیکر سٹریٹ جائیں۔۔۔ ہو سکتا ہے وہاں عمران کو ہماری ضرورت ہو"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ وہاں زیادہ بھیڑ نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ اور پھر ہماری ابھی تلاش شروع ہو جائے گی۔۔۔ اور اکٹھے ہونے کی صورت میں ہمارا پکڑا جانا بھی یقینی ہے"۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو پھر ایسا ہے کہ ہم کسی ہوٹل میں ٹھہرنے کی بجائے ریلوے اسٹیشن پہنچ جاتے ہیں۔۔۔ وہاں بھیڑ میں ہم آسانی سے وقت گذار سکتے ہیں"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر کیپٹن شکیل کا ہاتھ پکڑ کر وہ تیزی سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"چند باتیں وضاحت ہیں۔۔۔ یا تو تم نجومی ہو گئے ہو۔۔۔ یا پھر تمہارا دماغ ضرورت سے زیادہ تیز ہو گیا ہے"۔۔۔ ٹیکسی میں بیٹھتے ہی کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ میں تمہاری الجھن سمجھ گیا ہوں۔ اس ابھار کا پتہ مجھے پہلے ہی چل گیا تھا۔ میرا بیڈ، ظاہر ہے اب اسے بیڈ ہی کہوں گا"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ "اس دیوار کے نزدیک تھا اور فراغت کے وقت میں اسی دیوار کا جائزہ لیتا رہا، کیونکہ

اسی دیوار سے پرنس کو لے جایا گیا تھا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔ گو وہ اُردو میں بات کر رہا تھا لیکن پھر بھی اس نے احتیاطاً عمران کا نام نہ لیا تھا۔

"چلو یہ مسئلہ تو حل ہو گیا ـــ لیکن وہ بٹن" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کامن سینس کی بات تھی ـــ اکثر راہداریوں کے ایسے اختتام پر جب دیوار آجائے تو یا بٹن ہوتا ہے یا ابھار یا کوئی ہک" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن شکیل سر ہلا کر رہ گیا۔

"تم تو مجھے شرلاک ہومز کے بھی استاد لگتے ہو ـــ بہرحال تم نے اس آپریٹر سے یہ کیوں پوچھا کہ مادام کہاں گئی ہے ـــ کیا تمہیں معلوم تھا کہ جہاں مادام گئی ہے ـــ وہیں پرنس بھی ہوگا" ـــ کیپٹن شکیل کے سوالات کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔

"گفتگو تو ہمارے کمرے میں سنائی نہ دے رہی تھی لیکن میں بخوبی سُن رہا تھا" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی" ـــ کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کبھی گونگوں کے اسکول میں گئے ہو" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"گونگوں کے اسکول میں ـــ نہیں تو" ـــ کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں سچ مچ کی حیرت نمایاں تھی۔

"وہاں استاد گونگوں اور بہروں کو ہونٹوں کے ہلنے سے گفتگو کرنے ... سمجھنے کا فن سکھاتے ہیں ـــ اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ میں نے اس فن میں باقاعدہ ڈپلوما حاصل کیا ہوا ہے ـــ تمہارے ہونٹ ...

دیکھ کر سمجھ جاؤں گا کہ تم کیا کہہ رہے ہو ـــ اور میں نے ہنری اور مادام لیشلے کے ہونٹوں کی حرکات کا باقاعدہ جائزہ لیا تھا اور بعد میں اس آپریٹر نے خود ہی تصدیق کر دی کہ ہنری وہاں مادام لیشلے کو اصل پرنس دکھانے گیا ہے" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"گڈ ـــ ویری گڈ! ـــ تمہاری صلاحیتیں واقعی قابلِ داد ہیں ـــ مجھے تو تمہاری شاگردی کرنا پڑے گی" ـــ کیپٹن شکیل نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ ہیکر اسٹریٹ آگئی ہے" ـــ اسی لمحے ٹیکسی ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ اپنی باتوں میں لگ کر انہیں احساس تک نہ ہوا تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

"چوک پر روک دو" ـــ صفدر نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی تھوڑی دُور موجود چوک کے قریب روک دی۔

ٹیکسی سے اتر کر وہ دونوں اس وقت تک وہاں کھڑے رہے جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ اس کے بعد دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ان کی نظریں کوٹھیوں کے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور پھر تھوڑی سی تلاش کے بعد انہیں پندرہ نمبر کوٹھی نظر آگئی۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔

"ارے اس کی تو باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے" ـــ اچانک کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا اور صفدر نے بھی سر ہلا دیا۔ کچھ لوگ جن کے اوور کوٹوں کی بغلوں میں مشین گنوں کا ابھار صاف نمایاں تھا۔ کوٹھی کے گرد اس انداز میں

گھومتے محسوس ہو رہے تھے جیسے اس کی نگرانی کر رہے ہوں۔

"اب کیا کریں ___ کیا اندر جائیں" ___ ؟ صفدر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔ وہ دونوں ایک عمارت کی آڑ میں کھڑے تھے۔

"براہِ راست تو جانا مشکل ہے ___ البتہ دائیں بائیں موجود کوٹھیوں میں داخل ہو کر شاید پہنچ جائیں" ___ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے انہوں نے سولہ نمبر کوٹھی کا پھاٹک کھلتے دیکھا۔ ایک کار اس میں سے باہر نکلی اور گیٹ کراس کر کے سامنے رک گئی۔ سٹیئرنگ پر ایک بوڑھا آدمی موجود تھا۔ پھاٹک بند ہوا اور پھر اس کی ذیلی کھڑکی سے ایک نوجوان لڑکی باہر آئی۔ اس نے ذیلی کھڑکی کو لاک کیا اور پھر کار میں بیٹھ گئی دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"لو کام بن گیا شکیل ___ اس لڑکی نے پھاٹک لاک کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر کوئی موجود نہیں ہے ___ اور یہ ہے بھی ملحقہ کوٹھی۔" صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"تم پہلے اس کی سائیڈ گلی میں پہنچو ___ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ اکٹھے جانا ٹھیک نہیں ہے" ___ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل اطمینان سے چلتا ہوا سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔

جب وہ گلی میں داخل ہوا تو چند منٹ بعد صفدر بھی حرکت میں آیا لیکن وہ کیپٹن شکیل کی طرح براہِ راست جانے کی بجائے پہلے آگے بڑھتا گیا اور پھر کچھ فاصلہ دے کر اس نے سڑک کراس کی اور دوسری طرف کی ایک اور گلی میں گھس گیا۔ اس گلی کے اختتام پر وہ واپس مڑا اور پھر دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ

اسی گلی کے دوسری طرف سے اندر داخل ہوا۔ جہاں کیپٹن شکیل پہلے سے موجود تھا۔

کیپٹن شکیل ایک کوڑے کے ڈرم کی آڑ میں رکا ہوا تھا۔ صفدر کے وہاں پہنچتے ہی وہ باہر آ گیا۔ گلی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے پہل کی اور ایک ہی جمپ میں وہ چھوٹی دیوار کے اوپر پہنچ گیا دوسرے لمحے وہ آہستگی سے دوسری طرف اترتا چلا گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اندر پہنچ چکے تھے۔

کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور پھر وہ دونوں آہستہ سے لان کراس کرتے ہوئے پندرہ نمبر کوٹھی کی دیوار کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ابھی وہ مطلوبہ دیوار تک پہنچے نہ تھے کہ اچانک وہ ٹھٹھک گئے۔ کوٹھی کی عمارت کے اندرونی طرف انہیں کھٹکا سا سنائی دیا۔ ایسا کھٹکا جیسے کوئی دھات کی چیز فرش پر گری ہو۔

"اندر تو کوئی ہے" ___ صفدر نے کیپٹن شکیل کا ہاتھ دباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ ہم دیوار پر چڑھیں تو وہ باہر آ جائے ___ ویسے یہ اندرونی دیوار خاصی اونچی ہے ___ پہلے اسے چیک کر لیں کہ اندر کون ہے" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے ___ ہمارا مقصد تو پندرہ نمبر میں جانے کا ہے" ___ صفدر نے کہا لیکن کیپٹن شکیل اس کی بات سنی ان سنی کرتا ہوا تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مجبوراً صفدر کو بھی اس کے پیچھے جانا پڑا۔ وہ برآمدے میں سے ہوتے ہوئے بڑی احتیاط سے اندرونی راہداری میں

آ گئے ۔ دوسرے لمحے انہیں ایک دروازے سے روشنی کی لکیر سی باہر آتی دکھائی دی ۔ دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ وہ دیوار کے ساتھ چمٹ کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے ۔ لیکن دروازہ ابھی خاصا دُور تھا کہ اچانک کوئی چیز انہیں دروازے کی چوکھٹ میں گرتی دکھائی دی ۔ اور وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک کر رُک گئے ۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا ۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ وہ دونوں دھماکے کے ردعمل سے فرش پر گر گئے ۔

پہلے دھماکے کے بعد دوسرا دھماکہ ہوا اور انہیں کمرے کی چھت بیٹھتی اور دیواروں کے پتھر اڑتے صاف محسوس ہوئے ۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کے اندر سے چیخ سنائی دی ۔ اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔ برآمدے کی دیواروں میں بھی کریک پڑ گئے تھے اور چھت کا کچھ حصہ گر گیا تھا ۔ ہر طرف گرد و غبار سا پھیل گیا تھا ۔ لیکن چیخ نے انہیں میکانکی انداز میں اٹھ کر کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا ۔ چیخ مارنے والے کی آواز ان کے کانوں کے لئے مانوس تھی ۔

اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے ٹوٹے ہوئے دروازے اور بیٹھے ہوئے کمرے کی طرف چلے گئے ۔ دیوار کا بہت سا حصہ جہاں دروازہ تھا ۔ غائب ہو چکا تھا ۔ اندر کمرے میں ہر طرف بجری اور سریئے پھیلے ہوئے نظر آئے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں ایک ٹوٹی ہوئی میز کے نیچے پڑا ہوا عمران صاف نظر آ گیا ۔ عمران کے اوپر میز تھی ۔ اور اس کے اوپر چھت کا لمبے چوڑا ملبہ تھا ۔ میز نے عمران کو آدھے سے زیادہ ڈھانپ لیا تھا ۔

وہ دونوں تیزی سے ملبے کو پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہوئے اور پھر ان دونوں نے بڑی پھرتی سے ٹوٹی ہوئی میز کو ہٹا کر اس کے نیچے سے عمران

کو باہر نکال لیا ۔

عمران کی نبض چل رہی تھی ۔ وہ بیہوش تھا ۔ البتہ اس کی ٹانگوں، بازوؤں اور سر پر خاصے زخم آئے تھے ۔

"اوہ جلدی نکلو ـــــ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے" ـــــ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھپٹ کر عمران کو اپنے کاندھے پر لاد لیا ۔ اسی لمحے انہیں کوٹھی کے باہر دوڑتے ہوئے قدموں اور لوگوں کی چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں ۔

"پچھلی طرف سے نکلو" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ عمران کو اٹھائے کوٹھی کی عقبی سمت میں آئے اور چند ہی لمحوں بعد وہ کوٹھی کی عقبی دیوار کو پھلانگ کر باہر نکل آئے ۔

باہر آتے ہی وہ تیزی سے سامنے والی گلیوں میں دوڑتے چلے گئے دوسری ہی گلی میں ایک کوٹھی کے پھاٹک پر انہیں "کرائے کے لئے خالی ہے" کا بورڈ نظر آیا اور صفدر نے اس کوٹھی کا رخ کر لیا ۔ ظاہر ہے وہ عمران کو اس حالت میں اٹھائے سڑک پر نہ جا سکتا تھا ۔ اس لئے یہ کوٹھی جو یقیناً خالی پڑی ہوئی تھی اُسے غنیمت نظر آئی ۔

"میڈم! ۔۔۔ آپ واقعی گریٹ ہیں ۔۔۔ آپ نے بروقت مجھے ٹرانسمٹ کرلیا ۔۔۔ ورنہ وہ شیطان مجھے نہ چھوڑتا" ۔۔۔ ہنری نے کراہتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ٹرانسمٹ ہو کر کوٹھی پہنچ چکے تھے اور اس وقت وہ دونوں آپریشن روم میں موجود تھے۔ ایک ڈاکٹر ہنری کی زخمی ٹانگ کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھا۔

"تمہارا فیوز وہاں رہ گیا ہے ۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ عمران خنجر کی مدد سے اس فیوز کو ہی نکالنا چاہتا تھا" ۔۔۔ مادام ایشلے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ مادام! ۔۔۔ یہ بہت خطرناک ہے ۔۔۔ عمران سائنس کا طالب علم ہے۔ وہ اس پر ریسرچ کرکے اس کی ماہیت معلوم کرلے گا ۔۔۔ اسے فوراً تباہ کر دو" ۔۔۔ ہنری نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

اور مادام جو شاید ذہنی طور پر کوئی واضح فیصلہ نہ کر پا رہی تھی، ہنری کی

بات سنتے ہی تیزی سے ایک مشین کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس نے مشین کے سامنے پڑا ہوا اسٹول کھینچا اور اس پر بیٹھ کر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

مشین کے درمیان میں موجود سکرین روشن ہو گئی اور اس پر بجلی کی لہریں سی دائیں بائیں کوندتی ہوئی نظر آنے لگیں۔

مادام نے تیزی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اس ناب کے گھومنے سے ایک بڑے سے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔ اور جب سوئی ایک مخصوص ہندسے پر پہنچی تو مادام نے ناب گھمانی بند کر دی اور پھر اس ناب کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی سکرین پر جھماکا سا ہوا اور ساتھ ہی ایک منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ سکرین پر عمران، راڈش کے میک اپ میں ایک کوٹھی کی عمارت کی طرف دوڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"فیوز عمران کے پاس ہی ہے ۔۔۔ ورنہ وہ سکرین فوکس پر نہ آتا" ۔۔۔ ہنری نے جو بیڈ پر لیٹا ہوا مشین کی طرف دیکھ رہا تھا چیختے ہوئے کہا اور مادام نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے عمران کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ اب سکرین پر صرف اس کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ یہ کسی الیکٹرونک انجنیر کی ورکشاپ دکھائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے ایک میز کے پاس بیٹھا اور پھر اس نے جیب سے ہنری والا فیوز نکالا اور میز پر موجود آلات کو اٹھا کر اسے چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"فیوز پھاڑ دو ۔۔۔ یہ بہترین موقع ہے ۔۔۔ اس سے لازماً عمران کے

بھی پرخچے اُڑ جائیں گے" ـــــ ہنری نے دوسری بار چیختے ہوئے کہا۔
اور مادام تیزی سے اٹھ کر ساتھ والی مشین کی طرف جھپٹی۔ اس نے اس مشین سے منسلک ایک تار کھینچ کر پہلے والی مشین کے ایک خانے میں فٹ کی۔ اس کے ہاتھ بڑی پھرتی سے چل رہے تھے۔ جب تار صحیح طریقے سے منسلک ہو گئی تو اس نے وہ مشین آن کر دی۔ یہ انرجی مشین تھی۔ اب اس مشین کی مدد سے وہ فیوز میں موجود تباہ کرنے والے سسٹم کو آن کر سکتی تھی۔

مشین کو آن کر کے مادام دوبارہ پہلے والے اسٹول پر بیٹھ گئی۔ عمران ابھی تک فیوز چیک کرنے میں مصروف تھا۔ اور پھر مادام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اسی سُرخ رنگ کے بٹن کو ایک بار پھر دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی انرجی مشین میں گونج سی پیدا ہوئی اور پھر گونج تیزی سے بڑھتی چلی گئی۔ اور پھر یکلخت سکرین پر تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔ عمران کا فیوز والا ہاتھ ہوا میں بلند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اور انرجی مشین کی گونج بھی یکلخت ختم ہو گئی۔

"وہ مارا ـــ زندہ باد ـــ ختم ہو گیا عمران ـــ ہم ہار کر بھی جیت گئے" ـــــ ہنری نے بے اختیار نعرہ مارا اور مادام کا چہرہ بھی مسرت سے کھل اٹھا۔

سکرین پر پھیلنے والی روشنی نے ثابت کر دیا تھا کہ فیوز پھٹ گیا ہے اور اس نے یقیناً اس پورے کمرے کو بھی اڑا دیا ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ عمران اس تباہی سے بچ نہیں سکتا تھا۔

مادام ایشلے کو خوشی اس بات پر تھی کہ آخر کار عمران اسی کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے اور وہ ہنری پر سبقت حاصل کرنے میں کامیاب ہو ہی

گئی۔ اس نے بڑے فاتحانہ انداز میں مشینوں کو بند کیا۔

"اب بولو ہنری! ـــ اب تو یقین آ گیا کہ آخر کار عمران میرے ہاتھوں ہی ختم ہوا" ـــــ مادام نے بڑے فاتحانہ انداز میں مڑ کر ہنری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں فتح کی چمک تھی۔

"یس مادام ـــ میں تسلیم کرتا ہوں" ـــــ ہنری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور مادام کا چہرہ اور کھل اٹھا۔ اس کے انداز سے یوں لگتا تھا جیسے اس نے دشمنوں کا بہت بڑا قلعہ فتح کر لیا ہو۔

"لیکن اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا ـــ ان کا پتہ کرنا چاہئے" ـــ ہنری نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اوہ ـ ان کا کیا ہے ـــ انہیں تو بارکر نے ختم کر دیا ہو گا۔ بے ہوش اور بندھے ہوئے آدمی مشین گنوں کی گولیوں سے بھلا کیسے بچ سکتے ہیں" مادام نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ ویسے بھی اس کے ساتھیوں کی کوئی اہمیت نہیں۔ وہ زندہ بھی رہ جائیں تب بھی پاور لینڈ کو ان سے کوئی خطرہ نہیں۔ صرف یہی شیطان ایسی صلاحیتوں کا مالک تھا کہ اس سے ہر چیز ممکن تھی" ـــــ ہنری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم آرام کرو ہنری! ـــ میں بھی ذرا جا کر ترندی کا پتہ کر دوں اور پھر اُسے خوشخبری بھی تو سنانی ہے" ـــــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہنری کے سر ہلانے پر وہ بڑے فاتحانہ انداز میں چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جیزی کے بین الاقوامی ایئرپورٹ کا پسنجر لاؤنج مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ لاؤنج میں ہر قومیت، رنگ و نسل کے افراد موجود تھے۔ چونکہ بین الاقوامی پرواز موسم کی اچانک خرابی کی وجہ سے دو گھنٹے لیٹ کر دی گئی تھی اس لئے مسافر گروپوں کی صورت میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایک کونے میں عمران اور اس کے تمام ساتھی سوائے جوزف اور جوانا کے ایک بڑی سی میز کے گرد موجود تھے۔ وہ سب اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھے۔ اور ان کے لباس اور انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دولت مند سیاحوں کا ایک گروپ ہے جن کی زندگی کا مقصد ہی سیر و تفریح ہوتا ہے۔ عمران بھی ان کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بھی اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھا۔ البتہ اس کے سر پر ایک پٹی بندھی ہوئی تھی جیسے اتفاقاً کسی حادثے کی بنا پر اس کے سر پر چوٹ آگئی ہو۔

"یہ پٹی خوبصورت لگ رہی ہے" ۔۔۔ صفدر نے جو اس کے

قریب بیٹھا ہوا تھا، مسکرا کر کہا۔

"اگر تم بروقت نہ پہنچ جاتے تو کفن اور بھی زیادہ خوبصورت لگتا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی مسکرا دیئے۔

"مریں آپ کے دشمن" ۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دشمن کہاں مرتے ہیں ۔۔۔ ہر بار جل دے کر بھاگ جاتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح منہ لٹکا کر کہا۔

"ویسے عمران صاحب ۔۔۔ اس تمام مشن کی بھاگ دوڑ اپنی سمجھ میں نہیں آئی" ۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آنی بھی نہیں چاہئے ۔۔۔ بھاگتے دوڑتے آدمی کا سانس پھول جاتا ہے اور دماغ چکرانے لگتا ہے ۔۔۔ پھر سمجھ کہاں سے آئے ۔۔۔؟ آرام سے کہیں بیٹھو تو سمجھ بھی آئے" ۔۔۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آپ واپس پاکیشیا جا رہے ہیں ۔۔۔ کیا آپ پاورلینڈ نہیں جائیں گے ۔۔۔؟" چوہان نے اس بار پوچھا۔

"وہ لیکچر جو میں نے ہوٹل میں دیا تھا، بھول گئے ۔۔۔ بھائی ضرور جائیں گے ۔۔۔ لیکن پوری تیاری کر کے ۔۔۔ ہم نے پاورلینڈ میں مرغابیوں کا شکار تو نہیں کھیلنا کہ ایک رائفل اٹھا کر پہنچ جائیں ۔۔۔ پھر اس میں داخلہ اب تک مسئلہ بنا ہوا تھا ۔۔۔ اب کم از کم داخلے کا ٹکٹ تو مل گیا ہے۔ داخل بھی ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"چوہان! ۔۔۔ عمران صحیح کہہ رہا ہے ۔۔۔ پاورلینڈ بہت بڑی

طاقت ہے ـــــ وہاں جانے کے لئے ہمیں پوری تیاری کرنا ہو گی۔ ٹرانسمٹ فیوز تیار کرنے ہوں گے ـــ ظاہر ہے اس سارے کام میں ایک دو ماہ تو لگ ہی جائیں گے" ـــــ صفدر نے عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہنری اور مادام تو مطمئن ہو گئے ہوں گے کہ عمران ختم ہو چکا ہے اس لئے ہمیں اتنی جلدی بھی نہیں ہے ـــــ آرام سے چلے جائیں گے اور دوسری بات یہ کہ وہ تمہارا پوہا وہاں اکیلا پھر رہا ہو گا ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ صحرا میں گانا گاتا پھر رہا ہو ـــ جولیا جولیا پکاروں میں بن میں" ـــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور سب لوگ تو ہنس پڑے۔ البتہ جولیا کا منہ سرخ ہو گیا۔

"شٹ اپ" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ویسے اس کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ غصہ مصنوعی ہے۔

"آج تک تو سیون اپ ہی سنا آیا تھا ـــ آج معلوم ہوا ہے کہ لیڈیز کے لئے نیا مشروب نکلا ہے شٹ اپ ـــ بہت خوب۔ شٹ اپ کا مطلب ہے اوپر سے بند ـــ یعنی زبان بند ـــ واہ واہ کیا مشروب ہے ـــ ناممکن کو ممکن کر دینے والا" ـــــ عمران کی زبان ایک بار پھر چل نکلی۔ اور جولیا غصے سے پیر پٹختی ہوئی اٹھ کر لاؤنج کے برآمدے کی طرف چلی گئی۔

"آپ ہر وقت جولیا کو کیوں تنگ کرتے رہتے ہیں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تاکہ جولیا سمارٹ رہے ـــ پھیلی ہوئی عورت مجھے عورت کم اور

بھینس زیادہ لگتی ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور صفدر کا بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

انہی خوش گپیوں میں دو گھنٹے گذر گئے۔ اور پھر جہاز کی روانگی کا اعلان ہوتے ہی لاؤنج میں بھگدڑ سی مچ گئی اور سب رن وے کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھنے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد دیو ہیکل جیٹ انہیں اٹھائے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ٹرانسمٹ فیوز تیار کرے۔ تاکہ پاور لینڈ کا مشن مکمل کیا جا سکے۔ اس کے خیال کے مطابق اس نے پاور لینڈ کے خلاف آدھی جنگ جیت لی تھی۔ کیونکہ سب سے بڑا مسئلہ پاور لینڈ میں داخلے کا تھا اور آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز کی تیاری کے بعد یہ مسئلہ کوئی مسئلہ نہ رہا تھا۔

یہ پاور لینڈ کی بدقسمتی تھی کہ آٹومیٹک ٹرانسمٹ فیوز اس وقت چھاڑا گیا تھا جب عمران اس کی مشینری کو سمجھ چکا تھا۔ اس لئے اب اس کا بنا لینا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اور پھر پاکیشیا میں سرداور بھی موجود تھے۔ جن کی مدد سے یہ فیوز اور بھی زیادہ تیزی سے تیار کئے جا سکتے تھے۔ البتہ اس بار عمران درحقیقت موت کے منہ سے واپس آیا تھا۔ اگر صفدر اور کیپٹن شکیل بروقت اُسے اٹھا کر اس خالی کوٹھی میں نہ لے جاتے اور پھر اس کی فوری مرہم پٹی نہ ہو جاتی تو شاید وہ اس بیہوشی کے عالم میں ہی عالمِ بالا کو ٹرانسمٹ ہو جاتا۔

ہوش میں آنے کے بعد کی کارروائی عمران کے لئے مشکل نہ تھی وہ چینری میں کئی بار آیا تھا اور یہاں اس کے ایسے دوست موجود تھے جو

اس کی مدد کرنا فخر سمجھتے تھے۔ چنانچہ ان سب کو سر چھپانے کی جگہ بھی مل گئی اور نئے میک اپ میں ان کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات بھی تیار ہو گئے۔ اور انہیں آسانی سے واپسی کی ٹکٹیں بھی مہیا ہو گئیں۔

جوزف اور جوانا چونکہ ہر میک اپ میں پہچانے جا سکتے تھے۔ اس لئے عمران ان دونوں کو فی الحال وہیں چھوڑ آیا تھا۔ تاکہ ان سب کے صحیح سلامت پاکیشیا پہنچنے کے بعد وہ واپس آئیں۔ اس طرح ان کی مدد سے پاور لینڈ والے ان سب کا کھوج نہ نکال سکیں گے۔ ویسے اُسے یقین تھا کہ مادام ایشلے اور ہنری دونوں اس کی موت کا جشن ضرور منا رہے ہوں گے۔ کیونکہ عمران کی زندگی اس بھاری میز کے اُلٹ کر اس کے اوپر آجانے کی وجہ سے بچ گئی تھی۔ ورنہ کمرے کی اس طرح اچانک تباہی کے بعد اس کا زندہ بچ نکلنا ناممکن تھا۔

"عمران! ــــ کیا سوچ رہے ہو ـــــ؟ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی چُپ چُپ ہو" ـــــــ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا سے شائد عمران کی سنجیدگی اور خاموشی برداشت نہ ہو سکی تھی۔ اس لئے اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوچ رہا ہوں کہ زندگی گذرتی جا رہی ہے ــــ کیا میں اسی طرح ہجر و فراق میں تڑپتا ہوا ایک روز مر جاؤں گا" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب" ـــــ؟ جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اُبھر آئی تھی۔

"اب تم بھی مطلب پوچھو گی ــ یہی تو ٹریجڈی ہے۔ عمران کے

لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"کاش! ـــ تم سنجیدہ ہوتے تو شائد اب تک میں خوشی سے مر چکی ہوتی" ـــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"ارے ارے ــ پچھلی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا ہے ـــ اگر اس نے سُن لیا تو میری خودکشی کی حسرت دل میں ہی رہ جائے گی" ـــــ عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے بے اختیار منہ پھیر لیا

ختم شُد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور تیز رفتار کہانی

جوانا ان ایکشن

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ماسٹر کلرز کا جوانا عمران کا ساتھی۔ ایک ایسے مجرم کی بو سونگھتا ہے جو اس کی لائن کا جرم ہے۔

جوڈش جوانا کا ہم پلہ اور شیطان کی طرح مشہور بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جو آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہ ہوا تھا۔

وائٹ پینتھرز ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پاکیشیا سمیت تمام اسلامی ممالک کے دفاع کو تہس نہس کرنے کا مشن لے کر میدان میں اتری اور جس نے پاکیشیا کے معروف سائنسدان سرداور کے قتل کے لئے جوڈش کو تعینات کر دیا۔

- بغداد میں ہونے والی ایک ایسی خفیہ میٹنگ جس میں پاکیشیا کی طرف سے سرداور نے شریک ہونا تھا اور ان کے فارمولے پر پاکیشیا سمیت پوری اسلامی دنیا کے دفاع کا انحصار تھا۔

- سرداور کی حفاظت کے لئے پاکیشیا کی طرف سے جوانا کو سرکاری طور پر تعینات کر دیا گیا۔ جوانا جب اپنے مخصوص ایکشن میں آیا تو جوڈش اور وائٹ پینتھرز دونوں کو کہیں بھی جائے پناہ نہ مل سکی۔

روح کو منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سنیک کلرز کا ایک انتہائی دلچسپ کارنامہ

بلیک ماسک

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

بلیک ماسک اسلحہ سمگل کرنے والی ایک بین الاقوامی تنظیم جس کا سیٹ اپ پاکیشیا میں بھی تھا۔

سنیک کلرز جس نے پاکیشیا کے دارالحکومت کے ایک علاقے میں غنڈوں اور بدمعاشوں کے اڈوں کے خاتمے کا مشن ہاتھ میں لیا اور پھر معاملہ بلیک ماسک تک پہنچ گیا۔

بلیک ماسک جس نے جوانا اور ٹائیگر دونوں کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا اور پھر ان دونوں پر خوفناک قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ کیا وہ بچ سکے —

استاد کالو ٹاگورا کے علاقے کا سب سے بڑا بدمعاش جو بلیک ماسک کا پاکیشیا میں سیٹ اپ کا انچارج تھا اور جس نے جوانا اور ٹائیگر دونوں کے خاتمے کے لئے غنڈوں اور بدمعاشوں کی پوری فوج مقابلے پر اتار دی۔ پھر کیا ہوا —

وہ لمحہ جب جوانا اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ عمران بھی استاد کالو کے شکنجے میں پھنس گئے۔ کیسے — اور ان کا انجام کیا ہوا —

کیا سنیک کلرز اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو سکے

انتہائی دلچسپ واقعات، تیز اور ہولناک ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور
انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا یادگار ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان